

L23064.

12-12-07,

Title - ~~SHAR~~ SHARISTAN ALAMGEER

Creator - Alamgeer Mohd. Khan,

Publishing - Muzed Aam (Akbarabad).

Date - N.A.

Pages - 262

Subjects - Urdu, Sharqat - O-Darussalam.

إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمًا وَإِنَّ مِنَ اللَّبَنِ لَشَجْرًا

المحرقة والله له أن تذكر شعراي رشك النوزي ونظيري ومجموعه
غزليات سرماية رشدي ونظيري أي

عالمكيري

مرتبه جناب هان والاشان امير باوقر شاعر به نظير بيان
عالمكيري محرابا صاحب ام ششم

طبع في المطبع المسمى بالله في مكة

RESERVE BOOK

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U23064



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و سپاس خالق زمان و زمین ذو القوتہ العتین میں خاتمہ سرسجود سے صفحہ قرطاس
پر پردہ صریح میں نواسے سبحان ربی الاعلیٰ بلند ہی فقہا ربك الله احسن الخالقین
و نفعت حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین میں کلک و زبان سے نعمۃ اعتراف
وما یطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی و صدائے فحوائص
وما ارسلناک الا رحمة للعالمین زیب گوش ہوشمند رباعی

رسول شرق و غرب امام نرس ملک	کہ بر بساط شرف شمسوار کو زمین است
زہے بلند مکانے کہ در صفت دعوی	ہمہ نشاندہ او قرب قاب تو سین است

صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین
امین اما بعد عالمگیر خان عفی عنہ تخلص نمود بن میان و ستیگر محمد خان
بن نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ الخطاب بہ نواب دولہ بہادر

LYTTON LIBRARY

ضامع اللہ افضا المانی المیزان و رفع اللہ درجا تہانی الجنان والی بھوپال بھو پال
 شعور سے سنتا اور دیکھتا ہی کہ اکثر خواص و عوام و امراء عظام و یار ہڈانے اپنی اپنی
 فراخ جو صلی و عالی ہمتی کے موافق جلسہ ہائے مشاعرہ منعقد فرما کر سرانجام دہی میں
 کوشش تبلیغ کی با وصف اسکے کسی جگہ گروہ شعرا میں اختلاف واقع ہو کر نوبت فساد
 کی پہونچی کہیں سامعین کی دھوم و تماشائی کے هجوم کی بدولت اہل انجمن پریشان
 و سیرشتان بزرگ کا کل شمع سرگردان رہ کر خاموش ہو بیٹھے۔ اکثر بوجہ وقوع ہجھو
 اتفاقات کوئی آرزو مند شاہد مدعا سے بھکار نہ ہوا۔ الغرض محریطوں نے بعد مدت
 حمد گوہر دیائے تاجدار سیار کیہ آرائے بارگاہ جہاندارنی فریدۃ الآفاق حمیدۃ الاحقاد
 محی مراسم عدل و داد مآثر ظلم و فساد قبلہ اصحاب صفا کعبہ ارباب تنازعہ حاتم
 سرکار نوال مجسم قدردان فیض رسان حضرت نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ کروں
 آف انڈیا و رئیس دلاور عظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند و تاج ہند و ستان و رئیس
 بھوپال ادا مہا اللہ بالعز و الاقبال اپنے دیوان عام میں انعقاد بزم مشاعرہ کا التزام
 کر کے بہ نظر حفظ و اتمام شرکت ایسے شعرا و سخن سنج کی مھوڑ و مد نظر رکھی
 جو زمرہ اصحاب منتقل میں داخل ہونے کا وثوق رکھتے ہیں ہر چند کہ اثر دہام شیعین
 و سامعین نیز با اوقات باریاب جلسہ ہوا کیا نظم

چنان از جوش مردم قحط حبابود | اگر نقش سایہ بردوش ہوا بود

مگر بفضلہ بعض منتظران کی حسن کارروائی سے جو اس ڈیوڈھی کے متوسلین سے
 مثل غضنفر بیشیہ مرواگی معاملہ دان محمد فیض اللہ خان منتظم کارخانہ بن محمد
 حبیب اللہ خان افغان - و خیر الامنا محمد سکندر خان مہتمم توشکنی نہ

بن محمد انبیا خان قوم افغان و شیخ محمد نسیر الدین صدیقی محافظ کتب و کتابی
 کے ہیں تاختم شاعرہ کوئی صورت تناقض و تخالف کی معرض ظہور میں نہ آسکی۔ جب
 غزلیات ردیف واریت پر خلعت سے تانیسی تھمتانی ختم ہو چکیں دل میں خیال
 متمکن و جاگزین ہو کہ غزلیات مذکور بہ مزید حالات تاریخی ریاست ہذا جس سے
 سلسلہ حقیقت حال آبا ہی نامہ نگار منقطع نہ ہو بعد الطبع مطبوع طبع حقائق
 کر دیجاوین تاکہ مورخان فرخندہ خصال و شاعران نازک خیال دیار و اصوار اس سے
 محفوظ و محظ ہو کر زمانہ حال و استقبال میں اسماء شعراء شریک حلبہ شاعرہ کو جنھوں
 نے منت اشتراک سے محرر سطور کو ممنون کیا ہی صفحہ روزگار پر یا دگار و کثرت
 داد و دید سے زندہ جاوید فرماوین۔ ذوق دہلوی۔

رہتا سخن سے نام قیامت تک فہم | اولاد سے تو ہی یہی دو پشت چار پشت

مختصری زبہ ہے کہ یہ مجموعہ مقل و دل موسوم بہ شہستان عالمگیری پانچ
 فصل پر مبنی ہو فصل اول نام نامی و اسماء عظامی فرمانروایان بھوپال پر
 ستم تلوس و تاریخ و قاتلین فصل دوم بیان میں وجہ تسمیہ بھوپال و ذکر آبادی
 قدیم و جدید و احوال باغات و عمارات مع ملخص جغرافیہ فصل سوم ملوہر

شعراء شریک انجمن شاعرہ کے حالات اور نامہ نگار کے مراتب کی کیفیات سے جو
 سنجانب علیا حضرت سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال مرعی و مبذول بہ صنف علمی

جو ہیں شاکی تہ رون کے مٹو | او کو میری سی دے خدا تمنت

فصل چہارم میں عنذلیات شاعرہ مرقوم ہیں فصل پنجم میں غزلیات و
 اشعار متفرق مصنف مع خاتمہ الطبع و قطعات تاریخ منظوم۔

فصل اول در کرامت نامی اسماء عظامی فرمانروایان بھوپال بہ ترتیب سنہ جلوس و تاریخ وفات

امیر دوست محمد خان بہادر سیرازی خیل جو موسس اسٹاس بھوپال
پیشوائے جماعت ارباب دولت و اقبال تھے ۱۲۸۰ھ ہجری میں بعد ملک و دارای شاہ
فرخ سیر و بروایت تاریخ بھوپال بزمانہ آغاز سلطنت بہادر شاہ بن اورنگزیب
عالمگیر بادشاہ تیراہ سے ہند میں آئے از انجا کہ یہ سبب ضعف سلطنت و ہلی
ہندوستان میں طوائف الملوکی کا عالم ہو رہا تھا انھوں نے ملک مالوہ کو فتح کیا
اور بزرگ شمشیر صاحب حکومت ہوئے ۱۲۸۰ھ ہجری کو قلعہ و شہر پناہ بھوپال بنایا اور
پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ مدبر اور بہادر تھے بھوپال کے قلعہ فتحگڑھ میں نوٹن
ہین نواب یا محمد خان بہادر بن امیر دوست محمد خان بہادر انکا سنہ
پیدائش گیارہ سو پینتالیس ہجری ہے۔ قبل وفات والد اپنے کے ہمراہ نظام الملک صفت
جاہ بہادر والی حیدر آباد کن کے کن کو گئے جس وقت خبر وفات دوست محمد خان
کی نظام الملک نے سنی او کو خطاب نوابی اور خلعت مع ماہی مراتب عطا فرما کر روانہ
بھوپال کیا۔ یہ بھوپال میں آکر عمر بیچدہ سال ۱۲۸۵ھ ہجری میں سند امارت پر
بیٹھے اور پندرہ برس تک حکمرانی کر کے عمر پینتیس برس ۱۲۹۰ھ ہجری میں انتقال
کر گئے انکا مقبرہ باہر قلعہ اسلام نگر کے ہے۔ یہ جگہ بھوپال سے بفاصلہ سہ کروڑ باب
شمال شہر واقع ہے۔ تاریخ ہند مولفہ رستم علی بن محمد خلیل شاہ آبادی
کے دیکھنے سے نامہ نگار کو معلوم ہوتا ہے کہ امیر دوست محمد خان بہادر
جنگو بانی بھوپال و امام سبجہ مراتب جاہ و جلال جانتا چاہیے علاوہ ولیری

و بنیدار مغزی کے بڑے باذل و کریم مسافر نوازی میں جید و چھپر مومن میں ممتاز تھے

مال همان بہ کہ بیارانی ہی	گر نہ دہی بہ کہ بخاکش نہی
زر نہ پی منفعت احی حکیم	بہر نہادن چہ بفال و چیم

صائب رحمہ اللہ

از چراغے میتوان افروخت چندین شمع	دو تے چون رود ہزار دوستان غافل مشو
میشود ہر کس بمقدار تواضع سر بلند	قطرہ ناچیس گزدگو ہر از افتادگی

تاریخ بھوپال و تذکرہ افغانی وغیرہ میں سردار دوست محمد خان بہادر و نواب
یار محمد خان بہادر نور اللہ مراد ہما کی کیفیت ایسی شرح و بسط کے ساتھ نامہ نگار
کی نظر سے نہیں گذری جیسے مولف تاریخ ہند جو بقول خود بعد حکمرانی نواب
یار محمد خان بہادر تین سال بھوپال میں مقیم رہا حوالہ قلم عبرت رقم کرتا ہے۔
تاریخ ہند میں ریاست ہذا کی شوکت و عظمت و فرمانروایان سالف کی جودت و سطوت
آئینہ صورت نما کی مثال معلوم ہوتی ہے نامہ نگار کے نزدیک مولف متغوکے بعض فقرات
موثر کا یہاں لکنا حسن تاریخ نگاری میں داخل اور و تیرہ صدق گوئی میں شامل ہے
لہذا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

این مولف در سال یک ہزار و یکصد و پنجاہ و چار ہجری در شہر بھوپال حرم سہا اللہ
والزوال کہ از شرفدار طرب و ہنرمندان اکثاف مالال است بہ تحسیر یک بعض
بزرگان ہواہب نشان پائے مسافرت تادمت سہ سال در دامن اقامت
کشیدہ فی الواقع از ان روزیکہ این مولف از بلدہ شاہجان آباد برآمدہ رہ نور د
سافت کفرستان بودہ آن بکا نرا دارالاسلام دریافت و بروایت بھوپال در قوت

از اوقات راجہ بھوج شمس الدین آباد بود بعدہ بہ تقریبہ در ارکان آبادیش تھو
 روداد مگر دیسے مختصر برکنارہ تالاب کہ از طول عمق سرآمد تالابہائے این دیار است
 آباد بود چون دوست محمد خان افغان سیرازی خیل بحسن اتفاق از ولایت تیراہ
 متوجہ ولایت ہندوستان گردیدہ نزد برادران ہم جدی دقصبہ جلال آباد رسیدہ
 از انجا کہ چون ایزد مالک الملک منخواہد کہ یکے از بندگان خود را بدرجہ علیا رساند
 نخستین اورا مورد محن و مشقت گردانیدہ بدرجہ مقررہ وی کامیاب میگردد اندر بیت

درین دیرکن سمیت دیرین	کہ تہلخی نباشد عیش شیرین
-----------------------	--------------------------

عارضہ متخالف و متنازع فیما بین برادران روداد تا آن خان و لاشان تنہا و بے سہتا
 ظاہری از انجا برآمدہ بصوب ولایت مالوہ رسید بہ تدبیرات صاحبہ و ترددات و فہم
 بہ تشخیص کسر بیشتر از بلاد آن ولایت پرداختہ و طرح عمارت آبادی شہر بھوپال در
 سال پنجم محمد شاہی ۱۱۳۰ ہجری یک ہزار یکصد و سی و پنج ہجری در حسن ساعات
 و اسعد اوقات انداخت و از فرط عدالتش گویا کہ شیر و بز در خوش ہمو
 و در وصف سخاوت گو یار شک حاتم طائی است بسیاری از بزرگان و
 اہل ہنران برآمدہ و سہم طعام اندومی شدند

خورشہاے الوان ز اندازہ پیش	بخوانہاے زرین نہادند پیش
----------------------------	--------------------------

و ہر کہ از بلاد اطراف میرسید از نقود و اسباب اجناس صاحب اساس میشد

درین دو ہفتہ کہ میر آب این چمن شد	ز ہنچ تشنہ جگر آب را در بلیغ مدار
-----------------------------------	-----------------------------------

و ہزار ہا مردم سپاہ پیشگی می یافتند و اہل استحقاق از دست جو دش بہرہ می بردند
 چونکہ جواد و سخاوت پیشہ بود بدرجہ بختیاری ترقی و عروج فرمود و ہمایہ داد و بخش

موالیان او فراوان شدند بیت

سخت بود مایه دوستی	که عالی بود پایه دوستی
کسی گوی دولت ز دنیا برد	که با خود نصیب به عقبی برد
به غمخوارگی چون سرگشت من	نخار کسی در جهان پشت من

چون آوازه سماعش بمسامع کارپردازان سلطنت رسید بواسطه سید حسین علیخان
به منصب طوغ و تقاره و نوبت مع خطاب مورد مراعات بادشاهی گردید از اینجا
که هر که برین خوان الوان روزگار همان است عاقبت شربت ناکامی از دست
قنای چشید در ساله کینزار و یکصد و چهل و دو بر بستر مرض آخری خسید
ماه شعبان طیر خوش بشاخسار آنجهان رسید فرد

بمرد آخر و نیکنامی بسود	ز به زندگانی که نانش نرود
جاودان نیست عالمسانی	تو درین جلوه دان کجایانی
روے در ملک جاودانی کن	ترک گنجینه دیر فانی کن
دل بد نیای دنی احوال نادان مغرور	انچه در مصر عزیز است بکفان مغرور
دل در جهان مبدل این نهال	از بهر سرزمین دگر سبز کرده

بعد از ان جناب عدالت آب جلالت انتساب بامیر عالیجاه امارت و ایالت پناه
معالی صفات و اعلی سمات مورد تفضلات السلطانیه مهبط عنایات اخاقانیه حمیده
امرای رسیع الشان زبده خوانین سمو المکان موبد الاسلام و المسلمین و
نظام الدوله الدنی و الدین

گوهر دج شجاعت انتر بروج ببال	آفتاب اوج شمت مرجع عز و کمال
------------------------------	------------------------------

یعنی نواب یا محمد خان بہادر خلف ارشدان خان عظیم آٹشان کہ ہم سہراہ
نظام الملک در ولایت دکن بود درین مملکت رسید و حسن اوقات بر سندا مارت
و دولت نشست و در جنگا مصدر ترددات وافرہ و مظهر مساعیات متکاثرہ گردیدہ
سظفر و منصور گشت بیت

غزلے کہ جوید نہ سرو از پلنگ | شو د خاک از خون اولالہ رنگ

و درین مکان داد عدل و نصف دادہ و اکثر از گرفتارانتقاد و محکوم حکم
فرمودہ - بتدابیر صائبہ خود از کنارہ دریائے نر بداتا پائین قصبہ سرونج ضبط
آورد - باوجود استیلائی جماعہ غنیم کہ از ستارہ گدہ تا پائین دہلی عالے راغات
و تاراج کردند - از حسن تدبیر آن امیر عدالت تاثیر ساکنان آن بلدان از حواشی
ظلم آن ظالمان در اسن و امان اند چنانچہ کمال شجاعت و ضوابط مملکت مورد اطمینان
بادشاہی گردیدہ منصب پنہجاری و پنہزار سوار و ماہی مراتب اختصاص یافت
ہمان وقت جامع الفضل و کمال مفتی خیر السدازین بیت تاریخ آن مراتب شمار کرد

باج جہاہ و اقبال و مناصب | مبارکباد ماہی و مراتب

و بحسن نیت آن امیر باتدبیر تصدیان آن مملکت ہر کیلیا قمتی دارند کہ برائے
خود سرانجام صوبجات میتوانند داد نواب فضیل محمد خان بہادر بن نواب
یا محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات ولہ
اپنے کے گیارہ برس کی عمر ۱۰ لکھ گیارہ سو ستر ٹھہرین رئیس ہوئے او پچیس برس
تک حکومت کر کے چھتیس برس کی عمر ۱۰ لکھ گیارہ سو اکانوے مین لا ولد مر گئے
قلعہ کہنہ بھوپال مین مقبرہ انکا بنا ہوا ہی - مرد عابد پرہیزگار بے آزار تھے

چھوٹے خان چیلہ نواب کہ پانزدہم ذیقعدہ ۱۱۹۱ھ ہجری کو دیوان ریاست
 ہوا اور چھبیسویں جمادی الآخر ۱۱۹۱ھ ہجری کو پچاس سالہ مرگیا اور قلعہ فتحگڑہ میں اسکا
 مدفون ہے آدمی مدبر و عظیم تھا اور اس دیوان کی کاوش سے سولہویں جمادی ولی
 ۱۱۹۱ھ ہجری کو شریف محمد خان بہرہ سردار دوست محمد خان بہادر اپنے
 بھائیوں سمیت مار گئے نواب حیات محمد خان بہادر بعد وفات فیض محمد خان
 اپنے بھائی کے ۱۱۹۲ھ لگیا رہ سوانوے ہجری میں نواب بھوپال ہوئے ۔ اور
 بتیس برس حکمرانی کر کے سولہویں رمضان ۱۲۲۳ھ بارہ سو تیس ہجری میں حلیت
 کر گئے اور باغ اپنے میں مدفون ہوئے انکے عہد میں ریاست میں بہت خلل واقع
 ہوا تھا کہ وزیر محمد خان بہادر مختار ریاست ہوئے نواب غوث محمد خان
 بہادر بن نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب یار محمد خان
 بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر بعد وفات نواب حیات محمد خان
 بہادر والد اپنے کے چارم شوال ۱۲۱۱ھ ہجری کو تیس ہوئے اور سترہ برس
 تک سندھ حکومت پر بیٹھ کر بہت وسوم محرم ۱۲۱۱ھ ہجری میں راہی ملک بقا ہوئے
 انکے عہد میں وزیر محمد خان بہادر جو ۱۲۱۱ھ ہجری میں مختار ریاست ہوئے
 تھے تمام کاروبار ملکی و مالی کو اپنی راے سے انجام کرتے تھے بہادر بے بدل
 تھے ۱۲۱۱ھ ہجری اور ۱۲۱۱ھ فضلی میں راجہ گوالیار و ناگپور کی اتسی ہزار فوج سے
 جس نے بھوپال کا محاصرہ کیا مختار ستانہ لڑ کر نہایت دی اویس برس تک با اختیار
 حکمرانی کر کے سولہویں ربیع الآخر ۱۲۱۱ھ ہجری میں انتقال کر گئے شہر کے باہر
 وزیر باغ میں مقبرہ انکا واقع ہے نواب نظر محمد خان بہادر بعد وفات

وزیر محمد خان بہادر والد اپنے کے ۱۱۳۵ ہجری میں سرس بھوپال اور بانیوں
 ربیع الآخر ۱۱۳۵ ہجری کو نواب بیگم صاحبہ قدسیہ دختر نواب غوث محمد خان
 کے ساتھ لکھنؤ ہوئے اور بیسویں ربیع الآخر ۱۱۳۵ ہجری کو عہد نامہ سرکار کبھنی
 سے حاصل کیا اور تین برس نو مہینے چھ روز حکومت کر کے اٹھائیس برس کی عمر
 میں ۱۱۳۵ ہجری کو انتقال کر گئے ان کا مقبرہ بھی وزیر باغ میں ہے نواب بیگم صاحبہ
 قدسیہ تاریخ ولادت نہم رجب ۱۱۲۵ و سنہ جلوس ۱۱۳۵ ہجری۔
 بعد وفات نواب نظر محمد خان کے مختار ریاست ہوئیں ان کے عہد میں نواب
 منیر محمد خان پسر بیان محیی الدین خان نیرہ میان وزیر محمد خان بہادر
 تین روز بطور خاندانگی کے بھوپال میں رہے حکیم شہزاد مسیح نواب ریاست کہ
 آدم مہر و نیک نام تھے چوبیس جادی الآخر ۱۱۴۲ ہجری کو ان کے عہد میں مر گئے اور
 ۱۱۴۲ ہجری میں بمقام آٹھ غفران آب نواب جہانگیر محمد خان بہادر
 جد بزرگوار نامہ نگار پر فوج کشی کر کے لڑیں اور غزہ رمضان ۱۱۴۳ ہجری کو بوسطہ
 سرکار انگریزی جاگیر تاحیات مقدار صارت اپنی ریاست سے لیکر گوشہ عافیت اختیار
 کیا اور ۱۱۴۹ ہجری میں انتقال کر گئے نواب جہانگیر محمد خان صاحب بہادر
 جد بزرگوار نامہ نگار سنہ پیدائش جادی الاولیٰ ۱۱۳۵ اور سنہ جلوس عشرہ
 رمضان ۱۱۴۳ ہجری ہوتی بہادر شہسوار خوشرو باخلاق مسافر نواز باذل غبار پر
 قدردان اہل ہنر نوشت خواندین ماہر لکھ شاعر بھی تھے بہت و ہشتم ذیقعد ۱۱۴۵
 ہجری کو سنہ حکومت ریاست بھوپال چھوڑ کر سرمد خلد برین چلے گئے ہوئے
 نواب سکندر بیگم صاحبہ تاریخ پیدائش بہت و ہشتم شوال ۱۱۳۳ ہجری ہوتی

پانزدہم محرم ۱۲۳۳ھ ہجری کو مختار ریاست اور نہم شوال ۱۲۳۳ھ ہجری میں والیہ
 بھوپال ہوئیں۔ منظم اور عاقل تھیں بکدوسے خیر خواہی ایام غد سرکار انگریزی
 سے سوم جب ۱۲۳۳ھ ہجری کو جبل پور جا کر دربار گورنری میں پرگنہ بسیمہ پایا
 اور چوبیسویں ربیع الآخر ۱۲۳۳ھ ہجری کو الہ آباد جا کر دربار گورنری میں تغا و خطاب
 ٹیٹی حاصل کیا۔ اور ۱۲۳۳ھ ہجری میں مکہ معظمہ کو گئیں اور اوائل ۱۲۳۳ھ ہجری میں
 واپس آئیں اور سیزدہم جب ۱۲۳۳ھ ہجری کو انتقال کر گئیں۔ باغ فرحت افزا
 میں مدفون ہوئیں اور انکی قبر پر محجرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے نواب شاہ جہان بگیم چٹ
 والیہ ریاست بھوپال دام اقبال ما و عمر ۶۰۔ تیخ ولادت باکر است ششم جمادی الاول
 ۱۲۳۳ھ اور سنہ جلوس معینت مانوس غرہ شعبان ۱۲۳۳ھ ہجری ہی پانزدہم
 محرم ۱۲۳۳ھ ہجری کو سرکار انگریزی سے خلعت ریاست بھوپال حاصل منبرمایا
 اور نہم شوال ۱۲۳۳ھ ہجری کو اپنی خوشی سے منصب ولیعہدی کو قبول فرمایا
 اور روز صدر نشینی سے انتظام ریاست میں ہمہ تن کوشش فرمائی۔ مورثا بشیر
 سرکار انگریزی ہوئیں اور چہار دہم رمضان ۱۲۳۳ھ ہجری کو بمقام بندہ بئی دربار
 گورنری میں خطاب درجہ اول ٹیٹی اور تمغای ہستار اور نشان شاہی پایا
 اور ۱۲۳۳ھ ہجری کو دربار قیسری میں بمقام دہلی خطاب کروں آف انڈیا
 ونس دلاور عظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند حاصل فرمایا الغرض
 سرکار عالیہ دام اقبال ما کی قدردانی نے وجودارباب کمال سے جو ہر ایک آفتاب
 پیغمبر و ہنر ہو گلزمین بھوپال کو رشک آسمان بنا دیا۔ اور اصابت رائے
 عالم آرا سے حضور مدوحہ سے رعایا آباد خلق خدا شاد اہل علم آہستہ صاحب تسلیم

پیراستہ ہیں مخفی نہ رہے کہ عہد شاہجہانی کے عا سن تاریخ بھوپال و ترک افغانی
وغیرہ میں فصل مذکور ہیں۔ ادا م اللہ ظلال عدالتہا و جلال حکومتہا
علیٰ مفارق توابعہا و لواحقہا الیوم الدین آمین۔
فصل دوم وجہ تسمیہ بھوپال ذکر آبادی قدیم و جدید و احوال باغات
و عمارات میں مختص جسرافیہ ریاست ہذا۔

یہ شہر قدیم دوم صوبہ مالوہ ملک ہند میں خط استوا سے ایک سو گیارہ درجہ طولاً
اور تیس درجہ عرضاً جیسا کہ غیاث اللغات کی جدول میں بھی لکھا ہے۔ ایک چھوٹے سے
پہاڑ پر آباد ہے کہتے ہیں کہ راجہ بھوج والی دہار انگری نے جو اب شہر پیران ہا
مشہور ہو دو پہاڑ کے درمیان جو ایک دوسرے سے قریب تر واقع ہے تھوڑے
ایک پستہ بلند و مستحکم لمبا چوڑا باندہ کرتا لاپ تیار کیا اوس پستہ پر قلعہ بنایا بھوج پال
اوسکا نام رکھا پال زبان ہندی میں پل کو کہتے ہیں جیم کثرت تلفظ سے جو زبان
پر بھاری تھا ساقط ہو کر بھوج پال بھوپال مشہور ہوا بعدہ رانی سال ملی زوجہ
راجہ اودیاد نے قریب قلعہ ایک بڑا مندر سنگین بنام سبھا منڈل بنایا
جسکی تعمیر سن ۱۲ میں شروع ہوئی تھی اور سن ۱۲ کا تک بدی تیج روز و شنبہ
تمام ہوئی تھی۔ یہ تاریخ بنا و اختتام اوس مندر پر لکھی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ رانی
اور راجہ نے پانسو برہمن اسجا مقرر کئے تھے تا وہ عبادت و ریاضت کریں
اور چار بید۔ چھ شاستر۔ اٹھارہ پران۔ اور سچل وغیرہ علوم کو زبان سنسکرت
طالب علم کو پڑھاویں۔ اور جانتا چاہیے کہ چار بید چار کتاب تصنیف حکیم
بیاس سے مراد ہے جو بنام سیام بید۔ اتھرون بید۔ رک بید۔ یوج بید

موسوم ہیں اور چھ شاستر مادچھ علم سے ہی بیا کر ن یعنی نحو و صرف دھرم شاستر
یعنی فقہ نیامی شاستر منطق۔ جوتش۔ علم نجوم۔ ویدانت علم تصوف۔ بیدک
علم طب۔ اور اٹھارہ پران بجاگوٹ اور شیو پران وغیرہ اٹھارہ کتاب سے مراد
ہی جو ہندوؤں کے نزدیک بہت متبرک ہیں اور پنگل علم عروض و قافیہ کا نام ہی المختصر
انقلاب زمانہ سے مدت دراز کے بعد سمجھا مسئل ویران ہو گیا اور پستی بھوپا
کی ایک چھوٹے گاؤں کی برابر رہ گئی۔ ہمارے جد اعلیٰ سردار دوست محمد خان
یہاں در اسلام گئے سے اکثر ربط و مرغابی قاز و کلنگ و سرخاب و حوٹل و ماہی وغیرہ
جانوران دریائی کے شکار کھیلنے کو تالاب میں آیا کرتے اور کو تالاب اور پھاڑ اور
جنگل کی فضا پسند آئی۔ نہم ذیحجہ روز جمعہ ۱۱۸۰ھ یکہزار کھید و چیل جہری اوٹھون نے
راجہ بھوج کے قلعہ سے جواب بقلعہ کہنے معروف ہی بناصلہ زد گولہ توپ کلان ایک
قلعہ مضبوط بنایا اور نام اوسکا فتح گڑھ رکھا۔ اور قلعہ نو سے قلعہ کہنے اور کستور
اوس سے بھی آگے بڑھا کر فضیل سنگین شہر کی تعمیر کر کے شہر بسایا اور خاص اپنی جائے
سکونت مقرر کر کے آبادی میں بہت کوشش کی تھوڑے عرصے میں شہر آباد
ہو گیا۔ اور بعد اونکے نواب یار محمد خان نے اسلام گزین رہنا اختیار کیا مگر
نواب فیض محمد خان جب رئیس ہوئے تو اوٹھون نے قلعہ کہنے بھوپال میں
سکونت اختیار کی بعد اونکے نواب حیات محمد خان کا زمانہ ہوا اونکے نائب
دیوان چھوٹے خان نے قلعہ فتح گڑھ کو جا بجا سے مضبوط بنایا۔ شہر
خوب آباد ہو گیا اور دیوان چھوٹے خان نے ایک پل تین شوگر لبنا
تیس گز چوڑا بہت مضبوط پختہ تعمیر کروا کر دوسرا تالاب دوسری طرف قلعہ کہنے

بنایا بعد ازاں ۱۲۱۰ھ ہجری میں ناگیپور و گوالیار کی فوج نے دس مہینے تک
 محاصرہ کیا رعایا بھوپال جلا وطن ہو گئی اور گولون کے صدمے سے شہر
 سمارا اور ویران ہو گیا کہ مفصل ہیہ قصہ دفتر اول تاریخ بھوپال میں لکھا ہی ہے۔
 واقعہ کے بعد نواب خنیر الدلہ نظر محمد خان بہادر کے زمانہ ریاست
 میں از سر نو آبادی ہوئی لوگوں نے چھپڑ اور کھپڑیل کے مکانات اکثر بد قطع بجا
 نواب بیگم صاحبہ قدسیہ کے زمانہ مختاری تک بیشتر قوم افغان ساکنان بھوپال
 سپاہ گری کی طرف مائل تھی۔ ہیتار گھوڑا۔ اچھا رکھتے تھے زینت ظاہری و سلمان
 عشرت کی طرف امیر و غریب کیسے توجہ دیتی تھی جب میرے جد بزرگوار غفران تاب
 نواب جہانگیر محمد خان بہادر شمشیر جنگ والی ریاست ہوئے اوکے
 عہد میں منراغت معاش و اطمینان خاطر کا غلبہ ہوا نواب صاحب غفران
 نے بیرون شہر متصل چھاوئی انگریزی ایک چھاوئی جہانگیر آباد نام بسائی
 اور وہاں کنارہ تالاب دیوان چھوٹے خان کے باغ و کوٹھی بنوا کر اپنا مسکن مقرر کیا
 اور ہزار ہا روپیہ رعایا و سپاہ کو عنایت فرمایا تاکانات تعمیر کرے اہل سلیقہ
 و متمیز و ارباب علم و فضل کا مجمع ہوا ہر طرح کی انسانیت طبائع میں پیدا ہوئی اب بھوپال
 نے اچھی پوشاک پہنا اور اچھا کھانا اور اچھے مکانات میں رہنا اختیار کیا عسائ
 شہر نے سبب تھل و آرائش کی افزائش میں کوشش کی اوکے بعد نواب
 سکندر بیگم صاحبہ غلہ نشین کی جب حکومت ہوئی سکین تمام شہر میں تعمیر ہوئیں
 فانوسین روشنی کی دور و یہ راستوں پر نصب ہوئیں صدائے مکانات نچتے بن گئے
 پیشہ ور ہر شہر سے آکر آباد ہوئے اور عہد شاہجہانی میں فضل الہی سے اوس

سب آبادی آرائش شہر کی خوب تکمیل ہوئی اور ہوتی جاتی ہی اور سڑکوں کو زیبا
چوڑا کیا جاتا ہی اور ہر دور رخ بازار و پیر حکم تعمیر پختہ اور ممانعت تعمیر خام کا ہی اور
طول و عمق ہر دو تالاب مذکور سال حال میں سرکار عالیہ دام اقبالہ مانے جو پیمائش
کرایا بموجب تفصیل ذیل معلوم ہوا ہے

تالاب کلان

طول شمالی	طول جنوبی	عرض شرقی	عرض غربی
۳۳۳۴ فٹ	۳۳۷۳ فٹ	۸۲ ونیم فٹ	۳۱۱۸ ونیم فٹ
عمق اعلیٰ	عمق اوسط	عمق ادنیٰ	حلقہ کل
۱۸ فٹ	۱۲ فٹ ۶ انچ	۶ فٹ	۲۹۲۹ فٹ
آراضی غرق آب تالاب			
۱۲ لکھ ۱۲ سو			

تالاب خورد

طول شرقی	طول غربی	عرض شمالی	عرض جنوبی
۶۳۲۶ فٹ	۸۴۸۸ فٹ	۱۲۷۰ ونیم فٹ	۳۷۹۵ فٹ
عمق اعلیٰ	عمق اوسط	عمق ادنیٰ	حلقہ کل
۷۳ فٹ	۳۳ فٹ ۶ انچ	۳۰ فٹ	۱۶۲۷۷ فٹ
آراضی غرق آب تالاب			
۱۱ لکھ ۷۷ سو			

درمیان ان ہر دو تالاب کے جو راجہ بھوج کا بندہ ہو اور اوس پر قلعہ بنا ہوا
ہو اوسکی زمین کی پیمائش اٹھارہ بگیہ بارہ سوہ ہو اور اس شہر کے آس پاس
تہتر باغ از انجملہ بارہ نامی باغ یہ ہیں عیش باغ۔ نواب یکم صاحبہ قدسیہ
ورائے چار دیواری پختہ و چند چاہ پختہ و اشجار سیوہ و گلہاے خوشبو گرد باوکی کے
ایک مکان سنگین و گچ کا وسیع اور خوش وضع اور ایک مسجد مختصر اور چند بنگلے

اسمین ہین فرحت افزا۔ نواب بکندر بیگم صاحبہ مرحومہ کا باغ ہی اسمین سو
 اشجار و اشمار و ازہار و روش بندہ و چاہا ہاے پختہ و حصار ایک سبب عالیشان
 اور باولی کے گرد ایک بڑا وسیع مکان ہی اور سرچوبہ ترہ سنگین محجرہ سنگ مر مر خباب
 ممدوحہ کے مزار پر بہت خوشنما بنا ہوا ہی دلکش ادار المہام صاحب بہادر
 مرحوم کا باغ ہی۔ وراے چاہا ہاے پختہ و حصار و روش بندہ و کثرت اشجار
 ایک بارہ درمی نہایت مکلف بنی ہوئی ہو اور تحفہ اور نفیس آم کے درخت اور انگور
 کی مٹدوی اس باغ میں بہت ہین۔ نور افشان مستدام المہام راجہ شن رام
 متوفی کا باغ اشجار سیوہ جات و ریاحین سے سرسبز ہی حصار اور کوئین اس
 باغ کے بھی پختہ ہین نور باغ نامہ نگار کے جد بزرگوار نواب بہا نگیر محمد خان صاحب
 مغفور کا باغ ہی اسمین سواے اقسام اشجار پر سیوہ و گلہاے رنگارنگ و چار دیوہ
 پختہ و روشہاے خوش ترکیب تہ نواب صاحب بہادر مغفور کا محجرہ سنگ رخام و
 سنگ مرمر اور میان امیر محمد خان صاحب مرحوم کا مقبرہ پختہ گچکا اور سلیمان جہان
 بیگم کا محجرہ سنگ مرمر کا اور مسجد عمارت عالی و عمدہ سے ہین۔ اس باغ کی جانب
 مغرب تالاب کی فضا بہت اچھی ہی اور جانب شمال جنگلی فوج کی زمین ہاے پختہ
 اور طرف جنوب کوٹھی نواب صاحب مغفور اور سمت مشرق میدان وسیع قواعد
 فوج کا صاف و ہموار ہی اس بہت سے یہ باغ بہت دلچسپ ہی راحت افزا
 میان فوجدار محمد خان صاحب کا باغ حقیقی چھوٹے مامون نواب بکندر بیگم صاحبہ
 کے تھے انکا انتقال شانزدہم ماہ فیحجہ ۱۲۸۱ ہجری میں ہوا مکانات پختہ منہدم پڑے
 ہین اور گلزار مرغزار ہی نشاط افزا۔ یہ باغ علیہ حضرت سرکار عالیہ والیہ

بھوپال ہی بہت وسیع وسیع آراستہ اور سپر آستہ ہی وراے چار دیواریں پختہ و البواب
 عالی و کثرت انواع و اقسام اشجار آسمین چند مکانات نو طرز پر کثیف ہیں نو آب
 اہراؤ دولہ صاحب کا باغ آسمین عمارات سنگین و پختہ قابل دیدن ہیں ریلو
 سٹرک نے خراب ہوسا کر دیا نو آب صاحب موصوف کا مزار بھی اسی باغ میں ہے
 نانہ نگار کا باغ جو نو آب منیر محمد خان کا باغ مشہور ہے۔ یہ باغ بیرون دروازہ
 گنوری متصل شہر برب تالاب ہی بہت خوشنما چار دیواری کے اندر واقع ہے قبر نو آب
 منیر محمد خان بہادر مرحوم بھی اسی باغ میں جانب مشرق اس باغ کے ایک باغ مختصر
 اور بھی نامہ نگار کا ہے کہ بنایت خوشنما طرہ دار تیار ہوا ہے۔ چاہ مسجد کے علاوہ ایک
 سنگین و پختہ بارہ دری برب تالاب واقع ہے۔ راجہ خوشوقت رائی کا باغ
 آسمین راجہ مذکور کی چھتری سنگین بنی ہوئی ہے اور باغ کی وضع بھی اچھی ہے۔ نو آب
 محرم محمد خان صاحب کا باغ جو حقیقی بڑے مامون نو آب کنہہ بیک صاحبہ کے
 تھے اور ان کا انتقال بہت و نہتم جاویں الاخر ۱۲۸۵ھ ہجری میں ہوا۔ اس باغ میں
 ایک ولی کنہہ ہو کر دو اسکے ایک پختہ مکان لداؤ کا بنا ہوا ہے اور مقبرہ نو آب غوث محمد خان مرحوم کا
 اور مزار نو آب عز محمد خان میان فوجدار محمد خان کی وزیر باغ میان وزیر محمد خان بہادر
 مرحوم کا باغ آسمین ایک مسجد ہے اور مقبرہ میان وزیر محمد خان صاحب و نو آب فخر محمد خان
 مرحوم کا اور ایک باولی ہو کر دباولی کے ایک مکان سنگین منقش نہایت دلکش ہے اور
 بھی چند کوئین سنگین حوالی باغ میں ہیں۔ اور اس شہر میں عمارات عالی سے چند
 مکان نشینی لائق توصیف ہیں از انجملہ ایک سرکاری محل دوسرا موتی محل خلد نشین کی عمارت
 تیسرا نو آب بیک صاحبہ قدسیہ محل چوتھا نو آب عز محمد خان کا محل پانچواں میان فوجدار محمد خان کی

کوٹھی چھٹا نواب امر اودو لہ صفا کا محل ساٹھین بادل محل آٹھویں ہوا محل نوین غفران کا نواب
 جہانگیر محمد خان صاحب بہادر مغفور کی کوٹھی دسویں مدرسہ سلیمانی گیارہویں مدرسہ
 وکٹوریہ بارہویں مدرسہ پرنس آف ولیم جو عہد شاہجہانی میں تعمیر ہوا اور اس شہر میں
 اکیسویں مسجد غنیمتین از انجملہ جامع مسجد جو نواب قدس بیگم صاحبہ نے بصرہ
 پانچ لاکھ ساٹھ ہزار پانسواکیس وپیہ دو آدھ سے پاؤں بال تعمیر کی ہی اور اس مسجد کی
 بنیاد ۱۱۸۷ھ ہجری میں اور ۱۱۸۸ھ ہجری میں پوری ہوئی اور موتی مسجد جو غلشن
 نے سنگ مرمرنگ سرخ سے بوجہ نقشہ جامع مسجد دہلی تعمیر کی ہی عہدہ
 و عالیشان ہی بڑے بڑے شہروں میں ان دونوں مسجدوں کے مثل مسجد نہیں
 ہی۔ اور چھ لاکھ روپیہ سے زیادہ صرف کر کے نواب بیگم صاحبہ قدس بیگم
 نہر تمام شہر میں معرفت صاحبان عالیشان بہادر بنوائی ہی۔ سوائے اسکے اور بھی
 بہت مکانات ذیقہ و رر عایا کے نہتہ اور چوٹی نقش اور سادہ کار خوش طرح
 وسیع و بلند ہیں کہ ذکر او کا موجب طول کلام کا ہی اور قلعہ فتحگدہ میں مکان توپ خانہ
 و میگزین و غلہ خانہ اور محل بالا قلعہ کا اور قلعہ کہنہ میں مقبرہ نواب فیض محمد خان او
 مکان قید خانہ و کہنہ محل راجہ کھیری سنگم بہت اچھا ہی اور چند گھاٹ سنگین
 لب تالاب ہند و کنگے بنائے ہوئے بھی مضبوط نفیس و سنگین ہیں۔ اور سوائے
 اسکے عہد شاہجہانی میں بیرون شہر چھو پال جانب گوشہ شمال و مغرب ایک عمارت
 عالیشان و قصر حیات نشان الموسوم بتاج محل و پل شاہجہانی و مدرسہ
 و بنگلہ جات قصیر گنج وغیرہ واقع شاہجہان آباد تیار ہوئے ہیں۔
 اسکی تشریف بیرون از حوصلہ تحریر و تقریر رہی۔

ملخص حب افیہ بھوپال

رقبہ اس ریاست کا چھ ہزار سات سو چونتیس میل مربع مکر ہی محال ہر سید اس سے
مستثنیٰ ہی جو بعد رفع تزلزل زمانہ غدر بجلد و حسن خدمات و ثابت قدمی
نواب سکندر بیگ صاحبہ غلشن سرکار انگریزی سے عطا ہو کر متحد و شامل مضافات
ریاست ہذا ہوا۔ رقبہ اس کا چار سو اٹھتر میل مربع ہی جملہ سات ہزار دو سو بیالیس
میل مربع ہوا۔ ریاست ہذا میں باشتنار دار الحکومت تین ہزار تین سو چونتیس مربع
و قصبات میں چھ قلعہ نو سو تینتالیس ہزار تین سو تتر مسجد ایک سو چار اسی تالاب
نو ہزار تین سو چھ کوئین ہیں۔ دو ہزار تین سو تتر بن باغ ایک سو اٹھانوے تکیے اٹھ لاکھ
نواسی ہزار سات سو ستتر آدمی ہیں ملک چار نظامت پر تقسیم ہو چکی ہیں پر گئے چار
ہاٹم تینتیس تحصیلدار تینتیس تھانہ دار مقر رہیں شہر میں چھتیس محلے چھتیس دفتر تین تھانے
چار مطبع و سترستے اٹھ شفا خانے ہیں۔ مضافات میں چونتیس مدرسے تینتیس
شفا خانے معمور۔ آمدنی خالصہ کی چوبیس لاکھ پچتر ہزار چھ سو اٹھاون روپیہ چار آنہ
سال کی ہی جاگیرات علیحدہ ہیں۔



فصل سوم در حالات شعرا و شریک انجمن شاعرہ و کیفیت
مراتب نامہ نگار کہ بجانب علیا حضرت سرکار عالیہ الیہ بھوپال
دام اقبالہ امرعی و بندول است

لمنود تخلص ہی ہجڑان ژولیدہ بیان نامہ نگار کا جس نے عداوت سن سے چتر

غلّ عاطفت و شفقت شاہجہانی رشک اکلیل کلل فرق سلطانی کو اپنے سر پر
 سایہ افکن پایا۔ اگر نامہ نگار و سکواس سرزمین و اکلہ بسیط کا آسمان محیط کہے
 تو بجا ہی کہ جہان جاتا ہو چرخ و توار کی طرح سر پر پاتا ہو۔ جواہر محبت مادی
 بزرگ گوہر شہوار او سپر شمار۔ پدر بزرگوار کی سر پستی ان مراعات و حسن التفات
 کے حضور دراز دستی ہو زبان میں اتنی طلاقت بیان میں ایسی بلاغت تقریر
 میں اتنی وسعت تحریر میں ایسی فصاحت کمان ہو کہ جنابہ بچھو پی صاحبہ معظمہ یعنی
 سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا و حفظہا اللہ تعالیٰ عن احوادث الدنیا
 و نوازل الدین الی یوم الدین کے مراحم خسرانہ و مکارم بزرگانہ معرض اظہار
 میں آسکیں۔ الغرض اس وابستہ دامن دولت کو سرکار عالیہ دام اقبالہا نے
 مہداغوش میں پالاجب کمین ہوش سنبھالا بواسطہ حضرات فضائل آیات مولوی
 نور الحسن صاحب مغفور و مولوی بخاری صاحب مہرور و مولوی عبدالرشید صاحب
 کشمیری مرحوم نور اللہ مرقدہم و مولوی وسیم احمد صاحب رامپوری و مولوی
 مفتی عبدالحق صاحب کابلی و مولوی محمد ہادی صاحب عمری سندیلوی ظلہم
 تقلید گنجینہ علم عربی و فارسی نامہ نگار کے ہاتھ آئے۔ اور سلک مستحکوگی میں کمر
 شرعے روزگار حضرت استاد ی بیان عنایت محمد خاں صاحب مد مجدہ
 نے رہنمائی فرمائی۔ سرانجام امور تدبیر سنزل و مطالعہ کتب عربیہ و فارسیہ
 و انگریزی و تواریخ و غیرہ کا رات دن مشغلہ ہو واقعی یہ سخت مرحلہ ہے ع
 کار دنیا کسی تمام نکرد

عالم بالاست جانی این نہال بارور	رشید خود در زمین عاریت محکم کن
---------------------------------	--------------------------------

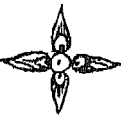
ترادور بوئہ گل بہر آن دادند این مہلت	کہ سیم ناقص خود را کنی کامل عیار اینجا
مواضع جاگیر بقدر کفایت نامہ نگار و برادر عزیز القدر حلیم الطبع مستقیم الوضع میان	صدر محمد خان صاحب طال عمرہ جنگی طینت سے صلاحیت مربوط اور
طبیعت سعادت طویت سے ثقاہیت منوط ہو چوبیس ہزار روپیہ سالانہ	آمدنی کے بجانب علیا حضرت والیہ بھوپال دام اقبالہ بطور تملیک سوا
باغ میں سواد مقرر ہیں اسطرح کیفیت اعزاز و اکرام کی اسلحہ بندی مواقع دربار	و نشست ہائے کرسی درجہ اعلیٰ تعیین مراسم سلامی برہالی افواج ریاست و
اعطائے تہفہ طلبانی بتقریب دربار کلکتہ منعقدہ ۱۲۹۹ھ ہجری وارد دلی سواران	وغیرہ سے ظاہر ہو۔ صحائف سرکاری جو بنام نامہ نگار کالہ جی من السہاء
نزول مہتاب و حلول اجلال فرماتے ہیں اوٹمین الفاظ القاب مع لفظ حسب	یون مرقوم ہوتے ہیں قرۃ العین کامکاری فروغ جہت نامداری فرزند
رشید و فرزند حمید اسطرح برادر کمین طلوع مرہ یاد فرمائے جاتے ہیں	گلزار امتداد حیات بے ثبات میں نامہ نگار چھپٹیں برس سے گلشت کر رہا ہو
احمد اللہ ثم احمد اللہ کہ پابندی احکام مذہبی کا بھی دم بھر رہا ہو مصنف عفی عنہ	ہوں دلاحد فراموش سے میں کیونکر باہر
موت آئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر	ازرباط تن چو بگدشتی دگر معنویت
چاندرا را ہے بر منیداری ازین منزل حیا	

راسخ تخلص نیر سپہ فضل و کمال جناب استاد میاں عنایت محمد خان
صاحب بن محمد عادل شاہ خان بن نور محمد خان بن محمد عمر خان اکوڑی بنیر وال

بلاسپوری مضاف دارالریاست مصطفیٰ آباد عرف راپور رہو سیکھنڈ و خاص
 نبیسہ داماد نواب غوث محمد خان بہادر نواب حیات محمد خان بہادر بن نواب
 یار محمد خان بہادر بن سردار دوست محمد خان بہادر جنکا ذکر فیصل فرما کر وایان بھوپال
 میں گذرا۔ اگر نامہ نگار انکی شان میں مستغنی عن المحامد والالتباب کہے تو زیبا ہی لہذا
 انکشاف حالات واقعی پر اکتفا کر لہذا طلمذ کہ محمول بہ بالغہ نہ ہو درست و بجا۔ انھون نے
 بزماؤ اول خاص اپنے وطن میں مولوی سید آل حسن و مولوی سید عثمان علی
 عثمان تخلص و مولوی حکیم محمد یوسف خان یوسف بلاسپوری سے کتب درسیہ فارسی
 کو پڑھا زان بعد حسب ایما والد ماجد خود راپور آکر اسوہ مکلا و روزگاشیخ احمد علی
 صاحب احمد کی شاگردی سے نامور ہو کر تا بہر سی استعداد معقول محلہ چاہ شور کہ ایک
 محلہ محلات مشہورہ راپور سے ہی اپنی ہمیشہ مرحومہ کے گھر مقیم رہے۔ نامہ نگار
 ببیل اذکار کبھی فرمایا ہو کہ یہ ہمیشہ سیری باعتبار شفقت مادر شفقت سے کم نہ تھی۔
 اسی طرح حسن التفات کے بارہ میں اپنے اخوی احمد حسین خان برادر کہیں
 علی حسین خان کے جو محلہ مذکورہ میں کوٹھی والے مشہور ہیں شکر گزار پائے۔
 انکی طبیعت خیر طوبیت اغاز سن شعور سے مالئ سخن ہی کلام مجرب نظام میر احمد علی رسا
 راپوری شاگرد شیخ علی بخش بیمار و سید سمیع حسین میر مرحوم شکوہ آبادی شاگرد
 شیخ امام بخش ناسخ کو دکھایا ہی۔ اور نیز خاص جلسہ ہائے شاعرہ سرکار راپور
 میں شریک ہوتے رہے جہاں بڑے بڑے شعراے نامی مثل منشی مظفر علی
 اسیر شاگرد مصحفی نوشی امیر احمد شاگرد اسیر و نواب مرزا خان داغ شاگرد ذوق
 الخطاب بہ خاقانی ہند و خواجہ ارشد علیخان قلع و شیخ امداد علی جسر و میر

ضامن علی جلال وغیرہم جو تلامذہ شیخ ابامخیش ناسخ سے مشہور آفاق ہیں اور
 جبکہ وطن نواب صاحب بہادر والی رام پور کی قدردانی نے اوس خطہ
 گلزمین کو بنادیا ہو جو دہوتے۔ غرض بتانچ پنجم رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ ہجری
 حسب اہل اپنے خسر میان فاجر محمد خان صاحب باگیر دار کے جو اخوان الریاء
 میں بڑے صحیح نسب اور دودمان والا سے میر ازخی خیل کے شمار میں فرد واحد
 تھے بعد ازیں مدارج نسبی و محض نامہ مختوم ہمیں مواہیر شرفار بلا سپور و امرا و امیر
 محبوبان حسین کی افشان و خیم گلستان کا حسن دکھائی تھیں قصبہ بلا سپور
 بھوپال آئے انکے خسر نے بڑی عالی تہی کو کام فرما کر نکاح انکا صرف زخیر
 اپنی دختر خاص کے ساتھ جو موسومہ بفضیہ زکیم بنت صاحب بگیم بنت نواب
 غوث محمد خان بھادور تھی کر دیا۔ تا بحیات اپنی اہلیہ کے کہ اوس مغفور
 کے نام موضع جاگیر کی سند تھی اور تین چار ہزار روپیہ آمدنی کا سالانہ ملتا تھا ہر صورت
 فارغ البال رہے۔ جب انکی اہلیہ نے بعض اکملہ انتقال کیا اور اپنے فرزند
 معصوم مرحوم کے داغ کو خانہ گورتار کار روشنی کے لئے چراغ بنایا۔ سرکار
 عالیہ دام اقبالانے کہ بیشک سرزمین ہند کے آسمان سخاوت کی آفتاب ہیں انکو
 بدستور قدیم حکمہ مناصب میں بزمہ اخوان الریاء متفخر و نامور رکھا۔ مرد مہذب
 و متین و خوش خلق و خلوت گزین صاف باطن پاک نہاد مجمع محاسن گرامی نژاد
 ہیں عابد و زاہد ہیں خیر خواہ کافہ الامام بھی یقینی ہیں۔ انکی تصنیف منیف سے
 رسالہ واجب العمل مطبوعہ نظامی ۱۲۸۱ھ ہجری میں جو شائع ہو چکا ہے وہ
 عام خلق اللہ کی ہمدردی پر دال اور انکی نیک نیتی کا شاہد ہی متانت اور بلاغت

اوس مقل و دُل کی محتاج زبان ناطقہ نہیں قلمِ طبع نے موعظ و مضامین کے دریاے متلاطم بہاے ہیں باعتبار شمار سال سینتیس برس کی عمر ہی اور بوثوق خصائل و فضائل و اطوار و کردار و تجربات سرد و گرم روزگار یہ جوان بیدار گویا پیر نقیاد سالہ ہیں۔ مدت سے طبع مبارک کاشف اسرار اندرز و انداز ہی فکر اشعار سے انکار ہی۔ انکا یہ قول ہے کہ جو شخص رفاہیت کوش خلق اللہ ہی فضل ہی اور جو کلام مفید عام نہیں مہل۔ چونکہ انھوں نے رسالہ واجب العمل کے ۴۷ و ۴۸ صفحہ میں شاعری کی جو ملیح کی ہی اندازت اندراج نامہ انکی غزلیات کے لینے میں ادھر سے اصرار اور ادھر سے دینے میں انکار رہا۔ ہر آئینہ سہی نامہ نگار جو دو تین غزلیں بہم پہنچیں تبرکاً و تمیناً دلف حرف الف میں نہ کیا کہیں۔



عاقِل تخلص سخن پوید شیرین مقال فارس مضار جاہ و جلال میان عاقل محمد خان صاحب بن میان شیر محمد خان صاحب بن میان امیر محمد خان صاحب۔ نامہ نگار کے عم بزرگوار ارخوان الریاست میں اعلیٰ درجہ کے ذی اعتبار و باوقار ہیں اصناف سخن پر قدرت اور انواع کلام میں مہارت رکھتے ہیں اور اخلاق معنوی کو آپکی شمائل صوری پر ترجیح ہی۔ اور تو تیاے مروت آپکی چشم شرم گین و دیدہ حق بین میں طرفہ سرمہ منظور نظر ہی۔ اور شعرا احباب نوازی و دشنام و مسازی بصدا سلوب رعنائی زیب پر۔ سرمای علم و فضل آپکے بخت اسعد کی ایک دولت لازوال ہی اور رضاعت حلم آپکے سینہ بے کینہ میں امانت بے قبل و قائل

نفسانیت سے خالی صلاحیت سے مملو ہیں وصف انسانیت سے موصوف
 ثقاہیت سے دو بد وہین تواضع بعد نعمت قسام ازل نے آپ کو عطا فرمائی
 وضع داری ایک مرغوب چیز دنیا میں آپ کے ہاتھ آئی اوصاف صفائی دل اگر
 لکھے جائیں کیوسے دوا اوصاف آئینہ کا جلوہ دکھائیں روئے مداد لبان
 جو ہر سیلاب سفید ہو جائے ہر سطر بزرگ عصائے سمین غلطان نظر آئے
 آپ کا چراغ زندگی چالیس برس سے کاشائے عالم میں روشن ہی اور فن
 شعر میں محمد عزیز اللہ خان عمرہ مرزے استفاد فرماتے ہیں۔

عزیز تخلص نشئی جاد و تقریر مبدع معنی دل پذیر صاحب علم و حیا جامع محاسن
 تسلیم و رضا محمد عزیز اللہ خان بن محمد فیض اللہ خان بن منگل خان بن
 ماہ علیخان عالی دو دمان قوم بنگش سے منسوب متوطن بلدہ بھوبال۔ اس عزیز
 مصر و لہما سے اہل سخن کا گوہر ذاتی و جوہر صفاتی معنی طراز لفظ یوسفی و مطلع
 نور افرا سے ماہ کفانی ہی۔ ہلال اسکی طبع روشن سے اپنی اسناد و اقتباس
 انوار کو مستند پاکر بفرط انبساط و سرت یہیمہ بخود بالیدہ ہوا کہ ہر مستنیر شام گاہ خجالت
 و زرد روی سے عرق تشو و ظلمت شب میں ڈوب ڈوب جاتا ہی اصدا ان
 طبع رنگین طبعان معنی آفرین نے اسکے قطرات نسیان فیض سے وہ وہ گوہر
 ضیا پر و رحا مل کے ہیں کہ جنکے رشک صفا سے لولی فلک گوشوارہ عقد پروین
 و پرک کو پا انداز چرخ پر پھینک پھینک دیتی ہی۔ جہان او سکاشا ہنگین و وقار
 کر سنی شیش ہو ومان ذرہ غبار باد پہا با فراط ثقلت دوش سرج عادیروہ گران

سنگ ہو کہ قلعہ قاف سے بفلک فرساؤ کی تاب برداشت سے غبارِ زیدہ نیستی
 و توتیا چشمِ عدم ہو جائے۔ اب کلیدِ طلسمِ چیل سا لگی سیر گاہِ طورستان
 عالمِ ایجاد و تکوین کا پردہ ازاں طلسمِ بندِ قدرت نے اس فاتحِ بابِ طلسم کو عطا
 کی ہے۔ مردِ بامروت متوسلین ریاست سے ہین فی الحال محکمہ سائر کل ہین بعد
 سرشتہ داری مامور اور وضع داری کے ساتھ نزدیک و دور مشہور ہین۔
 جیسی انکی صفاتِ باطنی سببِ نازشِ اخلاقِ حسنہ ہین ویسی ہی صفاتِ ظاہری
 خلعتِ علومِ عربی و فارسی سے مٹتی ہین۔ زلہ ربائی خوانِ فیضِ علوم جنابِ مولوی
 نظام الدین صاحب و مولوی پناہ محمد صاحب و مولوی عبداللہ خان صاحب کے
 سیر و پر مائدہ ہین عالمِ طفولیت سے طبعِ رسا مائل سخن ہو خیدے سیان
 ایا ز محمد خان صاحب بھوپالی نے انکے کلامِ شیرین کو قندِ مکر کیانی زمانتا
 بطورِ خودِ مشقِ سخن ہے۔ جواہرِ مضامین نگین و دلفریب و لالی اشعارِ ابد ازیب
 بساطِ اوراق ہین

تمیزِ تخلص صاحبِ کرب خوب وادائے مرغوبِ رطب اللسان عبدالبیان
 جوانِ ذہینِ ظریفِ تینِ عاملِ علمِ یقینِ منشی شیخ منیر الدین بن شیخ سنون
 بن شیخ کمال الدین۔ الصدیقی۔ یہ مردِ سنجیدہ شعرا و اخلاقِ حمیدہ سے آراستہ
 اور لباسِ اطوارِ پسندیدہ سے پیراستہ ہے۔ سینہ اس صاحبِ صوم و صلوات کا
 جواہرِ زواہرِ معانی کا سفینہ ہے اور طبعِ رسا نقوِ مضامین کا گنجینہ و وطنِ قدیم
 اماجد منیر الدین موشمس آباد عرصہ صد سال سے والد ماجد اس ذلیشور کے

وارد سواد خوش بنیاد ریاست ہذا ہوئے اور گلزمین قصبہ باری کو ہونمضات
ریاست ہذا ہی شیمین سکون بنا کر ملازمین نواب بیگم صاحبہ قدسیہ میں اہل
اور زمرہ متوسلین حضرت مغفورہ میں شامل رہے۔ منیر الدین نے بعد تحصیل
علم ہندی و فارسی بصلوات سرانجام خدمات لائقہ دولت سرفرازی و نقد نیکی
سے کلک سہی و عرق ریزی کو کنوز تحسین و آفرین بنایا۔ عرصہ ہشت سال
ملازمین راقم کے شمار میں بعہدہ ماے مختلفہ مثل داروعلی کوٹھہ و باوچرخا
و کارخانہ و صطبل وغیرہ مامور ہو کر احوال محافظت کتب خانہ و بکاری نامہ نگار رہے
اور شعر و سخن میں نسبت تلمذ نامہ نگار و پچھان کلیل اللسان کی طرف منسوب۔
بیوت عمر کے خانہ چہلم میں فروکش ہو کر ہر اشعار آبدار کا ہر مصراع جربہ سک و آید

اور قابل دید

اخلاص تخلص صاحب سیم و ذہن قویم زبدہ جوانان ستقیم الوضع شیخ
نور الحسن خلف شیخ کرم حسین شمسہ آفتاب ہدایت و لمعہ شمع بنجابت و شرافت
قاضی داؤد انصاری دراصل ہرات وطن تھانی احوال قصبہ جلال پور
عرف دہی ضلع راسہ بریلی سکون ہی۔ تاجیات شیخ کرم حسین سند عالی مضامین
ریاست ہذا کو تخت فریدون و سند ہم ہر ناز رہا اور بعد انتقال پدر خود
اخلاص نے بھی اسی ریاست میں بعہدہ ماے مختلف سرفرازی حاصل کی زبان
اوس گروہ حق پڑوہ میں شامل ہو کر محرر کارخانہ جات رستم راجو بنجابت العباد
نامہ نگار کے سپرد ہے اخلاص کو خوش سلیقگی و نیک طبعیتی سے وہی نسبت ہی

جو گل کو رنگ و شک کو بو سے۔ تلامذہ مرزا آغا حسن امانت لکھنوی میں
 سر بر آوردہ ہیں اب عشق سخن بطور خود کرتے ہیں۔ گو بظاہر شاہان مضامین
 و لفریب و رنگین ادا و بیگانہ مزاج اس خوش فکر و رنگین طبع کے فیض و امانت
 سے بے بہرہ و نا آشنا ہیں مگر اسکی بندش تازہ و ترکیب چست کی آرزو و اشتیاق
 باطناً انکو بھی بے چین کیے ہوئے ہے اکثر بزم آریان شعر و سخن سے اتحاد
 قائم و خصوصیت مستحکم ہے۔ بتیس برس سے اس عالی خاندان کی ببل روح گلزار
 قالب کو نشیمن جانکر باغ باغ ہو رہی ہے بہار طبع رنگین اخلاص سے اور راق
 نامہ رنگ دامن گلچین و غیرت گلزار ریاضین ہیں ۛ

عیش تخلص صاحب طبع وقاد و ذہن نقاد شاعر بمیشل و نظیر شیر برنا و پیر
 مورد مرادم سرکار عرش سریشی محمد شاہ میر خان ساکن بھوپال۔ مرد کامل
 بیگانہ و نیک نہاد فرزانہ خیر اندیش ہر خوشن بیگانہ محافظ جواہر خانہ سرکار
 ابد قرار دام اقبالما۔ بڑے محقق و مدق عباد زما سے ہیں و ج طبع جواہر
 زواہر علوم عربی و فارسی سے ملور کہتے ہیں اور افتخار باریابی دربار دربار
 ابد قرار و شرف حضوری حضار فلک اقتدار سے خود کو سرخرو اس مرد سعادت
 منش و پاکیزہ روش کی تعریف احاطہ تقریر سے بیرون و حوصلہ تحریر سے
 افزون ہے۔ روح انکی چالیس برس سے خانہ تن و مکان بدن میں بمنزلہ رنگین
 جاگزمین ہی باقی کیفیت تلمذ و غیرہ افسوس کہ نامہ نگار کے حیطہ علم سے باہر رہی
 فلہذا تشریح حالات مابقی میں ناگزیر۔ مداد مجبورہ صریح خامہ کے لئے سہزادہ گلوگیر

گلشن افکار کی بہار گلمائے اوراق پر غیرت صحن جنان و رشک باغ رضوان ہے۔

عاشق تخلص صاحب کربند و طبع ارجمند عندلیب نواسنج گلستان جاد و بیانی
 ترند بان زمزمہ سحر بوستان خوش اکانی آوارہ مزاج ظرافت استراجم
 ماہر اسلوب و بھونی۔ عزیز مرصع خروئی یوسف صاحب عرف دولائے
 صاحب ابن کپتان بانوک صاحب قوم فرانسیس منجمہ متوسلین ریاست ہذا
 معزز و محترم۔ درس و تدریس میں کماہمت حجت و عزم سخن منجی درست رکھتے ہیں
 تفنگ اندازی میں طاق۔ آہو پستی میں شہرہ آفاق مرد شجاع و دلیر ہیں
 خوال آسانکی نظرون میں شیر ہیں اسکے انفاس اگر نسیم سحری کا دم بھریں تو
 جاسے شگفت و محل تکلم نہیں کہ افسردگان سرد مہر ہیاے رنج و تعب و خاموش
 نشینان بزم تہذیب و ادب کو گو غنچہ وارد دل گرفتہ و لب بستہ ہوں انکی گرمی صحبت
 و محبت سے گل خندان کی طرح کھلکھلانا پڑتا ہے۔ بظاہر ترکیب انسان و بیاطن
 خاصہ کشت زعفران رکھتے ہیں۔ بیستیس سال کا عرصہ ہوا کہ انھوں نے کتم عدم
 سے جلوہ گاہ ظہور میں قدم رکھ کر آب یاری باغبان کائنات و سیرابی نخلستان
 موجودات اسنے نہال قامت کو گلشن عالم میں سیراب و شاداب پایا۔ مولد داراللا
 بھوپال ہی انکی طبع نگین کے گلمائے نتایج باطرا و اوراق پر چسپیدہ ہیں ۔

حافظ تخلص شیرین زبان فصیح بیان اشرف خاندان سیادت امجد و ودان

شرافت سرو بستان مجد و بہا جامع مزایا سے فہم و ذکا صاحب تصنیف و تالیف
حافظ سید ممتاز علی بن میر اعجاز علی حسینی جعفری بھوپالی روبرو نویس محکمہ
نیابت ریاست ہذا خلق و مروت توام رکھتے ہیں اور سرمایہ علم بقدر ضرورت
فراہم۔ اگر یہ شناسنا و بحر لطافت و سعادت فکر رسا کو دریائے متوج معانی میں
غواص بنا کر کلک جواہر سلک اوٹھائے۔ گو ہر مقصود سے درج طبع کو صدف
کا غد کو درفشانی خامہ سے سفینہ مروارید بناے۔ غنچہ سخن کی تنگنگی کے لیے
اس گلشن پر سے حدیقہ رشد و سعادت کی فکر پر بہار نسیم سحر کا جھوکا ہی۔ اور گونڈ
مضامین کی تازگی کے لیے اس عین پیرائے روضہ نقابت کی طبع رنگین باد بہار
کا گلگونہ۔ از اہمیر معانی کی شادابی اس بلبل گلزار فصاحت کے دم سے رونق تازہ
دکھائی ہی گویا کہ نسیم صبح دم غنچوں کے گلے سے جھوم جھوم جاتی ہی۔ اوائل میں
انکے چمن افکار کے نہالان نتاج بنجھندی شیخ محمد عسکری موزون ہوتے
تھے۔ اب مولوی قدا علی صاحب فارغ مراد آبادی سے انکے ایسے تعلقات
ہیں جیسے خسرو خاور سے شاہ انجم کے

بعد نو میدی بے امیدات	در پس ظلمت بے خورشیدات
-----------------------	------------------------

شیخ جیہہ تاریخ ولادت ہی جس سے درجات عمر کا چونتیسواں درجہ ثابت ہوا
انکی افکار گہر بار کے نتاج سے سفائن اشعار رشک اصدا ف مروارید ہیں ۔

عسکری تخلص تافلہ سالار سخن سخنان رونق افزاے انجمن شاعران کمن ۔
سیکدہ آشام بزم سخنوری شیخ محمد عسکری خلیف شیخ غلام ضامن صاحب جوم

برادر مامون نژاد مدار المہام نشی محمد جمال الدین خان صاحب بہاؤ منظور
 متوطن خاک شاہجان آباد عرف دلی نزل دار الاقبال بھوپال - یہ ایک عجیب
 بزرگ شخص ہیں انکے اشعار انکے اسرار و ادات دل کے انکشاف و عقدہ کشائی
 میں ناخن گرہ کشا کا کام کرتے ہیں بندش الفاظ ہر ایک سے نرالی اور انداز شاعری
 سب سے جداگانہ ہی دیکھیے تو ہر شعر ماجراے قلب و سرگزشت مضمر کا فسانہ ہی
 بزم سخن انکی شرکت سے رونق پذیر مگر داد سخن میں قوت ناطقہ انکی سرسہ گلو گیر
 دیار ہند میں جہاں کہیں بزم شعر قرار پائے غیر ممکن ہے کہ انکا شوق خضر آسار نہائی
 کر کے کشان کشان انکو وہاں نہ پہنچائے باوصف اس ضعف و ناتوانی کے
 کہ (کی پیری صد آزار) ہجوم امراض میں یہ حضرت نگین وار جلوہ گر ہیں - مگر ولولہ ہا
 غریب خوانی عالم نوجوانی سے زیادہ غوغائے قیامت زاسے افزون تر - بزم
 سخن میں انکے جوش و خروش سے شمع محفل کو باوصف آتش زبانی انکے مقابل
 اکثر خاموش ہوتے بنی - اشعار فی البدیہہ لکھنے میں انکے قلم کا نیا انداز ہوتا ہی
 گویا کہ سرگرم خرام ناز شاہ طراز ہوتا ہی مگر بار دیکھا کہ انکے ہر دو مصرع شعر
 شواہد معانی کی مفارقت سے صفحہ قرطاس پر او داس ماند آغوش یاس ہیں
 بعض محاورات اساتذہ جیسے یہ لفظ - ہیگا اور ہیگی - وغیرہ جو فی زمانہ متروک ہیں
 اس نادر الوجود بزرگ کے نزدیک ناجائز و غیر فصیح نہیں بدین وجوہ انکے اکثر
 اشعار ناخن بدل زان کا بھی ایسے ہی الفاظ سے قافیہ مضمون تنگ نظر آتا ہی
 پھر باوجود اسکے اگر یہ عجیب و روزگار کو چہ شاعری میں قدم تعلی اوٹھائے
 فلک الافلاک کو باطرز میں و حنیض ما و طمین کی طرح فرش پا انداز نہائے

انکی وضع خاص کے اشعار اگر درج نامہ ہوتے ناظرین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جاتے مگر قال اللہ تعالیٰ فَلْيَضَحْكُوْا قَلِيْلًا وَلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا قصہ مختصر چالیس برس سے ریاست ہذا میں خدمات شایستہ پر مخرر ہے چند سے نامہ نگار کے ہاں بعدہ جلیلہ کا مداری جو پچتر روپیہ ماہوار استقلال طور پر ہین قائم مقام رکھ زمرہ متوسلین مناصب میں شامل ہوئے مراحل شین جادہ زندگانی سے ساٹھویں منزل میں نازل منزلہ ہین اور کوس اقامت پر شادیانون کی طرح متواتر ڈکالگا رہے ہین

در کمن سالی زمرگ ناگمان غافل مشو | برگ چون شد زرد از باد خزان غافل مشو
خداے عز وجل انکے انفاس میں برکت عطا فرماوے اور انجام بخیر۔ شق شعر
والد ماجد اپنے سے بہم پہنچائی ہوا انکے چمن افکار پر بہار کے نواخل نتاج بعد قطع و بڑ
اغصان بچا و افنان نازیبا نا طورستان نامہ کو مسر آئینہ موزون کرنا پڑا۔



فصل چہارم در غریبیت شعرا و شریک انجمن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رویت الالیت

غزل نمود

ہو تصور سخت مجھ کو اک بت بے پیر کا | سنگ پر گھاہی کیا نامہ مری تقدیر کا

ہوں لا دیوانہ کی چاند سی تصویر کا
 تھا دم تھید کیا انداز اونکے تیر کا
 ہی جو فندق سے برگ شمع ہر گشت یا
 کیوں نہیں کرتا ہی اسی ظالم شہید رو سفید
 تیرہ ہو جائے شب نہ شل شبہا ہی مت
 رات کو وہ غیرت شمشاد آیا خواب میں
 جسکو دیکھا اک نظر تو نے وہ تیرا ہو گیا
 سیری حیرانی کی یاد آنے سے حیرت ہوئی
 دفن ہو کشتہاں اوس سیمت کے عشق کا
 سمجھا میں دریا کو دیوانہ ترا ای حجرن
 اک پریر کو کو سخت جہہ سائی سے کیا
 دم خفا قاتل کا میری سخت جانی سے ہوا
 دیکھتا ہی چشم ہر و ماہ سے پیہر فلک
 جو مقدر میں لکھا ہی وہ نقش کا کھجڑا
 بیخانی میں ہوں حال صنم کام قرین
 ماہ کا ہالہ ہی ہر حلقہ مری زنجیر کا
 ہی جو اک عالم تماثانی دل خنجر کا
 مجھ کو ناخن گیر پر دھوکا ہوا گلگیر کا
 کیا مرا بخت سیہ ہی میان اس شمشیر کا
 رنگ دکھلاؤں جو دونا لہر شبگیر کا
 قمریوں سے حال پوچھا چاہیے تعبیر کا
 کام آنکھوں سے ارے ظالم لیا تسخیر کا
 حال جب اوس گل نے دیکھا ببل تصویر کا
 جانتے ہیں ڈھیر اکسیری اوسے اکیر کا
 شبہہ جب مجھ کو طلاطم پر ہوا زنجیر کا
 داغ پیشانی نہیں انسون ہی نہ تسخیر کا
 روح جب نکلی تو پھر جو ہر کھلا شمشیر کا
 جلوہ اپنے نوجوان کے حسن عالمگیر کا
 پھر عبث ہی ادعا تہیر اور تحریک کا
 وصل یار کس سے چاہوں سبت بیچر کا

مشتعل ہو ای مٹو اب صورت تیر شہاب

ہو گیا عالم یہ سوز نالہ شبگیر کا

دیکھ

کہ کچھ پس چل سکا ناوک فلک کے زور بازو کا

کھلا لا پر نہ نکلا جذب دل سے تیر پہلو کا

<p>تن نازک پہ ہو موج ہوا سے کام اُتو کا بقر مجھ سپاہ بگیا ہی اوس پر یرد کا اشارہ کیجئے مجھ پر سیم جان پر تیغ ابرو کا یہ عالم سینہ پر نور پر ہی اونکے جنگو کا سلیمان سے لکھا کر لادے اک تو نیز بازو کا تصور ہر گہبہ ایبت ہی تیرے طاق ابرو کا بنایا ہی پر پروانہ کو قوی ز بازو کا برا جبر بھر سے ہو ہر اک پلہ ترازو کا اثر یہ بعد مردن بھی ہی عشق چشم جادو کا کہ قتل عام کرتا ہی اشارہ تیغ ابرو کا ز مرد سا نظر آنے لگا ہر قطرہ آنسو کا دماغ اپنا بنا ہی آشنا جس گل کی شوق کا</p>	<p>بزرگ گل جو عیان ہو بدن س سرود بھوکا اوڑا تا ہی جنون بے پر مجھے صحرائی وشت میں اسیر زلف ہو کر ہون ز ندونین مرد و نین کیسے جس طرح تارے جڑے ہوں باک میں چُنا کرتا ہی تنکے او پر یرتو سیراد یوانہ لیے پھرتے ہیں بیت اللہ کو ہمراہ دنیائیں وہ دیوانہ ہوں جب آسب ہجر شمع و دیکھا سر باز اریو قاتل نے دو ٹکڑے کیا مجھ کو سمجھتا ہوں حصار افسون کرونگا کُنج مرد کو بڑھی عشق ستم یا تک اب اوس سفاک عالم کا مجھے رہیں سینہ گوش جانان کا جو یاد آیا عفو ت کہتے ہیں ان نکست گلزار عالم کو</p>
--	---

رجب کا چاند ہی یہ مصحف رخسار پر دیکھوں
 کہ دیکھا تھا صفر میں منہ ملو داؤں آئینہ رو

غزل راسخ

<p>برگ نخل طور ہو کا غم مری تصویر کا شور ہی چرخ چارم تک مری زنجیر کا چشم جادو میں ہی عالم سر تنہا طوق بھی گردن میں ڈالتے آہن گلگیر کا</p>	<p>ہو جوا کی مانی تصویر یا کی تنویر کا ہو گیا مجنون میں اک عیسٰی نفس کے عشق میں سر نہ تسخیر تنگوار کی پری کیا چاہے دیکھ لے قد کو ترے قمری اگر اشی شمع و</p>
--	--

ایا گوارہ سے طفلی میں جنازہ کا خیال	ہو گئی یاد من عالم جو دکھیا شیر کا
وصل اک خورشید رو سے ہو گیا ہی خواہین	کس معب سے میں پوچھوں حال اب بقبر کا

را سخ اوس ناوک فغن کا گوشوارہ کیجئے	
لعل پیکانی ہی میرے خون سے پیکان تیر کا	

دیکر

ہو ندائے غیب گر عالم مری تقریر کا	روح ناخواندہ لقب ہی صفحہ تحریر کا
ہی فلک پر شور اپنی آہ بے تاثیر کا	نشر طائر تک نشانہ بن گیا اس تیر کا
صحبت کج طینتان ہی راست باز و کو ضرر	ہی کمان کا ربط خاک آغشته ہونا تیر کا
گل ہوے ساکت یہ تیرا رخندان دیکھ کر	ہو گیا گلشن میں عالم گلشن تصویر کا
شنگل جان کنی ہو آب آہن سے شہید	ہوں دم تسلیم گم گشتہ تری شیر کا
حکس کس شعلہ رو کے شمع ہی ہر شاخ گل	دست گلچین مجھے دھوکا دیا گلگیر کا
سمجھے ہم وحشی تری آنکھوں میں رنے دیکھ کر	دام گسترده ہی یہ صیاد آہو گیر کا
مانگیے اہ وصل جانان کی دعا پڑھ کر قنوت	استخارہ کیجئے تدبیر سے تفتیر کا
باعث سوز درون شعلہ میں شرکائین شرک	کام ہر نوک مشرہ دیتی ہی تشگیر کا
نطق کا تیرے اگر محوشنیدن ہی مسج	منتظر ہی طوطہ موسیٰ تری تصویر کا
چھوٹ کر یا نئے ہوا حور و نکی زلفون میں اسیر	سلسلہ فردوس میں بھی ہی مری زنجیر کا
رکشک کہتا ہی کہ جب خطا نکا بھیجا چاہیے	چشم قاصد میں ہو عالم دیدہ تصویر کا

حضرت شاہ جہان کا عہد اب بھوپال میں
لطف دکھلاتا ہی را سخ عہد عالمگیر کا

دیگر

تصور ہو جو رو نہیں مجھے اک قد و بگو کا
 تسلیم خم ہر کا فرو دیندار رکھتا ہی
 جو میزان خرد ہین کیا کمی ہی او کو دولت کی
 نظر آتے ہین ساکت صورت تصور کیوں نام
 پھونکا جاتا ہون ہین تیری دل سوزانی گرتی
 کیا مجھون مجھو عشق غزال چشم جانان نے
 اگر نامہ ہین اوس محبوب زون طبع کو بھون
 نہیں ل میں خیال اوس یہمیں رخ کا سلیکا
 گمان شہر پر واز ہو گا آستینوں پر
 حرم کی پردہ بکین ہین شریف کعبہ مردم ہین
 غبار آنکھوں دیکھے ابلق لیل و نهار اوسکا
 سحر ایک دم میں ساحران چاہا بابل ہون
 مین گریان گھڑن ہو جان موشی سر و چراغ

گمان عالم کو عین آنکھوں ہین ہوسر و لب جو
 بڑھاطاق حرم سے رتبہ کیا محراب برو
 بھرا دکھیا ہی زر سے بیشتر تپہ ترازو کا
 یہ حضرت نکمہ بھاگے جلوہ کیا اوس آئینہ رو
 زبان حال سے کہتا ہی تکیہ میرے پہلو کا
 بجائے طوق گردن ہون حلقہ چشم آہو کا
 کبوتر ہو و ہین طیار شاہین ترازو کا
 مگر شاخ صنوبر ہین لگا ہی پھول شبو کا
 ہلیگا گردم رفتار بازو اوس پریرو کا
 دکھایا آنکھ نے اوس بت کی رتبہ طاق ابرو کا
 بیان بھرتوس عمر روان کی کیا گاپو کا
 پڑھوں منوج اوس ہر جہین کسے چشم ابرو کا
 تبسم ہی چمکنا خائے ویران مین جگنو کا

تصور اوس غزال چشم کا گھڑن جو ہر راسخ

بناہر روزن دیوار حلقہ چشم آہو کا

دیگر غمیں شرح

بیان ہو کیا دلا اب آرزو سے تیغ قاتل کا
 دمان خم پانی مانگتے ہین تیغ قاتل کا
 ستم ہو طائر جان پر پنا مرغ سہل کا
 تن مجروح سے شاید ملا ہون خون سائل کا

فغان کج ساتھ ہر دم جانتا ہوں جان کھنتی کر نظر آتا نہیں وہ گل مجھے گلزار عالم میں سحر جیتے تی ہولش میں غم قتل ہوتے ہیں مشا پہنبل و نگرس جسے شہم زلف ہی لیکن وہ کہ یان ہوں کہ آب شک سمجھا آب دیا کو ہجوم یاس جب ٹھیرا قاسم گاہ پہلو میں	ملا مجھ خستہ کو خلق بریدہ نیم بسمل کا بدلا چشم سے مجھ کو پڑا چشم عنادل کا نیم صبح سے پوچھوں ٹھکانا کو سے قاتل کا تفاوت ہی سر سو میں فرق او میں ہی اک تل کا وہ مجھوں ہوں گمان معراج ہوا پر ہی سلاسل کا میں سمجھا قافلہ آیا ہی مجھے مایوس کے دل کا
--	---

دیاد دل بے طلب بل نے کبکشن میں یں رنخ
کہ دست شاخ گلبن میں ہی گل کجبول سائل کا

غزل عاقل

دل جو ہفتون تبسم ہو بت بے پیر کا دیکھتے ہی رچے نرگین اوس بت بے پیر کا پند پر کس کو عمل قائل ہوں کب تدبیر کا وار حبسہ چل گیا قاتل تری شمشیر کا سر کو دیکھو کاٹ کر ظالم نے رکھا دار پر شور و غل ہو یہ یہ کہتی نہیں ہی دمدم رتبہ اپنا اب زمین پر آسمان سے کم نہیں جو کہ ظالم ہیں جز اسے ظلم سے بچتے نہیں	مضحکہ ہوتا ہی مجھ پر ہر جوان و پیر کا ہو غضب ن ہو گیا صد ہا جوان و پیر کا ناصحا ہو گا وہی لکھا ہی جو تقدیر کا گورا ہی سکھ ہوا اوس عاشق و گمیر کا تھا یہ عراج و فاحصہ مری تقدیر کا کہر دیا دل رخنہ رخنہ زلف نے زنجیر کا دل میں نقشہ کہنچ گیا ہی چاند سی تصویر کا شمع کا سر کاٹ کر کا لا ہی منہ گلگیر کا
--	---

تیر پہلو میں لگا اوس ترک کا عاقل اگر
مرغ دل اوڑ جائیگا شہر لگا کر تیر کا

ولہ

پریشان جہاں گیسو شکین میرے مگر و کا
 ذرہ چھوئیے سیراب کیوں کھلا جاتے ہیں
 کیا تسخیر تو نے سامری کو اک اشارہ میں
 جو ہر ہر مہر شہر تو قامت اک قیامت ہی

سقط ہو گیا عالم ہوا یہ جوش خوشبو کا
 اثر پیدا کیا کیا جسم نازک نے بحالو کا
 اثر ہی تیری آنکھوں میں ستارہ بتو جادو کا
 بلا او سپر ہی اڑی تری تک لٹک انا یہ گیسو کا

ذرہ تو برین اگر تھام لو اس وحشت دل کو
 کبھی تو سخت چمکا دو بھلا عاقل کے پہلو کا

غزل عزیز

توڑ کیا تیری نگہ سے بڑھ کے ہوگا تیر کا
 آپ وہ گھر آئے جب چھوڑا عمل تسخیر کا
 اوسکے آتے ہی ہرے سب خم دل نہی ہو
 گرد باد دشت وحشت سرو قد اوٹھنے لگے

انگلڑے ہوتا ہی اونھیں قدموں جگر خچیر کا
 کام بن تدبیر بنتا ہی سد القدر کا
 سبزہ خط کیا نوشتہ تھامری تقدیر کا
 عاشق قامت کا تیرے شور ہی تو تیر کا

کاغذ سادہ لئے آتا ہی کیسا ناسہر
 کو میں بھرا ب شمع و یون کی ہوی دیوانگی
 اوبت ترسا خدا سے ڈرندے یون ٹھوکرین
 چال آفت حشر قامت فتنہ آنکھیں تل غضب

کیا جواب صاف پانچ تھامری تحریر کا
 طوق ہو گردن کو میری آہن گلگیر کا
 فرش رہ کوچہ میں ہی دل ہر جوانی پیر کا
 دیکھیے کیونکر بچے دل عاشق و گلگیر کا

اپنے اس ہم عصر مدوح معظم سے عزیز
 نام زندہ ہو گیا دنیا میں عالمگیر کا

ولہ

<p>کمان میں بند کر کے بل نکالیں شاخ آہو کا چبائے ہونٹھ غنچون نے گلوں نے منہ نہ غمے تھو کا اثر ہی تیری آنکھوں میں سنگمرا بتو جادو کا اکڑنا دیکھتی ہیں قمریان سرو لب جو کا طرہی تلوار باز ہون پر بھلا ہو دست بازو کا نیا یا جب اثر گھر و ہتھاری رنگ اور بو کا نہیں جز کار لا حاصل نتیجہ کچھہ تگا پو کا عناد لڑھوٹتے ہیں آشیانہ انہی پہلو کا</p>	<p>اشار چشم شوق فتنہ گر سے ہی یہ ابرو کا غصہ تھا باغ میں کھلا ب رنگین گلہ رو کا چمن میں مست زگر دشت میں جشی بنے آہو چلا ہوتن کے رشک غیر شمشاد گش بن سبکو وشی ہوئی کیا بار سے مجھ کو ای قاتل جلایا باغ میں مجھ کو گلوں نے داغ دیکر ازل سے جو تقدیر ہی جہان ہم ہو گئے پہنچو گیا وہ گل کھلے ہیں چھلون کے بنا ہون غیر گلشن</p>
--	---

ملک ہشت سے تھرائے عزمہ نر افلاک چکرے
اوٹھا ہی دشت میں جب شورل سے اپنے یاہو کا

عزل تیسرہ

<p>ہو گیا شیدا لا تو اس بت بے پیر کا گر لب شیرین کا بوسہ ہو عطا مجھ نے ار کو بے نیازی ہو غضب او کی نکچھ پایا اثر کاٹ کر فتر اک سے باند ما جو سروس شوح بعد مردن بھی رہی سرگشتگی ماند قیس ہجرتن سیلاب مجھہ مجنون کی آنکھوں نے ہا</p>	<p>صد مہ پر صد مہ اوٹھایا نالہ شبگیر کا سہل پھر ہو جائے لانا مجھ کو جوئے شیر کا زور کا زر کا فغان کا نالہ شبگیر کا حوصلہ نکلا طرہ حسیلہ ہو انچ پیسہ کا نقشہ ریلے پھرتے ہیں لڑکے مری تصویر کا بن گیا گرداب ہر حلقہ مری زنجیر کا</p>
---	---

ہو گیا کشتہ تمیز اس سیمت کے عشق میں
کیون نہ اپنی خاک پر عالم ہو اب اکسیر کا

دیکھ

مین ہوں یوانہ سایہ پڑ گیا ہی اوس پہ پیر کا	کوئی لکھو اے لادواب مجھے تو یز بازو کا
چمن میں شہر برپا ہو گیا رقتا رگدوسے	بزرگ صوز اسرافیل ہی ہر پھول شب کو کا
سکندر بخت ہی وہ شاہ خوبی کب چلے اوس پر	کوئی حکمت فلاطون کی کوئی قابو ارسطو کا
ہوے ہین فن ہو کر سرخرو گنج شہید انہیں	چبا کر باق قاتل نے ہاری قبر پر تھو کا

میں اب مانگتا ہوں یہ دعا باری نکالے
اگر ان ہونیکوں سے شہر میں تلہ ترازو کا

غزل اخلاص

نقش دل پر ہرے اس سرمہ کی تحریر کا	کام آنکھوں سے ارے ظالم لیا تسخیر کا
ہی عجب پرواز اسی صیاد تیرے تیر کا	کوئی پہلو بھی نہ چھوڑا زخم سے نچھیر کا
اوس رخ پر نور کا یوں نقش ہی دل پر مے	آئینہ میں عکس ہو جیسے عیان تصویر کا
قتل کرنا ہو تو کیجے تیغ ابرو سے صنم	اور قیدی کیجیگا زلف کی زنجیر کا
ضبط کرتا ہوں خدا جانے میں کیا کیا سوچ کر	توڑ وں پتھر وہ اثر ہی نالہ شبگیر کا
سوز حیران سے ہو ہی ہین خاک میری ہڈیاں	ضبط کی تاثیر سے پتلا بنا اکسیر کا

باغ عالم میں نہیں اوسکا پتہ اخلاص ہاں
ہوں ازل سے شیقہ جس گل کی میں تصویر کا

ولہ

خدا جانے اٹھا کیوں دیکھتے ہی درد پہلو کا	نہیں زخمی ہوا میں تیر شرکان تیغ ابرو کا
امید زلیت ہوتی ہی ادھر حربہ کچھ لیتے ہو	پھر اجب منہ تو دل رہتا نہیں پھر کبر قابو کا

لب بجز بیاں سے اپنے کچھ تو آپ فرمائیں
 بہت شتاق ہوں میں آپ کی گفتار سے کہ
 حسین جو حسین ہی اور پھر سیرت بھی اچھی ہی
 نہ ہوں کیونکہ میں بندہ ایسے خوشرو اور خوشخو کا

خدا دیتا ہی چھپ چھپ کر رزق اپنے بندوں کو
 مگر تاج نہ ہو اخلاص اپنے نفس بد خو کا

غزل عیش

آئینہ ہی دل مرا اوس چاند سی تصویر کا
 باتیں کرتے ہیں نگاہوں میں ہم بخون و بال
 یہ اشارہ ہی کہ ہوں دیوانہ عاشق مزاج
 سامنے مظلوم کے ظالم ذلیل و خوار ہی
 ہی تصور تیغ ابرو کا یہاں تک آپ کے
 ہو اثر مجھ بندہ اللہ کی الفت کا یہ
 اسلئے عالم مرے سائے میں ہی تصویر کا
 دیکھتے ہیں جب وہ ہم موقع نہیں تقریر کا
 اسلئے قیدی بنائیں زلف کی زنجیر کا
 شمع کے زیر قدم رہتا ہوں گلگیر کا
 بنگیا قالب مرا بھی بیان اس شمشیر کا
 عرش پر ہی جو دماغ اب اوس بت بلی پر کا

پیش قسمت ہے سچ ہی انسان کی تدبیر عیش
 سعی لا حاصل ہو اوس میں جو نہیں لقتیر کا

ولہ

نہیں میں قیدی و زنجیری کسی زلف و ابرو کا
 نہیں آنا سمجھ میں بیچ در بیچ اونکے گیسو کا
 نہ مرتے بیس تو کو کاٹ کر شیریں کو لے لیتے
 ہوا ہوا شک کا فوارہ میرے سر با وجہ لیا
 میری تحریر کیا تسخیر کا بھی کام کرتی ہے
 ولے حیرت زدہ ہوں آپ کے آئینہ رو کا
 بلائے جان پھر ادھر ہی خمیا زہ ہر اک مو کا
 دکھاتے ہم اگر نہ ماؤ بنکر زور بازو کا
 فلک پر کیا عجب چڑھ جائے قطرہ قطرہ کا
 بنایا یا رنے خط پڑھ کے جو تعویذ بازو کا

نرگھون تاج شاہی سر پہین اوکے مقابلین	اگر مجھ کو میسر آئے تکیہ اوکے زانو کا
جو مرجاؤن تو یار و یاد رکھنا اس نصیت کو	ہماری قبر پر تعویذ رکھنا اوکے بازو کا
کمان ہوتا یہ پہلے پڑا ہو عکس چہرے کا	جب پر تیری جگہنی کے گمان ہی ہو جگو جگنو کا

سنا و صف و کا جتنا جس نے اوس بڑھکے دیکھا ہو
بیان اسی عیش کیا ہو مجھ سے اپنے یار دھوکا

غزل عاشق

تھا ازل سے یون ہی لکھا کا تب تقدیر کا	صاف ہی انکار خط یا رسے تحریر کا
محو نظارہ ہوا کسی نظر کے تیر کا	طاہر دل پر گمان ہو طائر تصویر کا
یہ ہونا و کنگن کی چشم میگون کا اثر	بوسے صہبادے رہا ہی خون ہر پنجیر کا
یار کی چین چین کے عشق میں گشتہ ہوں	دوستو مارا ہوا ہوں گردش تقدیر کا
اشک کے دریا بہے پھیر یا دزل یار میں دہ	ہو گمان اب سو سر پر دام ماہی گیر کا
آج میخانے پہ واعظ بن کے پتہ ہیں اب	شیخ جی قایل ہوں میں اس کی تدبیر کا
مصحف رخ کے تصور میں بیٹل سی پارہ ہو	میں بھی حافظ ہوں اسی قرآن کی تفسیر کا
کوئے قاتل میں کیا جسے کچھ پاس ادب	جسترنک وہ بے گنہ مور دہنیں تقدیر کا
ایک بوسہ لیکے میں سنتا ہوں لاکھوں گارین	ہی عوض اس پیار کی تو قیر میں تجھ قیر کا

صورت فرما د عاشق پھوڑے پتھر سے سر
نگ سے بھی سخت ہو دل اوس بت بے پیر کا

ولہ

کوئی سبیل ہی ابرو کا کوئی مارا ہی گیسو کا	میں گشتہ ہوں فقط اوکے نگاہ چشم ہادو کا
---	--

<p>اوتھا یا دل نے طوفان مجھ پر شیش چھڑکا وہ دلبر اوتھ گیا پہلو سے میں بیٹھا رانہ شدہ بنا کر بجو جوشی اور اب آنکھیں دکھاتے ہو سیاہی لٹ شگون کی مری آنکھوں میں چھائی ہی نہیں کچھ آسمان پر اب زمین یہ برق تاباں ہے چھوٹا ہوا کوئی میرے جگہ میں تو کھنجر کی لبوں میں سرخی پان دکھ کر تھوکا لبوں پر نہ</p>	<p>ابھی قطرہ تلک پکا نہیں آنکھوں سے آنسو کا وہ کیا اوتھا کہ اوتھا بیٹھے بیٹھے درد پہلو کا لڑانا خوب تھو یا دہی آہو سے آہو کا گمان ہوا ہوا خورشید فلک پر دن کو جگنو کا چمکتا ہی ڈو پڑے میں ترا سو بان گیسو کا اشارہ یاد آتا ہی جب اس قاتل کے ابرو کا ہوا ہی اور اب سودا کیسی یاد گیسو کا</p>
---	---

انہی میری سیمختی کا ہوا عاشق پس مردن
حد پر کھونا اونکو پڑا پھر اپنے گیسو کا

غزل حافظ

<p>جہنم بروسے دل بچا نہیں لگیر کا حشر میں بیجا جب ہنگامہ دار و گیر کا مجھ پہ اول وار قاتل نے کیا شمشیر کا یہاں تلک آنا ہی مشکل اس بت بے پیر کا بجو ہننا مہبت ہی چارہ گر بخیہ کا کونسا ابرو کمان ناوک فگن یار ب ہوا خاک پائے یار کیا اکسیر سے بہتر نہیں سینہ کا وی غم میں ہی شیریں لبونے اب یہاں دل تو کیا اس بت کا پتھر میں بھی ہوا ہوا اثر</p>	<p>ہاتھ اچھا صاف ہو قاتل تجھے شمشیر کا کیا سبب کہو گیا تو بے جرم کی تقدیر کا کیا نصیب اللہ اکبر ہو مری تقدیر کا کیا اثر جاتا رہا ہی آہ کی تاشیر کا ہون میں سودا کی سیکی کا کل شکیہ کا دل میں میرے ہو گیا سوراخ کسے تیر کا میں سیم عیث طالب ہوا اکسیر کا کوہ کن سا میں کروں کیا قصد جوے شیر کا تا فلک پہونچے ہر نالہ صاحب تاثیر کا</p>
---	---

شمع کا سرکٹ پروانو کو دیتا ہے جلا زلف برہم کیوں ہوئی سمین ہی کیا سیر ^{خطا} ریشک کہتا ہوں دیکھئے تاکہ بھی صورت کوئی بھگتے پیر و جوان ہیں ای پر پرو دیکھنا	رحم کا شیوہ نہیں ہرگز کسی گلگیر کا شور پہنچے دور ہی ہاں نالہ شہگیر کا ہمنے کھینچا دل پہ ہی نقشہ تری تصویر کا غل اوٹھا ہر سمت سے دیوانہ کی زنجیر کا
--	---

تارک الدنیا نے کیا ترک دین یا رب کیا
عشق حافظ کو ہوا ہوا وس بت بے پیر کا

ولہ

سنا ہو غیر عاشق ہو گیا اوس شوخ و بھوکا کیا ہو جسے قتل عام تو نے ای جفا گستر بتھاری چشم شہلا کو بھلا تشبیہ دین کس سے رخ روشن پہ چھوڑی زلف کا فر کیلئے متنے گلوں کے ذکر سے بھی دل کو ہوتی ہو ریشانی کرین سینہ سپر کی پھنسنے ہیں دو کے جھگڑاؤں اثر تریاق کا ہوتا نہیں ہو اس کے کاٹے پر	اوٹھا یگا ستم دیکھنے کیوں کر ایسے بھوکا جہان میں ہو گیا شہرہ تمھارے زور بازو کا پھٹی آنکھیں ہیں زگر کی کھلا دیدہ ہو آہوکا بڑھایا حسن نے رتبہ تمھارے خوب ہندوکا ہوا ہو شیفہ جسے کسی شوخ سمن رو کا رکے تیر فرہ تو وارہی پھر تیغ ابرو کا زمانے میں نہیں منتر ہو اوکے مار گیسو کا
---	---

بتان سنگدل کو دید یا دل بل بے نادانی
خدا یا تو بچانا اس کو یہ حافظ بہت چوکا

غزل عسکری

غم الفت کی کاہش سے بدن یا تنگ مر کا اثر انس و ملک و ن کی کچھ نہیں ہوتا ہی چھوچھو کا	کہان کا خون آنکھوں میں نہیں اک قطرہ آنسو کا زمانے میں نہیں ہو منتر اوکے مار گیسو کا
--	--

بجز یاد آہی یاں بسر ہوگی نہ عمر اپنی وہ گو مانع ہو حاج ہو تمھارے در کا دربان	کہ یہ صحرائے وحشت ناک اک میدان ہی ہوگا خلاف وضع ہو کیا دن جواب او سکومین تو ہوگا
کنارے گور کے پہنچے ہیں شوق بہکنار سے جفا جو رسے برپا ہوا ہی فتنہ عالم میں	دل نادان ہمارا یہ تو اک دشمن ہی پہلو کا لیا ہی ایستگم تو نے کیوں شیوہ ہلا کو کا
نشان نام خدا بعد فنا ہی کس قدر باقی	ترسے خوشی کی تربت پر ہوا ہی مکن آہو کا

نہ بے مہری تمھاری عسکری کو تھے کھینچے
نہیں پروا زراو سکومگر الفت کا ہی بھوکا

ردیف بارہ صودہ

غزل نمود

بیوچہ زیر زلف پریشان ہین خال کب سجھان کو میرے سانے تاب مقال کب	بے دانہ کے بچھاتے ہین صیاد جال کب حسان کو نصیب ہوا ارتجال کب
عافل ہین اس خیال سے اہل کمال کب اعجاز سے ہی سا غمزدست یار میں	بے کسب تو رہ رہ بنے گا ہلال کب ورنہ ہو آفتاب کے نیچے ہلال کب
غم کو بھی جمنے ساتھ ملایا ہی خاک میں پڑکا ہی لعل چشمہ خورشید سے کوئی	آلودہ غبار ہی گرد ملاں کب اوس مہر کے دہن سے گرا ہی اوگال کب
قسمت دل دو نیم کی پٹیا کیا جگر ابر بدن سے میرے میر رحمت بستی ہی	اس زخم کو نصیب ہوا ماند مال کب فرط گنہ سے ہی عرق انفال کب
بہلاتا ہوں یو ہین دل صحرالہند کو	ہوں ای نمود عاشق چشم غزال کب

ولہ

<p>تیسرا کب شش بہت میں ایسے ہمسرا کا جواب طول مضمون سے ہوا ہی نامہ دفتر کا جواب جیسے گرد و نیر نہیں مہر منور کا جواب سوز غم سے دل ہی پہلو میں سمندر کا جواب ہی غزال شہم جانان بھی غضنفر کا جواب ختم جہد ہو گا مکتوب دلبر کا جواب گلشن تن میں نہیں دے کے صنوبر کا جواب مرغ مضمون کے لیے کاغذ شہر کا جواب ابرو و مژگان بھی ہیں شیر و خنجر کا جواب کالبد اپنا تھا کیا سدا سکندر کا جواب باغ جنت بھی نہیں اہو کوئے دلبر کا جواب</p>	<p>آئینہ میں عکس رخ ہو روئے دلبر کا جواب لکھتے ہیں اک عمر سے ہم خط دلبر کا جواب باغ عالم میں نہیں یوں اوس گل ترکا جواب سینہ ہوا تشکدہ اوس شعلہ رو کے عشق میں ہی قضا کا سامنا اوس کی نگاہ تہ میں اوڑ گیا شل کبوتر خود ہوا سے شوق میں یاد اوس سر وہی کی ہی بہا بخیزان قاصدی کے واسطے پروا کبوتر کی نہیں تیر سے کچھ کم نہیں اوس ترک کا تیر نگاہ جیتے جی پہنچا نہ میں اوس شاہ ملک حسیں مانے کیونکر حشر میں یہ آرزو بر آئیگی</p>
---	---

سایہ ختم رسل معدوم تھا جوابی نمود

یہ اشارہ تھا نہیں ہوا اس پیہر کا جواب

غزل عاقل

<p>آتا ہی پہلوں کا گلون کو خیال کب روشن فلک پہ ہوتا ہی ایسا ہلال کب اک جانور اوڑا لے ہمارا کمال کب جو بن پائے دیکھے وہ نونہال کب</p>	<p>پوچھے ہی اسی نیم وہ گل میرا حال کب ناخن اوٹھالیا ہی ترے پا کا ماہر و بیل ہمارے نالوں کی کیا نقل کرے ہاتھ آئے دیکھو کب مٹا خنسل آرزو</p>
---	---

پھانسا ہو طرفہ دام میں صیاد نے ہرن	پھیلا ہو چشم یار پہ زلفون کا جال کب
بیوجہ این جواب مگر چہ را ز ما	ایجان کیا ہو وصل کا ہمنے سوال کب
ہمنے ہنسا دیا ہو پر یزاد دلر با	انداز و ناز تہی یہ ترے خوشخال کب
بعد فنا بھی سر پہ اوٹھاتا ہو آسمان	بیٹھا غبار کلفت رنج و ملال کب
حسرت گواہ خون شہیدان جاہی ہم	مدھی سے ماتھے پاؤں پتھار سے پین لال کب

عاقل ہمارا یار سراپا ہی نور کا
یوسف میں تھا عزیز تہہ حسن جمال کب

ولہ

سرخِ یاقوت لب ہو سسل احمر کا جواب	زلفِ مشکین مشک چین و سنبل تر کا جواب
عارض تا با بیج اونکا مہر انور کا جواب	خال روشن ای فلک ہی صاف اختر کا جواب
نالہ پر سوز اپنا ہے قیامت ای فلک	صور اسرافیل کا ہی یہ برابر کا جواب
ہر شبستان میں حسینوں کی وہ ماہ چاہ	ایک جادو کھلارے ماہی بدروا اختر کا جواب
تیرے روئے آتشین کی حسرت دیدار میں	داغ دل ہو آفتاب روزِ محشر کا جواب
عشق اک محبوب لاشانی کا تھا تقدیر میں	کون ازل میں دلیکا میرے مقد کا جواب
تشنگی اپنے فدائی کی مجھ دیا ہر صاف	تیرا آب تیغ ای قاتل ہی کوثر کا جواب
لاکھ برسے اور اڑے پر گھٹے گا ای فلک	ابر باران نہ ہوگا دیدہ تر کا جواب
یا آہی کیا ہو اکاٹے نہیں کتنا یہ دن	روزِ فرقت ہو گیا کیا روزِ محشر کا جواب

ہی عقیدہ اپنا یہ اور اسمین عاقل نہ کنین
ہی نہ ہو گا حشر تک دین ہمیں کب جواب

غزل عزیز

<p>آتش کو روک لے ہو دھوئیں کی مجال کب ہوتا ہے آفتاب سپرک زوال کب تلوار کی صفت نہ چلے آپ چال کب لاوگا ایسی سروچمن چال ڈھال کب جربستہ تیری ہوگی ہرن سے مثال کب سر سبز خنجر میں ہوا آکے خال کب آتا ہے سوئے بیشہ شیران شغال کب پاوین گے میرے گل کی بھلا بول چال کب عارض ہر خط سبز میں وہ لال لال کب قاتل نے ابرو و نہہ ملا ہی گلال کب لب کھول کوئی بول اوٹھے ہی مجال کب بے عیب چھوڑے کا سہ چینی کو بال کب</p>	<p>چھپتا ہے زلف سے ترا حسن مجال کب ناقص کو غم ہو صورت اہل کمال کب کس دن سرو نکے در پہ نہ تو دے لگا دے سانچے میں ہی ڈھلا قد بالائے گلزار یہ چال یہ ادا یہ بناوٹ بھلا کمان رنگ ازل نہ صحبت رنگین سے ہو بدل تاب عدو نہیں کہ یہاں پاؤں رکھ سکے طاؤس و کبک کو نہیں گلچین مناسبت میناے سبز ساغیا قوت پر ہوا بڑ اوڑ کر جا ہی خون شہیدان عشق یہ پیشل بے نظیر ہی بیشک ترا دامن عارض کا حسن آمد خط سے نکلیں ہو کم</p>
--	--

ہم بھی تو بال باندھی اوڑاتے وہیں عزیز
اونکی کمر کا پر نطس آتا ہی بال کب

ولہ

<p>باغ عالم میں نہیں ہر اوس سمن بر کا جواب اور لب لعلین ہو گیا لعل احمر کا جواب جسم لاغر ہو گیا گویا کہ سطر کا جواب</p>	<p>چشم ز گس زلف سنبھل قد صنوبر کا جواب دردندان گوہر غلطان سے ہیں بھکر کین خوش قد و ن کے عشق میں ہیں تنہا کین</p>
---	--

ہو گیا مدہوش عالم تیری پڑتے ہی نظر	ہیں مگر یہ چشم سیکو ن جام و ساغر کا جواب
ہو نگاہ نازناوک بر چھپان ہوئے شرہ	ابرو سے پیوستہ ہیں تیغ و دو سیکڑ کا جواب
گم کیا قسمت سے دست نامہ بر چینی کی	ہو گیا نامہ مرے خط مقدر کا جواب
صورت ہر ہر مگر یہ لے اوڑھ گیا خط شوق	ہو ہمارا مرغ دل گویا کہو تر کا جواب

الفٹ ہوئے قرہ میں سر بھرا ہیں غریب
بال بال اپنا ہوتن پر خار و نشتر کا جواب

غزل مختصر

سنتا ہوں میرے صدر سے فرقت کا حال کب	پھر اوس صنم سے ہو گا الہی وصال کب
عالم میں حشر ہوتا ہی رفا رہے بیا	ہل چل پڑے نہ چلتے ہیں وہ ایسی جا کب
زند و نکو مردے مرد و نکو زندہ کر کے تم	کم بجز ون سے ہو گا تھرا انتقال کب
ہر دم جو احسن جو کہتے ہیں مجھ کو آپ	پورا کیا ہی بوسون کا میرے سوا کب
ابرو جو چاند رات کو تنے دکھا دیئے	ہو گا فلک پہ آج منایا ن ہلال کب
قاتل کی تیغ کاٹے گی دل سے جگر تک	روکے گی اوسکے وار کو سینہ کی ڈال کب
آر شاع کیے جو حاضر ہوئے آفتاب	ہو رشک ماہتاب کو شوق خلا کب
بہکانے سے رقیب کے بدن ہو اہی یار	ورنہ مری طرف سے ہو اوسکو ملا کب
دفتر شکایتوں کا وہ کھولیں گے صل میں	میرا سینگے قصہ ماضی و حال کب

مغلس غریب عاجز و عاشق تمیز ہے
اب وصل سے کرو گے اسے تم نہال کب

ولہ

ماہ تابان کب ہی اوس روئے سنو کا جواب	داغ ہوا وسین وگرنہ ہی برابر کا جواب
اوکی جنبش سے سر جانا ہوتے ہیں جدا	اسی تنگہ کیا تری ابرو ہی خنجر کا جواب
آب حیوان کر نہیں سکتا ہی اوس ہمسری	ہین لب جان بخش جام حوض کوثر کا جواب
نالہ و زنجیر پاشل صدائے صور و	داغ دل ہی آفتاب روز محشر کا جواب
عشق میں آنکھوں کے سودا ہو مجھے گراہ	فصد کو موسے ثرہ بنجائے نشتر کا جواب
قطرہ ناچیز دریا سے کرے کیا ہمسری	ابر باران کب ہی میرے دیدہ تر کا جواب
ہی لطافت موج زن اوکے نہانے سب	نہر کا پانی ہی آب حوض کوثر کا جواب
ہو ادھر مرثگان صف آرا اور جو خطا و	دیکھئے کیا خوب لشکر ہی یشکر کا جواب
فوج مرثگان کی صفیں آہ ترک بے انتہین	تیری ہر دو چشم ہین کپتان سحر کا جواب

پڑ گیا ہی اسی تمیز اوس عارض نگین کا عکس
کان کا موتی بنا ہو لعل احمر کا جواب

غزل اخلاص

دیکھیں نصیب ہو ہین اوکا وصال کب	رہتا ہی اوس پر کیو ہما را خیال کب
لے بوسہ اوکے لب کا کسی کی مجال کب	عسی کو بھی ملا ہی دہن کا اوگا کب
گھبرا رہی ہو روح کہ ہوا انتقال کب	میرے کریم حورون سے ہوگا وصال کب
فرقت میں اوکی تلخ ہوئی محکوز زندگی	یار بلیگا مجھ سے وہ شیریں انتقال کب

قالب کا گرچہ روح سے اخلاص بہت
لیکن ہیشت خاک ہوئی لازوال کب

کون کتا ہی ترے روئے منور کا جواب	اور مجھے عاشق و رنجور و لاغر کا جواب
صاف ظاہر ہو گیا مجھ پر کہ خط آنے لگا	نامہ برآیا جو لیکر خط دلبر کا جواب
سینہ زخمی نہ کیا گلاز قاتل نے تو کیا	ہاتھ آیا شکر کو مشق شکر کا جواب
اک اشارہ میں بنی ہی عاشقوں کی جان پر	یہ وہی ابرو ہیں جو رکھتے ہیں خنجر کا جواب
دونوں زلین دونوں جسا خط و خان ہیں	اسی صنم ہی یاس تیرے ہفت کشور کا جواب
کوئے بدنامی سے گذرا ہوں کیسے عشق میں	کوئی کہنے کا نہیں اب میرے محضر کا جواب

کرتے تھے اخلاص قسمت آزمائی رات دن
سن لیا آخر مگر تنہا سفید در کا جواب

غزل عیش

رنجیدہ تم ہو مجھ کو ہر تہ سے ملال کب	سیرا ہی آپ کا سا غم آلودہ حال کب
پا یا کسی نے آپ سا حسن جمال کب	دیکھا کس نے ایسا خط و زلف و خال کب
جب تک ہی یاد تیری مرے تن میں جاں	رہتا ہوں زندہ تیرے بغیر از خیال کب
دھوکا وہ دیکے جاوین تو نہ جان لیں	ہم سے ہزار میں بھی چھپے اونکی چال کب
جو بن پر آپ اپنے عبت کرتے ہو غور	رہتا ہی نور بدر کا دائم کمال کب
آگینے چھپے وہ شب تار یک میرے گھر	بتا ہی بدر دیکھئے گھٹ کر ہلال کب
قد کو جھکا کے دیوین وہ بوسہ تو لطف ہی	دیتا ہی دیکھیں یہ شہ اوں کا نہال کب
ول کو جگر کو آنکھوں کو ان سب کو دیکھئے	ہم منتظر ہیں کرتے ہیں وہ ہا سال کب

ای عیش صبح و شام ہم دونوں ایک ہیں
زلفوں کے اون کے بہرے پہ کبھرے ہیں بال ہیں

ولہ

<p>دیدہ تر د و لون ہین تسنیم و کوثر کا جواب قطر ہاؤ خون ہین ہر اک اوکے جوہر کا جواب دل ہمارا ہو گیا ہو آپ کے گھر کا جواب تاکہ لیجاوے صبا مکتوب و لبر کا جواب ہم نہیں دشمن کو بھی دیتے ہر اک کا جواب سخت پتھر کی طرح ہو اوس سنگمر کا جواب</p>	<p>داغ دل ہو آفتاب روز محشر کا جواب زخم تن میرا بنا ہو صاف خنجر کا جواب خاطر محزون میں جسے تم ہوئے رونق فزا کاغذ بادی پہ ہمنے ایسے لکھا ہو خط منہ سے کب نکلی ہو گالی دوست کی شام پہ ہو گئے صدمہ سے اوسکے دل کے ٹکڑے سیر ہو</p>
---	---

صانع و مصنوع کب ای عیش و لون ایک ہیں
 ہونہیں سکتا ہو آئینہ سکندر کا جواب

غزل عاشق

<p>ایسے ہوئے تھے جان کو میری بال کب مینے کیا تھا بوسہ کا تے سوال کب یارب ملیگا مجکو وہ رعنا غزال کب چھپیکا تجھے وہ سری فرقت کا حال کب ظاہر میں سچ ہو رکھتے ہیں صیاد جال کب مینے کہا تھا ابرو کو اوونکے ہلال کب</p>	<p>رہتے ہیں منتشر تری زلفونکے بال کب جسکے عوض میں گالیان دیتے ہو بر ملا وحشت میں جسکے عشق کے آہو کی شکل ہوں قاصد سنبھل کے جایو قاتل کے روبرو ہو خال رخ عیان تو نہان زلف یا رہی خنجر دکھاتے ہیں کبھی شمشیر کھچتی ہے</p>
---	---

یہ نام کر دے مفت میں عاشق کو یون کی
 اہکو ہوا نصیب کسی کا وصال کب

ولہ

اشک کا ہر ایک قطرہ ہو سمندر کا جواب ہیرے دندان ہین ہین لب لعل احمر کا جواب نوکر شرکان مے رہی ہو تیر و نشتر کا جواب ماہ ہو چہرہ ترا ابرو ہلال عیب رہی رحم آتا ہو مجھے دنیا میں دکھلاؤں کسے خط کی پیشانی میں لکھا یا رنے انکا ر وصل	ابر نیسان کب ہی میرے دیدہ ترکا جواب دست و پا بلور ہین سرخ ماہ انور کا جواب دونوں ابرو ہین ترے شمشیر و خنجر کا جواب ہو یہ افشان جبین ہر ایک اختر کا جواب داغ دل ہو آفتاب روز محشر کا جواب اس اشاریے دیا میرے مقدر کا جواب
--	---

حق ہو عاشق رحمت نواب عالمگیر خان
دیکھو عالم میں کمان ہو اس سخنور کا جواب

غزل حافظ

ہو ماہ چار وہ ترے رخ ملی مثال کب جینا جو ناگوار مرا ہے حضور کو آزیت سوز غم سے جلو کو بزمک شمع بے مانگے بوسہ دیتے ہیں سچ یہی ہر شل	ہین او میں شیم وزلف و رخ خط و خال کب دل لیکے جان کا مجھ سے کیا تھا سوال کب میری زبان ہے ہی یہ محب کو مجال کب ہوتی نہیں نصتیر کی صورت سوال کب
--	---

حافظ احمد کو مان شکایت نکر عیث
ہی ہر خصال تیرا بت خوش خصال کب

ولہ

دے رہا ہوں یا ر کو خط میں برابر کا جواب میرے سینہ میں بھرا کس مہر تا باکی ہو لو مچکو کیا ڈر ہی نہیں میرا شفیع اللہ بین	کسی قسمت ہی جو ہو میرے مقدر کا جواب داغ دل جو بن گیا خوشید محشر کا جواب بید صرک دوں گا سوال روز محشر کا جواب
--	--

دولت عشق نبی کا ہو خزانہ جب کا دل | پھر بھلا کھلے کمان ایسے تو نگر کا جواب

اوس نبی کی زلف و عارض کا اگر دھوٹے
کیون سمجھے اوس کو حافظ عطر و عنبر کا جواب

غزل عسکری

یوسف نے تیرا پایا ہی حسن و چال کب
کبک درمی چلے گا متھاری ہی چال کب
اس حسن لازوال کا ہو گا زوال کب
کب ہی خرام ناز یہ غنچ و دلال کب
ہو دام زلف طارِ جان کو و بال کب
ہو ہمہ زیب چہرہ ہی یہ خط و خال کب
عیسیٰ نے تیرا پایا ہی یہ قیل و قال کب
بھولے ہی ہجرت میں کوئی لطف وصال کب
وہ بد گمان ہی اور ہی اوس کو گمان ہے
بس بس معاف کیجیے گستاخیوں کو اب
یار بکر گایسرا وہ قتل و قتال کب
بے بوسہ و کنار ہی لطف وصال کب
نرگس کمان ہی اور کمان چشم شوخ شوخ
عین خطا ہو حسین وہ دینگے مثال کب

باشندگان دہلی سے اور وٹو کیا مثال

یہ بول چال عسکری یہ قیل و قال کب

ولہ

ابروئے قاتل نبی ہر صاف خنجر کا جواب
سلک دندان ہیں کیسے سک گوہر کا جواب
لخت دل بیشک ہی یہ یاقوت احمد کا جواب
داغ دل ہی آفتاب روزِ محشر کا جواب
لڑکے مرگان سے عیان ہی نوک نشتر کا جواب
اور لب لعین بنا ہی لعل آسمر کا جواب
اشک غلطان ہی ہمارا صاف گوہر کا جواب
دود افغان ہی ہمارا سپر رخِ خضر کا جواب

بزم میں گوبادہ گلزنگ ساتی ہو نہ ہو	چشم کینچی ہو سکی کی جام و ساغر کا جواب
ہو وے کیا یا جو جسے اعدا سے ہکو فکر کچھ	آہ پردرد اپنی ہے سہ سکندر کا جواب
حق سے کیا بطلان ہوا ہی صاف باطل کا عیاں	کوئی کافر دے رکا جنگ ہمیں کا جواب

کوئی حاسد کوئی اعدا ہینگے یہ اعدا تمام
عسکری کس کس کا دون میں قول اتبر کا جواب

ردیف باریاری

غزل منو

چشم گریان میں ہوے اشک گہرا ہے آپ	رنگ اصداف بنے دیدہ تر آپ ہے آپ
ہیں جلو میں جو یہ رحمت کے فرشتے خضر	مجھ کو بھیجا مرے مولانے کدھر آپ ہے آپ
کہتا ہوں میں دل پرداغ کو اپنے ہر بار	آئے ہیں نخل متنا میں فخر آپ ہے آپ
خود ہوے موئے سیر روز کی مانند سفید	شام میں مل گئی یان آکے سحر آپ ہے آپ
خط پیشانی میں لکھا ہی کوئی ماہ جبین	مثل گردون نہیں بچھرتا مرا سر آپ ہے آپ

نہ کوئی عرش برین ہی نہ یہ کعبہ ہی کوئی
دل منو داپنا ہی اللہ کا گھر آپ ہے آپ

ولہ

کیا احتراز کرتے ہیں غیر ونگے گھر سے آپ	ڈرتے ہیں میری آہ سہیلج الاثر سے آپ
ایسے ہیں آپ میرے سیمائی جنگجو	مر جاؤں تو لڑائی کے قضا و قدر سے آپ
کیا ذکر ہی جو تار تصور کا ٹوٹ جائے	گو یا کہ بندھ گئے مرے تار نظر سے آپ

گدڑی شبِصال گدڑتا ہوں جانے	دلو اکیے کفن مجھے جیبِ سحر سے آپ
ہنستے ہو روٹھنے میں مری آہِ سرد پر	کھلتے ہو غنچہ بن کے نسیمِ سحر سے آپ
خود ناز کی سے اپنی پریشان ہو گئے	مانند زلف او بجھے ہیں موئے کر سے آپ

دنیا سے ہم گدڑ کے یہ کہتے ہیں ای ٹو
جنت میں آسے ہیں نکلا کر سقر سے آپ

غزلِ عاقل

جذ بہ عشق دکھا دیا اثر آپ سے آپ	دیکھ لینا وہ چلے آئینگے گھر آپ سے آپ
خونِ عقبی کا نہ تنگی لہر کی کچھ نہ کر	ایسے جاتے ہیں عبث صاحبِ زر آپ سے آپ
ہوتا جس سمت کو ہو قبلہ حاجاتِ برا	پھر تادل قبلہ نما سا ہو او دھڑ آپ سے آپ
اثرِ تارِ نطشہ بھی نہیں پہنچا اوس تک	کسیلے پچی ہو اوس گل کی کمر آپ سے آپ
رکھ کے وہ ہاتھ مکر پر سہی چلا ناز سے کب	دل مراد ہڑ کے ہو کیوں دو دو پہر آپ سے آپ
محفلِ غیر میں جانا نہیں اچھا جانا	دل مراد کھینا کر دیا خبر آپ سے آپ
بیٹھے بھلاے پھنسا زلفِ سیمین کیوں دل	تو نے سودائی بلالی ہی یہ سر آپ سے آپ

پیش آیا نہ ابھی حرفِ فغان ای عاقل
ہوتے افلاک ہیں کیوں زیرِ وزر آپ سے آپ

ولہ

مچکو چھوڑا کے ناصحا اوس فتنہ گر سے آپ	کرتے جدا ہیں جان کو جسم و جگر سے آپ
کشتہ کریں ابھی مجھے تیرے نظر سے آپ	دھمکاتے ہر گھڑی جو ہیں تیغ و تبر سے آپ
حسرت برس رہی ہی جو دیوارِ درد سے آپ	نکلے ہیں کیا بگڑ کے مزاجان گھر سے آپ

بجلی گراتی پھرنی ہر سارے جہان پر دوری میں بحر حسن کی روئے جو ہم فلک فرماؤ جان من کہ یہ حاضر ہی بیگناہ او ترک آغسہ تری شرکان کے عشق میں	خالی نہ سمجھیں آہ کو سیری اثر سے آپ طوفان اوٹھیں گے دیکھنا اس شہم تر سے آپ کیا حال پوچھتے تھے مرے نامہ بر سے آپ برجھی سی پار ہوتی ہو دل سے جگر سے آپ
---	---

وصف کمرین لکھتے ہو مضمون جو عاقل
خامہ کوئی بنائے غنا کے پر سے آپ

غزل عزیز

وہ چلے آئیں الہی مرے گھر آپ سے آپ ضبط گر لاکھ کروں سوز نہ ارج جان دل کو روکا جو ترے کوچہ میں جانیسے صنم زلف کو رچہ ترے دکھیہ کے کہتے ہیں سبھی طلعت شب کو ترے رخ نے کیا ہو کافور	جذبہ دل مراد کھلاے اثر آپ سے آپ آہ کے ساتھ میں آتے ہیں شر آپ سے آپ بہہ کے آنکھوں سے چلے نخت جگر آپ سے آپ ملتے ہیں خوب یہاں شام و سحر آپ سے آپ یوں اڑھاتے نہ صنم مرغ سحر آپ سے آپ
---	--

اتنی تاثیر ہی آہوں میں نہیں اپنی عزیز
اونکو ہو درد و الم کی جو خبر آپ سے آپ

ولہ

تشریف لیچے ہیں کسان سیرے گھر سے آپ دل میں ہی پھونک دوں خوش خاشاک ساہنا روپوشی ایک بھی تو چلے گی نہ آپ کی کہ دو ٹکاپ قطع جامہ ہستی کو میں بھی آج	میں توڑتا ہوں سر کو ترے سنگ سے آپ واقع نہیں ابھی مرے سوز جگر سے آپ ملجائیگی دعا مری جا کر اثر سے آپ کتر ا کے کیوں چلے ہیں مری رہنڈر سے آپ
--	--

نظروں سے کیا گراؤ گے گرد و نیلہ دیکھ کر
بڑھ کر کہیں ہیں سن میں شمس قمر سے آپ

کیون یاس وصل یار سے دگوا ی عزیز
واقف ہیں کیا امور قضا و قدر سے آپ

غزل تمیز

تیغ قاتل تری چمکی اگر آپ سے آپ
آہ و نالہ مرا دکھلائے اثر آپ سے آپ
کیون دلا عشق کی تاثیر اسے کہتے ہیں
ببلو باغ میں کیا رشک چمن کیا ہے
کمر باکا ترے ناوک میں اثر ہوت تل
موتیوں کو ترے دانتوں سے ہر نسبت بجا
دین و ایمان بھی لیا دل بھی لیا جان بھی لی
جان بلب ہی ترا عاشق یہ زبانی کہیو
پاؤں تک پڑتے ہیں پھر نیکو قدم و شیشین

سینہ ہو جا لگا پھر میرا سپر آپ سے آپ
وہ چلے آئیں الہی مرے گھر آپ سے آپ
جب میں جاتا ہوں تو کھل جاتے ہیں آنکھیں
بہر تسلیم جھکے برگ و شجر آپ سے آپ
مثل خس و خوار کے پڑے ہو گھر آپ سے آپ
ہونگے قربان جو دیکھیں گے گھر آپ سے آپ
اب پھری جاتی ہو کیون تیری نظر آپ سے آپ
قاصد الوچھے مری جب وہ خبر آپ سے آپ
ایجنوں کیون نہ پھر گیا مرا سراپا آپ سے آپ

کچھ خطا اپنی نہیں بال برابر ہی تمیز
زلف بل کھاتی ہو تا مو سے کراپے آپ

ولہ

عاشق کو قتل کرتے ہو تیغ نظر سے آپ
مدت کے بعد آج جو نکلی ادھر سے آپ
لاغر یہ ہوں کہ دیدہ مردم سے ہوں نمان

قاتل یہ کھات سیکھے ہو کس غصہ گر سے آپ
آئے ہو میری آہ کے شاید اثر سے آپ
منظور ہو تو دیکھیں ملا کے کمر سے آپ

حسرت سے کہہ رہا ہوں شبِ صلیبِ تیرا	جاؤ ابھی نہ اوٹھ کے سحر کے خطر سے آپ
اس معرکہ میں ہوں کہمیں روزِ شبِ شہید	دنرات بحث کرتے ہیں شمس و قمر سے آپ

مجلس میں شاہ کرتے ہو غیر و نکے روبرو
واقع ہوئے تمیز کے شاید ہنر سے آپ

غزلِ اخلاص

لین ہمارے دل مضطر کی خبر آپ سے	وہ چلے آئیں انہی مرے گھر آپ سے آپ
کچھ ہوا اوسکو محبت کا اثر آپ سے	پہنچی سینہ پر مرے اوسکی نظر آپ سے آپ
اوسنے پھینکا جوا دہر سے نظر آپ سے آپ	کر لیا میں نے بھی سینہ کو سپر آپ سے آپ
میں تو حاضر ہوں لیئے ہاتھ میں ترے آپ سے	آپ کیون قتل پہ باندھے ہیں کراپ سے آپ
تھا کچھ نالہ شہبگیر کا سیرے یہ اثر	چاندنی پر نکل آیا وہ ستر آپ سے آپ
رخ جانان پہ جو زلفیں تھیں پریشان شبکو	نہند آئی نہ مجھے تاب جسہ آپ سے آپ
دانت و سپین ہیں اور ہم بھی اچھنکے ہیں	کیا لڑائی ہی ادھر اور ادھر آپ سے آپ
مادر خانہ نہ آتے تھے مری حنا طر سے	آج گھر سے نکل آئے ہو کہہ کر آپ سے آپ
ادھری کچھ تو نقاب رخ گلگون کو ہٹا	کھینچ لیتا ہی مجھے تار نظر آپ سے آپ

اک غزل اور بھی اس طرز میں کہدے اخلاص
سب کی ہی تیری طرف مد نظر آپ سے آپ

ولہ

غافل تو ہو کے بیٹھے تھے میری خبر سے آپ	کیا پوچھتے تھے حال مرے نامہ بر سے آپ
الفت یہ دل میں آپ کے آئی کہہ کر سے آپ	کب ہو خیال جو آئے ادھر سے آپ

کیونکر نہ مثل آئینہ حیرت زدہ ہونہیں بندہ ہوں اک نگاہ محبت کا آپکی سر سے عدو کے رشک کے شعلے نکل گئے جائیں نکل مرے دل مضطر کی حسرتیں رکھے کچھ التفات تو باتیں ہوں رات دن خامہ ہمارا تیشہ منہ ما د بن گیا دنیا کا کچھ لحاظ نہ عقبی کا منکر ہے آتے نظر ہو مجھ کو تو کچھ پیچھے سے آپ	جلوہ دکھا کے ہوتے ہیں غائب نظر سے زخمی نہ کیجیے مجھے تیرے نظر سے آپ مدی لگا کے پاؤں میں نکلے جو گھر سے آپ دیکھیں باتفات اگر اک نظر سے آپ جائیں جو ہم ادھر سے تو آئیں اودھر آپ شیریں ہر ایک شعر ہی شہد و شکر سے آپ آتے نظر ہو مجھ کو تو کچھ پیچھے سے آپ
--	--

نوک مرہ کی چاہیے اخلاص کو خلش
نکلے ہیں آبلے مرے باہر بگرے آپ

غزل عیش

بے سبب یہ نہیں پھرتا مرا سر آپ سے آپ تھا کمان پہلے یہ روشن مرا گھر آپ سے آپ کوئی جانبر نہ ہوا سبزہ خط سے اونکے حسن اونکا نہیں پیری میں بھی زائل ہوگا قتل کیا ہکو کر دگے جو تھارا ہی یہ حال دل میں ہو درد مرے اسلئے بھرتا ہوں آہ سچ تو یہ کہ فن عشق میں جو ہی مشاق باغ جادو کا اوگاتا ہی جو وہ شعبہ باز شکراۓ عیش کیلئے نہیں ہم احسانند	بالیقین کرتے ہیں وہ گشت سفر آپ سے آپ اوسکا جلوہ ہی جو تم آئے اوسراپ سے آپ زہر یہ کرتا ہی بے کھائے ضرر آپ سے آپ شمع یہ وہ نہیں جو گل ہو سحر آپ سے آپ زلف کو دکھیہ کے تم جاتے ہو ڈر آپ سے آپ نکلے کب سنگ سے بے صدمہ شر آپ سے آپ اوسکو آجاتا ہی ہر ایک ہنر آپ سے آپ خود شجر بڑھتے ہیں پھلتے ہیں ثمر آپ سے آپ عیش و عشرت میں ہوئی عمر بسر آپ سے آپ
--	--

ولہ

<p>میرے ہوئے ہوئے عشق کے میرے اثر سے آپ با ابرو سدا رہیں اس اپنے زر سے آپ سینے میں زخم دل مرا تار نظر سے آپ واقف نہ ہونگے اس مرے مخفی سفر سے آپ سمجھیں گے عیب کو میرے ہر ہنر سے آپ لینے کو میرے آؤ گے جنت کے در سے آپ خوب آئے بن سنور کے یہاں اپنی گھر سے آپ کھائیں نہ ٹھوکرین مرے اس خستہ سر سے آپ</p>	<p>فرماتے لطف مجھ پر نہیں زور و زرسے آپ مکہ پر پلائی رنگ کی ہی خوش نما ہمار کھال کیا تھا کیون مجھے اور رحم کھا کے اب ہر سو خیال آپ کے لیجاتے ہیں مجھے آگاہ ہونگے میری بُرائی کی کہ نہ سے چاہا اگر خدا نے دکھا دوں گا حشر میں شوخی و خوش خرامی و نادر واد کے ساتھ میں خاکسار در پہ پھتار سے فقادہ ہوں</p>
--	---

در پردہ ساتھ پیش کے ہی ایسی چھپ چھاڑ
 وہ جانے بیخبر ہیں ہنوز اپنے سر سے آپ

غزل عاشق

<p>اب تو لکڑے ہوا جاتا ہو جگر آپ سے آپ وہ بھی آجایگا آنکھوں میں نظر آپ سے آپ میرے گریہ نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ چھٹ گئے دل میں مرے تیر نظر آپ سے آپ سرو میں ہو گئے پیدا یہ ثمر آپ سے آپ خون روتا ہو مرادید کا تر آپ سے آپ ہم بھی مرجائیں گے اب پھوڑ کے سر پہ آپ</p>	<p>کیون کشیدہ ہو تری تیغ نظر آپ سے آپ عشق نے جسکے کیا سینہ میں گھر آپ سے آپ ہنستے ہنستے چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ گو کہ اوس شوخ کماندار نے دیکھا نہ مجھے کب نخل قد محبوب میں پستان نکلے کیا ہوا کسنے کے دل کے جگر کے ٹکڑے تنے افشان جبین اپنی دکھائی نہ اگر</p>
--	--

شب صلیت تو منائے سے نہیں آتی ہے
سر عاشق پہنچی اک دن یہ بلا لائے گی
ہو غضب جگر کی ہوتی ہو سحر کپ سے کپ
دلف بل کھاتی ہو شانے پہ اگر کپ سے کپ

بند آنکھوں کو جو دنیا سے کرونگا عاشق
دل میں آجائیگا میرے وہ نظر آپ

ولہ

کیون بھاگتے ہیں عاشق خستہ جگر سے آپ
دریا پہ کچھ نہیں ہو نہانے سے فائدہ
واقع نہیں ہیں نالہ دل کے اثر سے آپ
فرما میں غسل آج مری چشم تر سے آپ
آئے ہیں راہ بھول کے صاحب کدھر آپ
نیچتے ہی رہیے یار کی ترچھی نظر سے آپ
آہو نہ کار کرتے ہیں تیر نظر سے آپ
آتا ہوں میں ادھر سے جو آئیں دھڑک آپ
عاشق خستہ جگر سے آپ
دریا پہ کچھ نہیں ہو نہانے سے فائدہ
عاشق ہوئے ہو حضرت دل چشم سرخ پر
اب تو غزال چشم کے وحشی ہیں سیکڑوں
شمشیر لیجے ماتھے میں یاں سر کف ہونہیں

عاشق کے قتل کا کوئی مضمون ہو مگر

کیا پوچھتے ہیں حال مرانا میرے آپ

غزل حافظ

بی طرح جوش پہن دیدہ ترا پیچے آپ
آج جنبش نہیں پر شوق سے ہر کہٹ پر
ہو گئے رشک شررداغ جگر آپ سے آپ
آنکھیں بھرتی ہیں مہا جانب دآپ سے آپ
دل دھڑکنا ہو مرا آٹھ پہر آپ سے آپ
خشک ہونے لگے جو دیدہ ترا پیچے آپ
چاک کرتا ہی قبا کیون گل ترا پیچے آپ
کیا کوئی غنچہ دہن باغ سے ہو نکلا ہے
سر دھڑکی پریر کی ہی شاید تاثیر

<p>بیخفا بچائیں لے طائر جانِ عشاق اشک کی طرح سے آتی نہ نامطلق ضبط مختلف طور سے دلبر کا سراپا باندھو سوزِ شہل تو ترقی پہ ہی بھر کیا باعث رام ہو جائیگا گردون بھی ہمارا حافظ</p>	<p>زلف پر پیچنے پیدا کیے شر آپ سے آپ اب نکلتے ہیں مرے نحت جگر آپ سے آپ ہاتھ آجائیگا مضمون کس آپ سے آپ کچھ گھٹا پاتا ہوں نالون کا اثر آپ مہربان ہو گا جو وہ رشک قرآپ سے آپ</p>
--	---

نحت و اثر و ن مراجدن کہ بھر گیا حافظ
وہ چلے آئیں گے سید سے مرے گھر آپ سے

ولہ

<p>کیا شب کو کر رہے تھے مری یاد گھر آپ سے کا ہیدہ مثل تار لفظ ہوں میں غم سے خود میں خود غریقِ حیرت ہوں چاہن ہو حکم سر سبھی کاٹ دوں کیا مال مال ہی ہر آئینہ میں پھرتے ہیں تیرے غزالِ چشم نکھے مریضِ حسرتِ شب وصال فانی سے جاودانی میں ایدل کر نیکی سیر ہوں تنگ عشق شیریں لبان سے کہ اپنا سر سینہ مرا تھا صدر یہ جس کا وہ اب نہیں</p>	<p>آتی تھی دسبدم مجھے چکی سحر سے آپ کیون روٹھتے ہو عاشق مد نظر سے آپ تر ہو رہا ہی جامہ تلک اشک تر سے آپ خود تنک ہو رہا ہوں میں اس باہر آپ کیا گور کو پھنساتے ہیں تار نظر سے آپ گر دیکھ لو تم آکے مجھے اک نظر سے آپ آئے جو اوس طرف سے تو جاؤ ادھر سے آپ فرہاد وار کاٹ لون تیغ و تبر سے آپ دل خود تڑپتا ہی مراد و دو پھر سے آپ</p>
---	--

دین تو گیا ہی حافظ دشمن نہ جانے ہو
کرتے ہو ربط کیون بت بیدا گر سے آپ

غزل عسکری

نالہ دکھ لایگا جب اپنا اثر آپ سے آپ
کھلی پڑتی ہی جو وہ تیغ دوسرا آپ سے آپ
آبیاری تیری اسے سرور و ان چاہتا ہی
چھوڑنا بال کا تو اس پہ سراسر ہو بال
ہو جو منظور نظر آپ کے تو ہی کچھ لطف ہے
نارستان عیان تیری ہوا ہی ہم صفا
بے خبر گو کہ ہو وہاں دل نادان کیا غم
میرے رونے پہ وہ کہتے ہیں غضب ہنس ہنس کر
صر صر باد صبا کیا کہ بگولا ہو ہوا
چرخ کی دیکھیں گے اس چرخ و جہاں کون ہم
جان سے جائیں گذر شوق شہا تین نہ ہم
وہ بت سنگدل آویگا دھڑا آپ سے آپ
کھڑے ہوتے ہیں یہاں سخت جگر آپ سے آپ
ور نہ سو کھے گا یہ الفت کا شجر آپ سے آپ
بیچ کھاتی ہی سیان تیری کمر آپ سے آپ
نذر دل لاسے ہیں سب اہل نظر آپ سے آپ
نخل قد لایا ہو یہ تیرا اثر آپ سے آپ
میرے مرنے کی نہ ہوا کو خبر آپ سے آپ
خوب بہتے ہیں ترے اشک گہر آپ سے آپ
شوق جسوقت لگا لیا کہ یہ پر آپ سے آپ
سوزش دل سے جو نکلیں گے شر آپ سے آپ
اکوچہ یار میں ہوتا ہی گذر آپ سے آپ

دشمنو عسکری کا دوست بڑا ہیگاتوی

خیر سے آپ نکالو نہ یہ شہر آپ سے آپ

ولہ

چھوٹو گے فک کہ بخیمہ زخم جگر سے آپ
ابرو کمان ہی تیر مژہ نیزہ ہی نطنز
مست شراب ناز ہو ذوق کباب میں
ہی ظلم و جور کا جو گلہ دل سے ہر زمان
دیکھو گے حال میرا جو تار نظر سے آپ
کرتے ہیں صید دلو وہ کس کس ہنر سے آپ
اب ربط کیجئے دل حستہ جگر سے آپ
اٹکے ہو عسکری کسی بید اگر سے آپ

رویت تافوتانی

غزل نمود

<p>گر ان ہو قبر میں مردے پہ جیسے رات تو نسل روز کئی بلبلون کو ساری رات ہو روز عید سے افزون مجھے پیاری رات وہ خضر ہیں رہ ظلمات ہی ہماری رات محاق کی تری زلف سیہ پے واری رات مجھے عروس سے افزون ہی پیاری رات مگر نبا کے پری شیشہ میں اوتاری رات کہ دن ہمارا ہر زیر فلک بھٹاری رات</p>	<p>ہوئی یہ ہجر کی مجھ نیم جان کو بھاری رات جو آئی باغ میں اوس مہر کی سواری رات جو رہتے ہیں وہ ہم آغوش شام سے تاج سحر ہر صبح کی آب حیات فرقت میں نثار بدر ہوا و روز روئی روشن پر گمان ستار و نہ زلیور کا ہوتا ہر شبیل خیال کا کل شبرنگل میں رہتا ہی میں ہوشیاری میں کتا ہوں اہل غفلت</p>
---	---

چراغ مہ سے ملو و آپ ڈھونڈ لا لگی
ہمارے واسطے فرقت میں بھیراری رات

ولہ

<p>چو متا حزن مدعا قسمت لائی اورنگ و بوریاہمت تھا مگر اوکا نقش پاشمت مول لیکے بائٹا قسمت مانگتے ہیں مری گد قسمت</p>	<p>لنا تیرا اگر لکھا قسمت وصف شاہون کا مجھ فقیر میں وہ جو آئے تو یان نصیب کھلے ہی یہ سودا مجھے کہ ملے اگر اوس میں خوبی وہ ہر کہ عاریتاً</p>
---	---

کھو دیا نامہ برنے خط کا جواب	اپنا لکھا تو ہی دکھا قسمت
جوہن شاکی مقدرون کے نمود اؤ کو سیری سی دے خدمت	
غزل عاقل	
جو تہنے نرم ہین منہ کے وہان گزارے آ تمھاری لومین یون ہی شمع رو گزارے آ تمھاری زلفون ہین دیکھی جو ماہ نے افشان گمان مہر ہوا چاندنی ہوی سیلی باز تصور گل عارض سے باغ باغ ہین ہم تمھارے نام سے ہر دن ہین ہکو لاکھون کو صبا اوڑا کے نہ لکائے چشم پر گئیو	تو چہنے ہجرتین رو رو کے کاٹی ساری رات کہ شل شعلہ رہی سوز غم سے ساری رات فلک سے مانگ کے تھی لکشا انکو واری رات پڑی جو بام سے وہ تاب رخ تمھاری آ عجب شگفتہ پیہ دن ہین عجب ہی پاری آ خیال مصحف عارض سے ہی ہزاری رات اندھیری مردم بیار کو ہی بھاری رات
نہ بھولا تا بہ سحر یا د زلف ای عاقل پری کو شیشہ دل میں ہی کیا اوتاری آ	
ولہ	
مہجو دلبر سے اب ملا قسمت اپنے ہاتھوں سے اوس کو کھو نہ دے سیم تن رات کو ملا سے جان جاتی ہی دم نکلتا ہی کیسے فتنہ پہ دل ہوا فتنون	ہو تا ہون خجہ پین فدا قسمت ہکو تجھے نہیں گل قسمت ہو گئی اپنی کیا قسمت ایک بار اوس سے پھر ملا قسمت ہی عجب تیرا ماجر قسمت

تجسے کیا ہو مجھے گلا مٹمت	حرف پشانی پیش آیا ہی
خوب چھنوائی خاک عاقل سے جو کہ ہونا تھا بس ہوا مٹمت	
غزل عزیز	
<p>شارِ سپرِخ نے اختر کیے تھے ساری رات غضب کی طائرِ دل پر چلی کٹاری رات جو دیکھے چاند سی صورت قمرِ تھاری رات کٹی ستارہ شماری میں سب ہماری رات گذرتی روز ہی سولی کی اب ہماری رات ہی آج صبح سے برہم جو زلف ہماری رات نہیں تھی چادرِ مہتاب تھی عباری رات بناتھا گیسو سے بچان عجب شکاری رات</p>	<p>وہ زلف شوخ نے افشانے جب نواہی آ نگاہ ناز نے بل کو دم میں قتل کیا نکل کے ابر سے تا صبح منہ نہ کھلائے خیالِ خال و غم زلف کیا و بال ہوا فراقِ قاست بالا میں راست کتنا ہون نکالا چشمِ فسونہ کرنے بال بال سے بل فروغِ رخ سے پڑی گردِ غم ہوا اندھیر اوجھ کے مولو او سمین نہ مرغِ دل سلجھا</p>
غمرِ شہرِ خلش جان روز و شب ہر غمیز جگر پہ اترہ چلا دن کو دل پہ آری رات	
ولہ	
<p>اونسے مل یا نصیب یا مٹمت گرچہ یا ورنہ ہونی ذرِ مٹمت کیا بلا کی جو نارسا قسمت آزمائیں شہ و گدا مٹمت</p>	<p>آج ایدل تو آزمائمت وصلِ جانان نصیب ہو لگیا ہاتھ آئی کبھی نہ زلفِ رسا دیکھیں کچھ کس کو وہ بلاتے ہیں</p>

جلوہ فرما ہی بام پر وہ ماہ وصل کی لاکھ کی ہین تدبیرین ساتھ چھوڑا ہی تیرا وحشت میں	آج چکی کمین خد قسمت نہ مٹا پر ترا لکھا قسمت ہو گئی اونہ بہ مبتلا قسمت
---	---

نکرے غیر سے وہ پیار عزیز شکل ایسی کوئی بتا قسمت
--

غزل تمیز

جو ساتھ غیر کے اوشنخ نے گزار لی آ نہو یہ زلف پریشان و بال چشم صنم چھپایا ابر میں منہ ماہ نے خجس لہو کر	چلا کی سینہ عاشق کے یان کناری رات مثل یہ سچ ہو کہ بیمار کو ہی بجاری رات کہ جلوہ گر وہ رہی چاندنی یہ ساری رات
--	--

فراق میں دل مضطر کا ہی تمیز یہ حال نہ دن میں چین ہی دن بھر نہ نیند ساری آ
--

ولہ

عشق میں ہو کے مبتلا قسمت نہ تو مرتا ہوں اور نہ جیتا ہوں یا نصیب اپنے کا وصل ہو مجھ کو کیا ہنسنا تھا جواب میں روتا ہوں ہو رقابت نہ کیوں نصیب مجھے	کوہ ساسر پہ غم لیا قسمت یا رجب سے ہوا جد قسمت ور نہ آجائے اب تضا قسمت تو ہی انصاف کر بھلا قسمت سنئے ہیں اونہ بہ ہر فد قسمت
--	--

لاکھ عاشق تمیز ہوں اونکے تو بھی دل دیکھے آزما قسمت	
---	--

غزل خلاص

کیسی یاد میں تھی دل کو بقراری رات کل اوسنے دیکھ لیا تھا نقاب اوٹھا کے اہر سحر ملک مرے سینہ پہ سانپ لہرائے نشہ میں چو کر کیا مدعی کو سہمنے آج	مثال ماہی بے آب تھا میں ساری رات چلی تھیں سینہ پہ میرے چھری کٹاری آت صنم نے زلف دو تا اپنی جب سنواری رات مڑہ دکھائیگی ہکو وہ بادہ خواری رات
---	--

کیا ہو وعدہ وصل اوسنے آج ای خلاص
خدا کرے ہو مبارک تھیں بھاری رات

ولہ

دے بہت خوب یا خدا قسمت دست قدرت سے اپنے امی لقا دل ہو مدت سے بتلائے قربا ہوں مریض نظارہ جانان ہو مجھے خار خار سیر چین کہنچی ہو دوست اور کہنچی دشمن	کس سے لگون میں تجھے قسمت گہڑی بن جائے وہ بنا قسمت اب تو اوس سے مجھے ملا قسمت کہنچی دیدار تو دکھا قسمت جب سے وہ گل ہوا جہا قسمت ہی عجب تیرا ماجرا قسمت
---	--

کیون نہ ہو شاد شاد یہ خلاص
مہربان ہو جو ملے قسمت

غزل عیش

جو نور رخ سے شب قدر ہو بھاری رات اوٹھوں بکھر ہی ہو زلف جو سنواری رات	تو داغ دل کی چمک سے ہر دن ہار رات ایسے میں وصل کی صدف سب سد ہار رات
---	--

ہمیں بلائیں وہ جس روز یاد جس شب آئیں	عزیز ہو ہی دن اور وہی ہی پیاری رات
بنیہ یا تھا محفل میں متل کا سامان	چمکتی شمع کی ہر لو میں تھی کٹاری رات
شب فراق کا چھڑو نہ ذکر رنج مدوہ	جو ہم پہ گزری اویسی طرح سے گزاری رات
لگا رہے ہو جو تحریر سہ پر کا جل	ستم ہی کرتے ہو آنکھوں میں تم بچھاری رات

لیا ہوا تڑہ کا کام ہر مشرہ سے ہنسنے عیش
جب اونکے ہجر میں آنکھوں میں کاٹی ساری آ

ولہ

اوس کا دیگا بدل خدا قسمت	چاہیگی میرا اگر بڑا قسمت
آتے آتے پھرے وہ کتر کے	کیا چلی چال رہنا قسمت
ایسی میری مزاجدان ہی تو	تھا جو بھیاں دلیں کہ قسمت
شکر ہی بھر گئی دعا سے مری	ورنہ لے آئی تھی بلا قسمت
فضل خالق سے ہم نہیں پاؤں	کیون کہیں بار بار قسمت
خوب لیتا خبز بجائے مزاج	غیر آتا میں پوچھتا قسمت
آپ اچھے ہیں خوش نصیب بھی ہیں	میں ہوں کیا اور میری قسمت

عیش جانے خدا ہی اسکو کہیاں
ہی ہر اک کی جہد اجد قسمت

غزل عاشق

رہی خموشی قیامت کی ہکو ساری رات	یہ تیرے عشق کی کی ہنسنے رازداری رات
تمام دن مجھے رونے سے کام رہتا ہی	لہتا رہے ہجر میں تارے گئے ہیں ساری رات

ہو شب کو وصل صنم دن کو سیر باغ ہمیں	عجب بہار کے دن میں غریب پیاری رات
بجائے دید فراق صنم میرے	یہ روز دھڑکے کچھ کم نہیں ہماری رات

و فوراً بے عاشق بھی یا ترک ہنچا
یہ میرے اشک ہوئے چشم تر سے جاری

ولہ

کیا کہیں ہو برا بھلا قسمت	مر چلے ہجر میں ہی یا قسمت
سراوٹھایا ہی یاد جاناں میں	اب تو ہو جا تو رہ نہا قسمت
ٹھوکر و نئے جو شکرستہ ہوا	یہی لائی تھی کیا لکھا قسمت
رات دن سر کو میں چکلتا ہوں	ہو گئی ایسی جیسا قسمت
دیکھو دنیا اسی کو کہتے ہیں	یاں ہی سب کی جدا جدا قسمت
ہوں کلیسا میں گاہ کہہ میں	رہنے دیگی نہ ایک قسمت
یا رچیں رچیں ہوا ہے	اندون ٹھکڑا ہوا قسمت

مہربان بھر ہوے وہ ای عاشق
دیکھئے اب دکھائے کیا قسمت

غزل حافظ

نہ آیا وصل میں بھی چین ہکو ساری رات	کہ فکر صبح کی چلتی رہی گساری رات
جو یاد آگئی محب کو صنم تمھاری رات	گلی پلک سے پلک بھی نہیں ہماری رات
اگیا ہجر نے خنجر تھا مجھ پر کاری رات	کہ خون ہر بن مو سے تھا میرے جاری رات
نہ میری منزل دل میں تھے تم نہ گھر اپنے	کہو تو کس جس گاہ پھر تھنے کل گزاری رات

شب وصال میں میں خوش شب فریق میری	یہ کیسے شب مری اچھی نہی یا تمہاری رات
تڑپ شرر میں ہی ایسی نہ برق ز برق میں	عجب ہی صدر نہ فرقت سے بقیاری رات
ہزار شک کہ وہ سنگدل ہوا کچھ موم	زیادہ دیکھی مری جب کہ آہ و زاری رات
بڑا ہی عامل کامل ہی یہ تو پیر مغان	پری یہ شیشہ میں کس رنگ سے اوار رات
اسیر دام بلا کر دیا دل عاشق	جو اپنی زلف پر زیادہ دنے سنواری رات

تمہارا قرعہ تقدیر ہی بڑا حافظ
کہ شرط وصل کی پہلی ہی بازی ماری

اولہ

اڈ ہو ٹڈ لاؤن کہانے جنت	نہیں ملتا تڑپا قسمت
کچھ نہ تدبیر پر بھروسہ کر	پورا کر دی مدعا قسمت
خود ہی مل جائیگا در مقصود	ہو گی جب سیری رہنا قسمت
اوسکو تکمیل مجھے پریشانی	یہی قسام نے کیا قسمت
وہ رہن شادا اور میں مگین	اپنی اپنی جدا جدا قسمت
کوچہ گردی سے کچھ حصول نہیں	ایکجا بیٹھ آ زما قسمت
کام بن بن کے سب بگڑتے ہیں	ایسی ہرگز ندے خدا قسمت
نالہ لب تک بھی آنکھیں سکتا	ہو نہ سیری سی ما ر قسمت
اپنی تسکین دل کو کہتے ہیں	تیرا خالق کرے بھلا قسمت
آب و دانہ کا اک بسانہ ہی	لیے پھرتی ہو جا بجا قسمت
کچھ تو گزر گی جبین سے حافظ	اوس دلا رام سے ملا قسمت

عزل عسکری

عجب تھی پیرنجان سیکدہ کی پیاری رات	کہ محاسب نے اوسی بزم میں گزار دی رات
خیال زلف میں لٹام سے کیوں اوجھے	ہوا ہی کرتی ہی بیجا رہے تو بھاری رات
پتا تو وصل کا دن میں بھی اب نہیں ملتا	کہ ایک زلف ہی کا فرنے ہی سہواری رات
رہا جو دوش بدوش اوسکے میں تصور میں	تو کیا ہی عیش سے گزری ہی میری رات
وہ وعدہ کر کے نہ آیا یہ نظم تو دیکھو	کہ تا سحر رہی ظالم کی انتظار ہی رات
تم آگے جو سحر کو تو دم گیا کچھ ٹھیر	بنیغیر آپ کے تھی یاں نفس شماری رات
سحر کو غصے گلا گھٹ کے خون چشم بہا	گلے میں تھا جو کوئی پنجہ نگاری رات
اتنی کیونکہ کٹے گی یہ میری عمر روان	جو دن کو سوز درون ہی تو بھاری رات

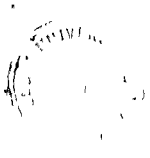
یہ دن تو عسکری کا ہے ہی شغل میں مگر

بتاؤ کس طرح کشتی ہو وان بھاری رات

ولہ

شاہ ہو کہ سب اگد قسمت	تخت کی جا ہو بوری قسمت
نہ گلے کا ہمارے مار ہوا	خون کرے پنجہ خفا قسمت
جوش پر ہو جوا شک طوفان خیز	کچھ دکھاو گی ماجہ قسمت
زلف بچان میں تو پھنسا یا ہی	بیچ لائی ہو بر ملا قسمت

سرگین چشم عسکری تھی غضب
کہنے پانی نہ نہ عسا قسمت



ردیف شامثلثہ

غزل نمود

<p>یون عدو کا ہو مرے نالہ شکیہ عیث سخت جان ہوں نہیں ہونیکا مرا کام تمام دل کو رہتا ہی تری زلف مسلسل کا خیال ہوں میں وہ تہمت مجھے چاہیے آب کوثر قابل روح سے لندہ لڑوائے گا ہو مقدر کا لکھا عقدہ مالا یخسل</p>	<p>پھینکے جی طرح کوئی سوے فلک تیر عیث کھینچتے ہیں وہ مرے قتل کو شمشیر عیث مثل مجھوں ہی بیہ ابستہ زنجیر عیث آشنا دیتے ہیں مج کو قدح شیر عیث اب دم نزع عیادت میں ہی تاخیر عیث بنتے ہیں ہوئے قلم ناخن تدبیر عیث</p>
--	--

جس شہستان میں کوئی نور محب ہو نمود
شمع بیکار ہو اوس بزم میں گلگیر عیث

ولہ

<p>دل ہی یون ہتھار کیا باعث ابر رحمت نہ برساگر پس مرگ ضعف پیری میں گھر خوکا خیال روندتے ہیں وہ خاک بھی پس مرگ ای دل خون شدہ وہ کہہ تو چکے صاف اہل زمین ہیں سب مجھے یا داوس گل کی گر نہیں ہی نمود</p>	<p>چشم ہو چشمہ سا کیا باعث نہیں اوڑتا غبار کیا باعث ہی خزان میں بہا کیا باعث ہی یہ دل میں غبار کیا باعث روز کا انتظان کیا باعث ہی فلک کو غبار کیا باعث ہی چین خار خار کیا باعث</p>
--	--

غزل عاقل

کرتے ہو شق میں کیوں شکوہ تقدیر عیث	ہوتی ہی روبرو تقدیر کے تدبیر عیث
ہی نہ کاکل کی اسیری سے رائی ممکن	کھینچتا کیوں ہو دلانا لہ شبگیر عیث
شکوہ جو روجھا کو نہ بڑھا اسی نادان	کیوں گھٹاتا ہی دلا آپ سے توقیر عیث
کردیے زیر زمین تو نے ہزاروں عاشق	کینہ سینہ میں ترے ہی فلک پر عیث

نقشہ دل میں ہی کھینچا یار کا اپنے عاقل
جا کے ہزار دے کچھ جواتے ہو تصویر عیث

ولہ

چشم ہوا شکیا کیا باعث	دل ہی یوں بے قرار کیا باعث
کیا ستا گلوں کو گلوں گھپین ہے	نالہ زن ہی ہزار کیا باعث
ہوں میں کس شمع رو کا دیو	ہیں پتنگے نثار کیا باعث
کون ابرو کمان ہی تیرے لیے	ہو گیا دل شکار کیا باعث
جان و دل ہمتو کر چکے ہیں فدا	پھر بھی تکیو ہی عار کیا باعث
باغ میں یاد کا متہ آیا	ہو گیا سہوار کیا باعث

چشم ز گس جو واہی عاقل
ککا ہی منتظر کیا باعث

غزل عزیز

کھینچے کشتہ ابرو پہ ہوشمشیر عیث	قید یے زلف کو دکھلاتے ہو زنجیر عیث
شائق تیغ نگہ آئے ہیں لاکھوں آہو	عادم صید ہوئے تم ہی پنجیر عیث

ہم سے برہم ہی تری زلف گرہ گیر عیث	پیچ و تاب دل بیمار کا باعث یہ ہے
پاؤں پڑتی ہی مرے قید میں زنجیر عیث	سر سے جاو گیا کوئی زلف صنم کا سودا
بے نفس کہینے ہی مانی مری تصویر عیث	فصل گل ہی ابھی ہاتھوں سے اوڑھی صیبا
اب لگاؤ نہیں شمشیر شمشیر عیث	بیل تیغ نگہ پر نہ چڑھاؤ ابرو و ہڈ
بکھیتا ہوں اونھیں تحریر یہ پتھر عیث	وہ تو لکھتے ہی نہیں ایک بھی نامہ کا جوا

کیون نہوں گ بسر غم سے شبے روز غمیز
ہم سے رہتا ہی خفا وہ بت بے پر عیث

ولہ

آئینہ میں غبار کیا باعث	صاف دل ہو نہ یار کیا باعث
نہیں اوڑتا غبار کیا باعث	پھر گیا شہسوار کیا باعث
چھہ گیا دل میں خار کیا باعث	کسی شکران ہی ہم سے برگشتہ
سر ہی گردن پہ بار کیا باعث	تیغ ابرو کا وار ہو گا مگر
گل ہی بیل کو خار کیا باعث	آگیا ہی وہ گلزار کہیں
گفتگو پیچ دار کیا باعث	بکھرے کیوں آپ زلف کی صورت
روتی ہی زار زار کیا باعث	کوئی مہروش پہ ای شبنم
تکتے ہو بار بار کیا باعث	آنکھ آہو کی کیا نالو گے
زلف ہوتا رتا کیا باعث	کشور دل پہ کے لام بند ہا
چشم ہی سو گوار کیا باعث	سرمین کر کے کس کو قتل کیا
لالہ ہی داعن دار کیا باعث	لب زنگین پہ دیکھی کسی مہسی

یاد کس بے وفا کی آئی غمیز
ہو گئے اشکبار کیا باعث

غزل متیز

پھر ہوئی عشق کی دل پر مرے تاثیر عبث
نیچے نیم نگا ہی کے نہیں تیغ سے کم
اکو کنار میں عاشق ہوں تری شرگان کا
خواب میں کب نظر آتا ہی وہ رشک سیون
جان بلب ہوں تو زبانی یہی قاصد کیوں
ہنجو دی زلف کے سودے میں ہوئی ہو مجھ کو
پھر اوٹھائیگا یہ صدمہ دل و گیر عبث
لا لے مقتل میں مجھے وہ تہ شمشیر عبث
کب بچاتا ہی مرے دل کو ترا تیر عبث
پھر تار ہوں مثل زلیخا پے تعمیر عبث
آپ کرتے ہیں عیادت یہی تقریر عبث
ایسے دیوانے کو پہناتے ہیں زنجیر عبث

صورت بھل تصویر تو حیران ہی متیز
کھینچی اوس گل کی ہی ہزار نے تصویر عبث

ولہ

گلشن تن ہر خار کیا باعث
تیغ قاتل اگر عروس نہیں
خانہ دل میں یہ تہسبس ہے
جذبہ شوق سے دل نادان
کسی قاتل کی تیغ ابرو سے
دل وحشی اگر نہیں آہو ہٹ
دیدہ و دل کو رات دن اوسکا
نہیں آتی ہر کیا باعث
مثل زربون نثار کیا باعث
نہیں ملتا ہی یار کیا باعث
پھر تار ہی بتیسرا کیا باعث
ہی میرا دل نگا کیا باعث
کرتے ہیں وہ شکار کیا باعث
رہتا ہی انتظا کیا باعث

<p>آتا ہو تجھ کو پیار کیا باعث اب تک ہو خار کیا باعث اب ہمارا مزار کیا باعث</p>	<p>اوس دل آزار پر دلا ہر دم چشم میگون کو خواب میں کھیا مورد رحمت الہی ہے</p>
<p>کاہش غم بھی تو نہیں ہی مٹیں جسم ہی مثل خار کیا باعث</p>	
<p>غزل خلاص</p>	
<p>جگہ کافی ہی مرے قتل کو شمشیر عبث نیم بل ہی رہا یہ ترا پنجیر عبث کہ ہدف سے کوئی گزرا نہ ترا ہیر عبث جھکویت نہیں اس سے وہ پہلے عیث کیسیا ہو اوسے اور نسخہ اکسیر عبث</p>	<p>زلف کافی ہی مری قید کو زنجیر عبث مار کر تیر نظر پھیر لیا منہ صیا د سرہ آلودہ وہ آنکھیں ہیں تری او ظالم حضرت عشق کو مرشد ہی سمجھتا ہوں دلا تو کرے لطف کی جسیر نظر ای بندہ نواز</p>
<p>خاکسار و نئے ہو اخلاص ترا عالمگیر تیری تعظیم بحسب اہی مری تو قیر عبث</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>کیون مرے عکسار کیا باعث کھو دیا اعتبار کیا باعث مجھے اے گلزار کیا باعث دیکھے دل کو خار کیا باعث سیرے پروردگار کیا باعث</p>	<p>مجھے کیون ہو فرار کیا باعث اپنی باتوں سے تو نے آپ اسی بار بیوفا ہو کے منہ کو پھیر لیا آئی پہلو میں میرے صورت گل اوسکی صورت نظر نہیں آتی</p>

مکھو حیرت ہو اور وہ تکتا ہی	ہوں میں آئینہ وار کیا باعث
کھو دیا عاشقی میں حضرت دل	تمنے اپنا وقار کیا باعث
ای صبا جا کے تو ہی سمجھا لا	مجھے روٹھا ہی پا کیا باعث

تیرا اخلاص تو ہی عالمگیر	ہیں عدد دوستدار کیا باعث
--------------------------	--------------------------

غزل عیش

لائی ہستی میں عدم سے ہمیں تقدیر عیش	طفل سے ہو کے جوان اب ہو سے ہم عیش
کیا یسر نہ تھا اشکو کے گہر کا مرے ہار	پہنے آئے ہو جو تم سو نیکی زنجیر عیش
چہن جبیں ہو کے نہ ابرو سے ملاؤ ابرو	کیوں لڑاتے ہو شمشیر سے شمشیر عیش
ہو گی ان تیغ برہنہ کا زبان پر مجکو	آپ ہیودہ جو کرتے ہو یہ تقریر عیش
ہو جو خوشنودی حق مد نظر اسلئے ہی	آگے تدبیر کے میری مری تقدیر عیش

عیش اس میں نظر آتی ہی ہمیں شان خدا	صفحہ د ہر پہ کب ہی تری تصویر عیش
------------------------------------	----------------------------------

غزل عاشق

چشم جادو میں ہی یہ سرمہ کی تحریر عیش	دل مسحور کو بھی کرتے ہو تسخیر عیش
بہل تیغ تبسم ہوں بھلا ای قاتل پہ	کب کشیدہ ہی ترے ابرو کی شمشیر عیش
بستہ کا کل پہچان ہوں بہت مدت سے	مجکو پہناتا ہی حداد یہ زنجیر عیش
جذبہ شوق شہادت سے بہت ہوں بیتا	قتل کرتے میں مرے کرتے ہونا خیر عیش
دام کیو میں مقید ہیں ہزاروں بیل	طاہر دل کے پھنسانے کی ہر تدبیر عیش

لب پہ دم آگے سپدن نیکل جاویگا بتلا اوس پہ نہ ہو جائے کوئی راز شناس کی جبین سائی تو وہاں روزن در بندہ بستہ کا کل چپان پہ ترحم کیجئے آجکل دیکھو تو آثار قیامت کی بنا جا کے اوس ترک کی فتراک سے لٹکا ہوتا	بوسہ دینے میں کیا کرتے ہوتا خیر عیث لئے پھرتا ہی دلا یار کی تصویر عیث آگے تقدیر کے ہی رخنہ تدبیر عیث کھولتے آپ ہین اب زلف گر گہیر عیث منعمون کرتے ہو اب دہریں تعمیر عیث اب تڑپتا ہی پڑا ہی دل نخب عیث
---	--

ہو فقط خنجر ابرو کا اشارہ کافی
قتل عاشق کی کیا کرتے ہو تدبیر عیث

ولہ

نہیں ملتا وہ یار کیا باعث نشہ سے یار کو تو نفرت ہی تیغ ابرو نہیں ہگر او کی گر نہیں ہو وہ یار عکس فکں خون روتی ہی دم بد قلم تل	دکو ہی اضطراب کیا باعث چشم ہی چرمن کیا باعث ہی مراد لنگار کیا باعث دل ہی آئینہ وار کیا باعث نگہ انتظار کیا باعث
---	---

روے شاید وہ خاک عاشق پر
نہیں اوڑتا غبار کیا باعث

غزل حافظ

ہونہ تقدیر جو یا ورتو ہی تدبیر عیث تھا فقط جنبش مژگان سے مراد غزل	نقش و تقوید عیث عامل تسخیر عیث تو نے سینہ کو بنایا ہدف تیر عیث
--	---

<p>اوسنے بھیجا ہی نہ بھیجیگا جواب نامہ جب کوئی عرض میں کرتا ہوں تو کتنی ہین کہیںچنے میں ہی اگر ناز کے عاجز نقاش جسکے نزدیک نہیں آپ کا کچھ عرو و وفا جایگا سر سے نہ سودا کبھی اون زلفو مکا جستجو چاہیئے خاک تدم جانان کی تادم مرگ نہ باز آؤنگا میں الفت سے آج کا کام نہیں چاہیئے کل پر رکھنا</p>	<p>کیون کریں اوس بت بے پیر کو تحریر عیث آپ ہم سے نہ کیا کچھ لقت سریر عیث تو نہ کچھ اٹینگے ہم یار کی تصویر عیث اوسکی کیون کرتے ہو تم غرت و تو عیث چارہ گر پاؤں میں نہ پھناتا ہی زخمیر عیث ای مہوس تجھے ہی خواہش اکسیر عیث آپ دلواتے ہیں اغیار سے تعزیر عیث وعدہ وصل میں تم کرتے ہو تاخیر عیث</p>
---	---

صحف رخ سے کرو چشم بصیرت روشن
حافظا پڑھتے ہو دلائل کی تفسیر عیث

ولہ

<p>اور غیر و نئے سپا کیا باعث اتک آیا نہ یا کیا باعث چشم ہی اشکبار کیا باعث استقدر بے قرار کیا باعث یہ دل داعن دار کیا باعث پہرین سارا کیا باعث</p>	<p>سچ تو کہ مجھ سے عار کیا باعث قاصدا جلد جا خبر تو لا ۴۴ خشک لب پہرہ زرد آہ ہی سرد کسی ہی یاد تو جو رہتا ہی ۵ بن گیا غیرت پر طاؤس کر دیا پنجہ جنون نے آج</p>
---	---

رام اک بت کا ہو گیا حافظ
مسا پر ہیز گا کیا باعث

غزل عسکری

ناز ہی سنگ دلی پر بت بے پر عبث
ہوا اثر گانکے خدنگو نے تو سینہ غزال
جایگی نالہ کی میرے نہیں تاثیر عبث
آپ آراستہ کرتے ہو تیرے عبث
خون عالم کا غضب و ستم ابرو سے ہوا
انہیں قاتل یہ تراجو ہر شمشیر عبث
دل سودا زدہ کیون زلف کو چھڑاؤ کی
کہیں ہوتا ہی بھلا خانہ زنجیر عبث

عسکری روز فروز جن خدا داد ہوا
آپ حیرت سے بنے دیدہ تصویر عبث

ولہ

ہو خفا مجھے یار کیا باعث
آہ سوز ان نے کسی بھوکا ہی
ایمرے راز دار کیا باعث
دل سے نکلے شہر کیا باعث
گر وہ گل پیر ہن نہ آیا نظر
جامہ ہوتا رتا کیا باعث
کسی مژگان ہوی غل انداز
دل میں ہو خار کیا باعث
ہکوساتی ہونا گوار کیا کیون
بادہ خوش گوار کیا باعث
یاد نے کسی بقیہ رار کیا
نہیں تاب و قرار کیا باعث

عسکری رک گیا ہر قاتل
خنجر آبدار کیا باعث

ردیف چیم تازی

غزل نمود

ساک جوین نہیں او نہیں رہبر کی حجاج
جیسے نہیں ملک کو پیر کی احتیاج

وصف اس پہ حسن کی افشائے مین لکھوں اک شعلہ رو کے عشق میں جلتا ہوں اہن	گر ہوز میں شعر کو اختر کی احتیاج پہلو میں جاے دل ہر سحر کی احتیاج
روضہ پیش تاج مرصع سمرزار ہین سخت روسیہ جو ہین دولت کے ہوشگار	ہر بعد مرگ بھی مجھے افسر کی احتیاج نگ محک کے واسطے ہوز کی احتیاج
ہر بھیجنا جو اس بت بدکیش کو پیام	جاے پایا ہر ہیپس کی احتیاج

کہتی ہو یہ زمین کسی کو چہ کی اسی نمود
ہوں آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج

ولہ

کیا جلوہ نمایان و نہین رشک قرآج بے داغ دیئے مجھے ملاوہ گل ترآج	خورشید قیامت ہی ہر اک داغ جلآج بے پھول گے نخل تنائیں شرآج
باند ماہر تصویر میں جو مضمون کس آج کچھ دیکھی نہ غفاک کے ہاتھوں کی صفائی	ہو مو سے بھی باریک مرآتار نظر آج میں کوچہ قاتل میں گیا سینہ سپر آج
یان خانہ تن ناوک غم سے ہے شبک گل آئینہ رویوں کو دیا چھوڑ وطن میں	کیا اوسنے وہاں بند کیئے روزن آج حیران ہوں جو غربت میں دکھا ماہ صفر آج
ہوتا ہو وفا وعدہ فردائے قیامت	کوئی تو سنا دے یہ مجھے کل کی خبر آج

خط اچھے پر یہ دو کو نمود آپ نے لکھا
نخلین نہ کہیں حامل مکتوب کے پر آج

غزل عاقل

حاجت نہ تخت کی ہو نہ افسر کی احتیاج	دل کو ہی یہ سے عشق پیہر کی احتیاج
-------------------------------------	-----------------------------------

کو چہ میں تیرے سکن عاشق ہوا ہی صنم نامہ ہمارا لیکے صبا جا نیگی ومان نہ مفتون ہوسا دگی پہ پاری نکیون جہان افعی زلفت یار کھلاتے ہین ہاتھ پر دل کیون نہ بجائے گلشن کوئے حبیبین	خانہ بدوش کو نہیں کچھ گھر کی احتیاج قاصد کی فکر ہو نہ کبوتر کی احتیاج روئے قمر کو کب ہوئی زیور کی احتیاج افسون کی قدر ہو نہ ہی منتر کی احتیاج پہل کو کب ہوئی نہ گل تر کی احتیاج
---	---

عاقل نہ ہو سب جانان ہوا نصیب
گو حد سے بڑھ گئی دل مضطر کی احتیاج

ولہ

ٹھہرا ہی میرا قتل جو وان مد نظر آج گیٹری ہوئی چتون ہو خدا خیر تو کیجو طوفان بپا ہونگے یہاں نوح سے لاکھوں ہمراہ تر سے تیرو نکلے دل اوڑ گیا قاتل سر رکھ کے مراد ارپہ قاتل ہیہ پکارا خود جاتا ہوا وڑتا ہوا حیرت ہے جہان کو بار نظر خلق سے چکے ہو خط رہے عفتا کی صفت ہو گئے قرطاس و قلم گم برسات ہی پرساتھ نہیں جس سے لے آکھ	قاتل میں خدا کرتا ہوں خود کاٹ کے گرن بے طور نظر آتی ہی قاتل کی نظر آج آیا ہی مرا جو شمع جو دیدہ تر آج مرغ دل بے پر کے لگے خوب ہی پر آج لایا شجر خشک ہی الفت کا مشر آج قدرت کے لگے ہین مرے مکتوبین پر آج اللہ ہی بچائے تو بچے او کی کس آج تحریر لگا کرنے جو مضمون کس آج بی طرح لگا تا ہی جھڑی دیدہ تر آج
--	---

ابرو کے قرین خال قیامت ہوا عاقل
مخشر یہ بپا کرتی ہی شمشیر و سپر آج

غزل عزیز

سودا کے زلف میں نہیں اب سہری احتیاج ہو لعل چھوڑ کر لب دلبر کی احتیاج جوش ہوس بدولت وصل صنم ہوا عزم سفر کیا ہو سوکے کوئے یوفا کہتے ہیں ابرو ان خمیدہ چڑھا کے وہ سارا داغ نکمت گیسو میں ہو بسا یہ جاہلیگی اوڑا او سے بے پروا کے شوق چیتک کے داغ تار و نسے عارض کیم نہیں کر کے شہید جلد سبکہ و شش کیجیے	ابر و ہلا دو کچھ نہیں خنجر کی احتیاج دندانہ دانت ہی نہیں گوہر کی احتیاج بڑھتی ہو مال و زر سے تو نگر کی احتیاج برائے یا خدا دل مضطر کی احتیاج ہکو نہیں ہو تیغ دو پیکر کی احتیاج حاجت نہ شک کی ہو نہ عنبر کی احتیاج نامہ کو میر سے ہو نہ کبوتر کی احتیاج ہو کب سپہ حسن کو اختر کی احتیاج بارگراں ہو تن کو نہیں سہری احتیاج
--	--

ہم ست یام دیدہ مخمور ہیں عزیز
مینا سے ہی غرض نہیں ساغر کی احتیاج

ولہ

اوس مہرنے دی زلف ہٹانے سے اگر آج آنکھوں میں پلٹ جاتے ہیں اگر مرے گھر سے منطور ہو داغ دل عاشق سے گھٹانا دل لیکے چلا تافہ حسرت و ارامان اللہ ری خوشی آپکو میں بھول گیا ہوں نکلا ہی پڑے ہو نہیں دم لیتا ہو خنجر	بولین گے سر شام ہی مرغان سحر آج کس مردم بد بین کی لگی او کو نظر آج آئے وہ لکے ہاتھ میں طاؤس کی پر آج کس دہوم سے ہوتا ہی مسافر کا سفر آج مدت میں ہوا کو چہ جانان میں گذر آج کس مرگ رسیدہ پہ بندھی او کی کمر آج
---	--

کھولے ہوئے زلفیں وہ کہیں آئے سر با کے اثر ہجر سے ہیں تفسر قد پر داز کیا چھوڑینگے بے قتل کیے یہ مجھے قاتل سودائے محبت کا خریدار تو ہو لے	پھندوں میں پھنسا جا کے مرام غ نظر آج سرا ج بدن آج یہ دل آج جگر آج تل آج مڑہ آج ادا آج نظر آج میں پتیا ہوں ایک ادھر تری سرا ج
--	---

تا بزم صنم ہو جو عزیز اپنی رسائی
سمجھوں کہ ہوا آہ رسا میں بھی اثر آج

غزل نمبر

ہو شعلہ رو کے عشق میں مجھ کی احتیاج سینہ پہ ہوں میں نہیں قاتل کے سامنے کرتے ہو قتل لاکھوں کو ابرو کی تیغ سے موئے مڑہ کی نوک خلش دل میں کر گئی آئین جو خوشخرامی سے اہم وہ بزم میں ساتی شراب خواروں میں کر دی تو خمر	سوز درون سے ہو گئی آہنگ کی احتیاج خود و سپر زرہ کی نہ بکست کر کی احتیاج شمشیر سے غرض ہو نہ خنجر کی احتیاج پھر ہو خدنگ یا رکو کیا پر کی احتیاج تاشتر ہو کسی نہ محشر کی احتیاج مدت سے ہی مجھے موی آہر کی احتیاج
---	--

دکھلائیں اونکار و سے عرق ناک ہر تیز
بلبل کو ہی چین میں گل تر کی احتیاج

ولہ

ایام نحوست کے گئے میرے گزر آج عاشق کو ہی اب جان کے جانیکا خطر آج دکھلایا تری زلف پریشان نے اثر آج	مدت میں بخومی نظر آیا وہ سرا ج پھینکے ہی وہ پیہم جواد صریر نظر آج اس نفست کے سود میں ہوا ہکو ضرر آج
---	---

کیون خیر تو ہوا تھے ہیں جو آپ ادھر آج کیا حسن ہمارا ہو کہ ہیں محو شام وہن سے لگا تیرے مرا خون شہادت کیا حال ہوا تیرا دلا سوز درون تھا حال دگر گون ترے بیمار کا لیکن	کیا قصد ہو جاتے ہیں کہاں لہر کہ صبح کھل حور و ملک دیو و پری جن و بشر آج ہرگز تو مرے قتل سے قاتل نہ مگر آج باہر نفس سردین آتے ہیں شر آج پوچھی بھی نہ قاصد نے ترے میری خبر آج
---	---

دیکھیے کہ قیامت ہیں تیرے آپ کے نالے
پر آپ دکھائیں مجھے آہوں کا اثر آج

غزل خلاص

رخ سے غرض نہ زلف معنبر کی احتیاج بر لا کر یم بے کس و بے پر کی احتیاج جنت کی آرزو نہ غلمان و حور کی پیر مغان سے بادہ گلگون نہ لیجیو ہوا نو کہ شہ سے لیجیو فصاحت و فصاحت کھڑے جگر ہو اور گریبان ہو تار تار لکھا ہوا ہو کاتب قدرت کا ہاتھ پر آرام سے زمین پہ نقش قدم کی طرح	سنبھل کی آرزو نہ گل تر کی احتیاج مچکو تو تجھ سوا نہ کسی در کی احتیاج گر ہو تو اپنے نور پیہر کی احتیاج اسی دل اگر ہو ساقی کو شر کی احتیاج رکھنا نہیں جنون مرا شر کی احتیاج کیا جانے کوئی اس دل مضطر کی احتیاج دیکھو اسے نہیں کسی دفتر کی احتیاج تکلیف کی احتیاج نہ بستر کی احتیاج
---	---

اخلاص اب سخن کے بہت کم ہیں قدردان
ہوتی ہو قدردان کو سخنور کی احتیاج

وہ قتل پہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں کمر آج	میں شوق سے قدموں پہ رکھے دیتا ہوں آج
وہ یوسف ثانی مرے گھر آئے پھر حیف	اور مجھ کو رقیبوں نے یہ دی کل کی خبر آج
کس شوخ کے شب تیر نظر دلیں چھپے ہیں	کروٹ نہیں لینے دی مجھے تابہ سحر آج
ایو باد صبا کیسوی کوئی دم کا ہو مہمان ہوا	کوچہ سے جو دلدار کے ہوتیرا گذر آج
اس عالم فانی میں تغافل نہیں لازم	کچھ سوچ سمجھ کل کے لئے نفع و ضرر آج

اخلاص غنیمت ہے کہ ہر چشم یہ اپنے
دو چار جو بیٹھے ہوئے آتے ہیں نظر آج

غزل عیش

ای تیغ زن ہو اسلئے پھر سر کی احتیاج	ہی بعد قتل جو تری ٹھوکر کی احتیاج
کب ہی ہجر تجھ بت کافر کی احتیاج	سودا نہیں مجھے جو ہو پتھر کی احتیاج
قانع وہ ہوں میں دانہ شبنم ہو در مجھے	سنگم نہیں ہی کچھ ترے گوہر کی احتیاج
گہڑی نہ آپ مجھے پر زاد سسکے نام	کب یہ کہا کہ ہو کوئی دلسر کی احتیاج
خلوت ہوا ونسے ایسی جگہ تانہ اگر کوئی	حیران ہوں ہی جو خانہ بے در کی احتیاج
ایسا نہیں ہو کوئی دلائے ہماری یاد	سنستے ہیں وان ہی بندہ بے زر کی احتیاج

ہو وے نہ زہرائی گیسو کا جواثر
انہی عیش کچھ کھا کہ ہر شتر کی احتیاج

ولہ

گھر سے وہ پھر سے میرے تو پھر نے لگا کر آج	کچھ ایسے گئے دیکھے ہیں در دگر آج
حیران ہوں میں اوس خیمہ صفائی عجیب کی	جہتی نہیں جا با کے پھسلتی ہی نظر آج

<p>طاہر ہو شب وصل کی ہرگز نہ سحر آج آنسو مرے بن بن کے نکلتے ہیں شر آج لگ جائے تھیں دیکھو تمھاری نہ نظر آج یوں کہیںچدے گراؤنکی تو تصویر مگر آج سہرا خم گردن یہاں وان اونکی مگر آج</p>	<p>ہو مجھ کو یقین یہ کہ اگر سحر میں کر دوں بھڑکانی ہو دل میں قہش ہجر نے وہ آگ ہنس ہنس کے نہ آئینہ میں تم حسن کو دیکھو مانی تھے جب ماین نہوں سرق سر مو انگشت نامثل مہ نو کے ہیں و لون</p>
--	--

اڑتے ہوے اسی عیش نگاہوں کے جو تیرے
اوس شیم کی گردش سے کھلے اونکے ہیں پر آج

غزل عاشق

<p>سکن کا ہی خیال کچھ گھر کی احتیاج کشتہ ہوں آجکل ہی مجھے زر کی احتیاج خواہش ہی باغ کی نہ گل تر کی احتیاج ہوں آسمان ہی مجھے اختر کی احتیاج حاجت ہی باز کی نہ کبوتر کی احتیاج کشتی کو اپنی کب ہی سمندر کی احتیاج اوس بحر حسن تک نہیں رہبر کی احتیاج کاغذ کی ہی ضرور نہ مسطر کی احتیاج فضا دمجھ کو کچھ نہیں نشتر کی احتیاج کیونکہ نہ ہووے مجھ کو ہمیر کی احتیاج</p>	<p>خانہ بدوش ہوں یہی دلبر کی احتیاج اک سمیتن کے عشق میں سیما ہوں پیش نظر مری چمن حسن یا رہے افشان کو اوکی دیکھ کے آئینہ بول اٹھا نظر و نسے تیری طائر دل ہو چکا شکار دریائے اشک لہن ہوں ذرات موج بن پہنچا یگا بہا کے مرا مجھ کو سیل اشک تصویر یا رخ و ورق دل پہ ثبت ہے نودا ہی دین جنبش مرگان یار کا ادنی سا اک غلام ہی اوس روح پاک کا</p>
---	---

عاشق کلام اپنا تو خود سن گیش بن
معجز بیاگو کب ہی سخنور کی احتیاج

ولہ

جان دیتے ہیں قہر میں ہی اوگل ترک ہو چل کی شب تھوڑی سی ہوگی نہ سحر آج دل چیر کے پہلو سے وہ کب لیکیا قاتل سو دے میں تری زلف کے ای بویٹانی دخمی تجھے کل کر کے قاتل جو گیا تھا	اس گلشن ہستی سے ہی بلبل کا سفر آج زلف کو ذرا کھول دے ایجان اگر آج رہ رہ کے ستا تا ہی مجھے درد جگر آج بازار میں ہم بیچتے ہیں اپنا ہی سر آج پھر دیکھنے آیا ہی دلا حزن ہم جگر آج
--	---

عاشق کے تو ہی نام سے اوس شمع کو نفرت
محفل میں نہ پروانہ کا ہو جائے گذر آج

عزل حافظ

الما س کی نہ در کی نہ گوہر کی احتیاج جسکو بھٹا راسا یہ دولت پسند ہی رونق فرا جو بام پہ ہوں آپے قہر شام دخمی جو ہو گیا تیری ترچھی نگاہ سے تیری نگاہ دست کا طالب ہوں ساقیا دو تین دن سے دیتی ہو تکلیف ہر طرح ہو دل میں جسکے عشق آہی کا اشتیاق سرشار جو ہیں نشہ وحدت سے ساقیا	ہو خاک آستانہ دلبر کی احتیاج اوسکو نہیں ہی تاج سکندر کی احتیاج عالم کو پھر نہ ہو سر الفور کی احتیاج اوسکو نہ تیغ کی ہو نہ خنجر کی احتیاج مجھکو نہیں ہی بادہ و ساغر کی احتیاج شاید رگ جنون کو ہو شتر کی احتیاج نے مال و جاہ کی نہ اوسے زر کی احتیاج ہرگز نہیں اونھیں مڑا حمر کی احتیاج
---	--

یہ جا بھی صبا مرے نامہ کو حافظا
مجھکو نہیں ہی پیک و کبوتر کی احتیاج

ولہ

عشاق کی آتی نہیں کچھ خیر نظر آج منہ سے مرے ہر خطہ نکلتے ہیں شر آج تتنا مجھے تم چھوڑ کے جاتے ہو کہ ہر آج ناممکن نظر ہو گئی لاریب کس آج جلد سیبہ جدا کر دو مرے دوش سے سر آج دل کو نہیں میری نہ مجھے دل کی خبر آج آتش سے بھرا ہی ترایا قوت جگر آج کر جائینگے ہم عالم فانی سے سفر آج ہی صورتیں بانگ تری مرغ سحر آج وہ راحت جان خود بخود آیا مرے گھر آج ہم شوق سے ہو جائینگے غودینہ سپر آج	شمشیر دو دم کرتے ہیں ہر زب کمر آج مجسوس ہوا نالہ سوزان کا اثر آج رہنا نہیں منظور تو کاٹو مرا سر آج موجود ہی لیکن نہیں آتی ہر لطف آج ای جان جان کچھ نکر و خون و خطر آج جانیسے دلارام کے آئی یہ قیامت سینہ سے لگا کر مجھے وہ مشوخیہ بولا آنا ہی تو آجاؤ ورنہ کوئی دم میں ہیما شب وصل ہوئی صبح قیامت احسان خدا طالع خفہ ہوا بیدار تیغ نگہ ناز سے حملہ تو کریں وہ
---	---

سیب ذوق و پستہ لب کے دیئے ہوئے
حافظ کو ملا نخل محبت کا مشر آج

غزل عسکری

ہوتی نہیں ہر ماہ کو اختہ کی احتیاج جان باز کو نہیں ہر ترے سر کی احتیاج کب مرغ دل کو ہر مرے شہر کی احتیاج ہوتی ہی خبر و کو نہ زیور کی احتیاج	اوس رشک مہر کو نہیں گوہر کی احتیاج ابر و کی تیغ کا ہی کوئی ہاتھ صاف ہو آندھی بھی اوسکی تیزی پر داز سے ہو گز گہڑے بھی حال پر تو وہ بنتے ہیں شکل خوب
--	---

<p>کہتا ہو شوق نامہ بریار کر مجھے اس شک کی تو بو ہو خطا و ختن تک قاتل ذرا تو ابروئے پر خم کو دے ہلا عادی جو کر دیا احسان کیا بڑا ہو سیر دیکھنی او خین برق طپیدہ کی ہی چشم چشمہ اپنی تو سینہ بھی دشت ہی</p>	<p>با و صبا کی ہونہ کبوتر کی احتیاج ۛ ہی زخم دل کو زلف منسبر کی احتیاج یعنی گلو کو ہی مرے خنجر کی احتیاج ۛ ہو دل سے کیون نہ ایسے سنگر کی احتیاج پچھ ہوئی ہو اس دل مضطر کی احتیاج ہکو نہ بھر کی ہونہ کچھ بر کی احتیاج</p>
--	--

صدمون نے عسکری کیا تحلیل اور ضعیف
لیکن ہمیں ہی شوخ سمن بر کی احتیاج

ولہ

<p>قاتل نے کری تیج ستم زیب کمر آج آرایش سرمہ جو سرمہ شام ہو ہی مکڑے مرے دل کے جو ہوئے شل کتا خنجر تکو بھی خبر عاشق شہید کی ہو اپنے پستان پہ چلا ہاتھ جو میرا تو کسا یہ طوفان اوٹھائے ہیں رقیبوں نے یہ کیا کیا شرمندہ لب لعل سے ہی لعل میں ہم قربان ہو اطلع بیدار کے اپنے شب کو نئے حسرت زدہ کے گھر میں بھر کی عناقے خیال آپ کا دیکھیں گے دلاہم</p>	<p>معدوم ہی تن پر نظر آ جائیگے سراج شاید کہ ملیگا کوئی منظور نظر آج دیکھا ہو مگر او سنے کوئی رشک قمر آج سنتے ہیں کہ ہو او سکا بہت حال گر آج الفت کا ملا آپ کو بارے یہ ثمر آج بے شہہ ڈبو دینگے مجھے دیدہ تر آج بے آب کیا ہو ترے دندان نے گھر آج دربان کو جو سوتے ہوے پایا سرد آج پڑ مردہ جو تم آئے ہو گھر وقت سحر آج ہاتھ آئے اگر آپ کے مضمون کمر آج</p>
--	---

ہو یاد نے کس شعلہ روش کی ہمیں بھونکا
وہ مہر وہ اشفاق وہ الطاف نہیں ہیں
آہوئے فزون نکلے ہو جودل شکر کی
آتے ہیں ہیں طور ہی کچھ اور نظر آج

بی طور سا ہی عسکری کا حال پریشان
ای جان جہان تھے نہ لی او کی خبر آج

ردیف حارِ حلی

غزل نمود

ہجر جانان تک نکلتی ہو روح
آتے دم رکتے ہیں گروہ راہ میں
چلتے چلتے یاں اٹک جاتی ہو روح
ہوتا ہے جب شمع و یونکا خیال
موم کی صورت گھل جاتی ہو روح
ہو رقابت تن سے اپنے اس قدر
کوئے جانان میں بچل جاتی ہو روح
مرے ہیں اک جان جاکن عشق میں
غم کا بھی جو ہر بیان کھاتی ہو روح
چھپتی ہوتی میں جو میرے قوت نزع
آسمان پر جاتے شرماتی ہو روح

کیا صفا ہے قلب و باطن ہو نمود
آمد و شد میں بھسل جاتی ہو روح

ولہ

عروج میں بھی جو رہتا ہوں خاکسار کی طرح
شرہ پہ دوڑنا طفلانہ کھیل سمجھے ہیں
خطِ حسین نہ لکھا ہو خطِ غبار کی طرح
بزرگ لالہ کھلے داغِ اشک پیری میں
یہ طفل اشک ہیں طفلان فی السوا کی طرح
خزانِ جن میں مرے آئی ہو بہا کی طرح

جنون میں تنگ ہوں جیسے شل اہل سفر بزرگ تیغ کشیدہ جو شاخ گھنٹن ہے ہر اک کی حسرت مردہ ہی دہین فون ہی نشان ایک ہی کافی ہو نامہ بر کو مرے	کہان بہشت میں وسعت ہو کوے یا کر طیح چمن میں سرو ہی بے یار مجھ کو دار کی طیح ہو دشمنوں کا مرے سینہ بھی مزار کی طیح نہیں ہو کوچہ دو عالم میں کوے یا کر طیح
---	---

ہو اوس گلی کا مجھے شوق باز دید نمود
کہ نقش پا ہی جہاں چشم انتظار کی طیح

عزل عاقل

یا دین اوس گل کی گل کھاتی ہو روح روضہ رضوان میں ججاتی ہو روح غنجہ لب کو جب نہیں پاتی ہو روح قاصد اکنا کہ اوس عاشق کی آج دیکھ کر دست خرابہ ترا اوٹھ کے پہلو سے گیا وہ شمع و آخری دم ہو ذرا آدیکھ لے نزع میں بھی ہو تری شتاق دید مرگے ہم یاد میں جس شوخ کی قد بالائے صنم کی یاد میں افعی زلف سیہ کے ہجر میں عاقل شیریں دہن کے عشق میں	بیکی کیا ہکود کھلاتی ہے روح کمت خلد برین لاتی ہو روح شل بیل غم سے چلاتی ہو روح لو سارک ہو تھیں جاتی ہو روح اسی شکر پس پس جاتی ہو روح آتش غم سے جلی جاتی ہو روح چشم میں آکر کے لہراتی ہو روح جاتے جاتے جو ٹھہر جاتی ہو روح اوسکے در پر ٹھوکرین کھاتی ہو روح عیش کے پاپے سے ٹکراتی ہو روح شل بیل پیچ و خم کھاتی ہو روح قصہ فریاد سنو اتی ہو روح
--	--

ولہ		
<p>چمن میں گل ہوئے بلبل کو جس کے کھیلے نہ ہوئے کیون ہمیں شمشاد باغ و کھیلے کچھ اب بری نظر آتی ہو جسم زار کھیلے کھٹکتا ہو دل ہمیں سارا تو غار کھیلے کہ بہرون تک نہیں ملتا میان یا کھیلے</p>		<p>حسین کوئی نہیں یا رگھزار کی طرح فراق قامت بالائے سرو قد سے دلا دو یوں لپٹ کے لگا رہنے تار بستہ بین سوکھایا ہو غم مرگان نے استدر گلہ و گھلا یا عشق کرنے یہاں تک اون کے</p>

ہزار عاقل بلبل ہو زمرہ پیرا
نہ پایگی کبھی تقریر اپنے یا کھیلے

غزل غنیز

<p>بن کے کیون طاؤس چلاتی ہو روح بوتے جنت جسم میں لاتی ہو روح ابر رحمت تن پہ برساتی ہو روح دکھئے کیا گل کھلا جاتی ہو روح تصرتن میں پاؤں پھیلاتی ہو روح ہجر کے صدموں نے گھبراتی ہو روح ہم یہ سمجھے سطر جاتی ہو روح ہم کو حیرت سے نظر آتی ہو روح تیرے سایہ سے لپٹ جاتی ہو روح اشک میں پتیا ہوں غم کھاتی ہو روح</p>	<p>کیا گھٹا زلفون کی دکھ آتی ہو روح کوئے جانان کی ہو اکھاتی ہو روح روتی ہو کیا اب بائید وصال خاک میں بجا یگی تن کی ہمار گور کی تنگی نہیں ہیہات یاد کوئی دن آخر نکل جائیگی یہ چلدیئے پہلو سے اوٹھ کر آپ جب اینہ سے بڑکے ہو و چشم صاف ای ہری از بسکہ ہر جوش جنون کج غزلت میں بفاقت ہی اسے</p>
--	--

<p>بدگمانی سے ہو فرط احتیاط یاد مرگان صنم میں دوستو</p>	<p>نامہ بر کے ساتھ ہو جاتی ہو روح کو بکواب تنکے چنوا تھی ہو روح</p>
<p>جز خدا ہوتا نہیں کوئی عزیز تن سے جسد کم کوچ فرماتی ہو روح</p>	
ولہ	
<p>کہ مہر زرد ہوا گل ہو جس سے خار طح جدا ہو اپنی مگر آہ شعلہ بار کی طرح نپایا گیا مگر اس چشم اشکبار کی طرح چمن میں بستہ ہیں غنچہ دمان یا کی طرح چمن میں دیکھی جو سبزل نے زلف یا کی طرح</p>	<p>کہا نئے لاسے قمر تاب روئے یا کی طرح فلک پہ لاکھ تپان ہو کے برق یون چمکی اُمڈہ اُمڈہ کے جوہر سے ہزار ابر بہار نسیم صبح سے بگڑی ہو آج کیا بلسل بنی نہ ایک بگڑ کر ہزار بل کھائے</p>
<p>عزیز ہو گئی حیران چمن میں کیون گیس کہ چشم وا ہو مری چشم انتظار کی طرح</p>	
غزل متین	
<p>زلف کی مانند بل کھاتی ہو روح جب جاتے ہیں چلی جاتی ہو روح ریشک سے اب تو چلی جاتی ہو روح یون دل نادان کو سمجھاتی ہو روح یاں گہرا آنسو سے برساتی ہو روح وصل میں ہنچو دھوی جاتی ہو روح</p>	<p>پیچ میں کا کل کے جب گتی ہو روح جب ہ آتے ہیں تو آ جاتی ہو روح جانہ بزم غیر میں ای شمع کسکے ہوتے ہیں بستان بیوفا سوج زن ہو او کاوان دریا کی گن بوسہ ہائے چشم مست یا رسے</p>

کیا تمیز اب نزع میں وہ آئیگی
بہر استقبال جو جاتی ہو روح

ولہ

جہان میں کوئی نہیں مجھے ولفگار کی طرح
خفا ہو کسلے صاحبِ تم شکار کی طرح
وہ مجھ سر جو جاتا نہیں سو سے دیا
ہزار شکر کہ قاتل نے سر کو کاٹ لیا
چمن گنفتہ ہو زخون کا لالہ زار کی طرح
نہیں ملیگا کوئی مجھ سے جان نثار کی طرح
جہاں بنتے ہیں چشمان انتظار کی طرح
وگر نہ تھا یہ گر ان مجھ کو ہمار کی طرح

گل و چمن میں مجھے دیکھ کیوں ہوا زرد
میتیز برگ و شجر میں رہیگا خار کی طرح

عشر اخلاص

یار کے آنے سے آجاتی ہو روح
گو شکایت سے نہ لب آگاہ ہوں
افغی گیسو کو اوسکے دیکھ کر
ساکھ جانے کے بھجاتی ہو روح
اونکی بے مہری سے گھبراتی ہو روح
شوق سے کیا تن میں لہراتی ہو روح

اب غم دور سے جی جلنے لگا
کب بھلا اخلاص کو بھاتی ہو روح

ولہ

بنا ہی گونج جاتاں گل انار کی طرح
سما رہی ہو جو اک زلفِ عنبرین کی یاد
نہ ڈالے مار گلے میں کبھی گلونکے وہ شوخ
وفا کی بو نہیں اس میں نہ اعتبار کی طرح
تو بیچ و تاب بھی بل کھار ماہی مار کی طرح
جو دیکھے مجھ دل بیمار دانداری کی طرح

نہیں یہ دوست تو کوئی نہیں ہر دشمن بھی	کہ دل ہی پہلو میں دشمن ہو دوست کی طرح
گرا وہ خاک سے اٹھ کر جو سر بلند ہوا	پسند خاک کو ہی خوب خاکسار کی طرح
پسند خاطر جانان ہیں لیے دیوانے	ذلیل وہ ہیں جو رہتے ہیں ہوشیار کی طرح

ہو اوس اسیر کی خدمت میں باریاب اخلاص
زبان دہن میں جو رکھتا ہو ذوق فقر کی طرح


غزل عیش

خواب میں اوس کو چہ میں جاتی ہر روح	سیرت مجھ کو دکھلاتی ہو روح
بوئے زلف آئی تو میں سمجھا یہی	ناک کے نتھنوں کی راہ آتی ہو روح
وہ سیجا پھونک دیتا ہو جو دم	قالب بیجان میں آجاتی ہو روح
دل نکرنا کہ یوں وقت عذاب	کہتے ہیں کافر کی چلاتی ہو روح
مرتے دم کیا ساتھ دیتا ہو کوئی	تن کو تنہا چھوڑ کر جاتی ہو روح
سچ ہو کہتے ہیں جو مرنے کو وصال	کھوکے اپنی تین بھین پاتی ہو روح
ناک میں دم ہی مرا ہو ٹوٹنے جان	ہجر کے صدمہ سے گھبراتی ہو روح

یہ صفائی یہ لطافت عیش ہی
جسم میں اونکے نظر آتی ہو روح

ولہ

شگفتہ رنج نے کی جان داغدار کی طرح	ہمارے باغ میں آئی خردان بہا کی طرح
حسین جہانکے خجل ہو کے اونسے کٹتے ہیں	قد اونکا باڑہ پہ ہی تیغ آبدار کی طرح
ندامت اوسکی ہی ناوک فتن جو مارا تیر	نکالا پھینک دیا اوسکو مینے خاک کی طرح

تو او کے نشہ میں پانی گئی خمار کی طرح کہوں میں کیا کہہ ہی تجھے ایک میں ہزار کی طرح	دیا جو جامِ خفا ہو کے ہمو ساتی نے چمن میں گل ہو تو مغل میں شمع دیر میں بت
شب فراق میں اوی غیش ہر ستارہ پر گمان ہوا ہی مری چشم انتظار کی طرح	
غزل عاشق	
وصل کا انداز بتلاتی ہو روح جب تو آجاتا ہی آ جاتی ہو روح سو طرح سے دل کو بہلاتی ہو روح دھونڈنے تکو نکل جاتی ہو روح	او کی فرقت میں یہ گھبراتی ہو روح جان جاتی ہو ترے جانے سے یار خواب میں کروصل جانان کا خیال جسم کو بحبان ہمارے چھوڑ کر
یاد میں عاشق لب جان بخش کے آتے آتے لب پہ رہ جاتی ہو روح	
ولہ	
جگر کے داغ ہوے اپنے لالہ زار کی طرح ہر ایک بزم میں ہی مجھ کو شمع دار کی طرح کھڑا ہوں کب سے میں دیکھو گناہگار کی طرح وہ بیخبر ہوں کہ رہتا ہوں ہوشیار کی طرح	پسند ہے ہوا ایک شوخ گلزار کی طرح بغیر یار چین میں ہر ایک گل ہی داغ خطا ہوئی جو تھیں دل دیا سناں کرو وہ باد کش ہوں کہ صوفی ہوں در حقیقت میں
خطا سناں کرو وصل ابو عاشق سے ملیگا تھو نہ پھر مجھ سے جان نثار کی طرح	
غزل حافظ	

دل کو پھر زلفون میں لہراتی ہو روح	سر پہ پھر کالی بلا لاتی ہو روح
ہجر کے صدمے گھبراتی ہو روح	وہ نہ آئے تو ابھی جاتی ہو روح
میرے پاس آئے ہیں جڑے خون	شوق میں اون سے لپٹ جاتی ہو روح
دیکھیے اس پیچ سے چھٹی ہو کب	عشق میں زلفوں کے بل کھاتی ہو روح
صبح محشر کا نہ منہ ہو جائے فوق	چاک سینہ اپنا دکھلاتی ہو روح
یاد میں دست خانی کی ترے	اشک خون اکھونے برساتی ہو روح
لاتا ہوں بھلا کے کوئے یا رے	جا کے وان نہر محل جاتی ہو روح
جلد اپنا کام کر تو ای اجل	زندگی سے سیری گھبراتی ہو روح
ہجرت میں صدمے اوٹھائے استدر	اون سے ملنے کی قسم کھاتی ہو روح
دیتی ہو اپنا غم فرقت یہیب	خاک میں ہر اک کو سلواتی ہو روح
طفل دل میرا سمجھتا ہی نہیں	اوسکو سو سو طرح سمجھاتی ہو روح
غیر کو پہلو میں اوسکے دیکھ کر	رنگ سے اپنی نگھلاتی ہو روح
سکر کر نار سے کہتے ہیں وہ	بس انھیں باتوں سے گھبراتی ہو روح

حافظ ایہ ہیں بتان سنگدل

رہا کر کے ان سے بچھتا ہی ہو روح

ولہ

جو دیکھ لے قدموزون گلزار کی طرح	تو قمری نغمہ کرے بلبل و ہزار کی طرح
نہیں پسند ہیں اوس ستم شا کی طرح	کہ او سنے ہو کو بنایا ہی سو گوار کی طرح
آہی خیر ہو وہ شہسوار نکلا ہے	کہ اوسکے ساتھ ہو امین بھی ہو ان کی طرح

<p>نیا شگوفہ ہو اوس گھبن نے آپسے آپ وفور رنج میں دریائے اشک سے اپنے تمھارے طائر دل نے پھنسایا طائر دل ہزار طرح سے دیکھا ہے حسن اوس گل کا خدا بچائے بتوں کی نگاہ و ابرو سے فراق غنچہ دہن میں یہ دل غکھائی ہیں وہ لیکے ماتھے سے اعدا کے ہار دیئے ہیں</p>	<p>گلے میں بی الدیے آکے ماتھے ہا رکی طرح ہر اکہ جناب بنا گنبد مزار کی طرح نہ دیکھی ہوگی کسی فی بھی شکار کی طرح مگر ہمیشہ تروتازہ ہی بہار کی طرح کہ کاٹ کرتے ہیں یہ تیغ ابدار کی طرح ہوا ہی سینہ بے کینہ لالہ زار کی طرح ہمارے سینہ میں چبھتے ہیں بھول غار کی طرح</p>
--	--

بتوں کی رام کہانی کو چھوڑ دو حافظ
 کرو عبادت مبعود دیندار کی طرح

غزل عسکری

<p>استحالتے کب یہ گھبراتی ہو روح لو پر پرو یوں کی الفت سے ہمیں بعض مطلب پر مری کہتے ہیں ہ کیا شب غم ہو بسر جون روز حشر ضبط آہ پر شہر رہی اک بلا</p>	<p>پر نہ آنے سے ترے جاتی ہو روح صاف دیوانہ ہی ٹھہراتی ہو روح ایسی باتوں سے تو گھبراتی ہو روح روحو میں مجھ کو سمجھاتی ہو روح ایسی آتش سے تو جل جاتی ہو روح</p>
---	---

اسکی پتیا بی کون کیا عسکری
 جسم میں جسوقت یہ آتی ہو روح

ردیف خارجہ

غزل منود

بات میں ہوا اثر نطق مسیحا ایشوخ تیری شوخی کا نہیں ہکوا چہنا ایشوخ دل ہوا عشق دہن میں ترے عنقا ایشوخ صورت غنچہ ہن بہسائے تننا ایشوخ دل ہی جلوہ سے ترے عرش معلای ایشوخ گل عبادل کی نظر میں ہوا حرا ایشوخ نہیں بھولا ہوں چمن میں ترا پہنا ایشوخ تیری فرقت نے کیا حال یہ دل کا ایشوخ	ہاتھ مہدی سے ہو تیرا یہ بھیا ایشوخ شوخیان لازم و ملزوم ہیں دلبر کے لئے الفت ہوئے کمر سے ہی سراپا سعد و م روٹھنے میں ترے کب تاب کلم مجکو پر ڈاری کے لیے مثل فلک پہلو ہے رنگ گلشن ہوا تعمیر یہ شوخی سے تری کیا مجھے یاد رہی خلد میں حوروں کا خرام برسون گذرے ہیں پہلو سے جدا ہی میرے
---	---

شوخیان طاسر سنی کی دکھانینگے منود
تیری شوخی کا جو مضمون بند صیگا ایشوخ

ولہ

کہ جیسے عکس شفق سے ہو ابر باران سرخ کہ عکس عارض نگین سے ہو گلستان سرخ کیا جو سرخی پانے گلوئے جانان سرخ ادھر تو دیکھ ہی ولسیا ہی روئے جانان سرخ کسان گلال سے ہی او کی زلف چپان سرخ کرے نہ آنکھ کہیں ببل خوش احسان سرخ حنا کے رنگ سے مانند شاخ مرجان سرخ	سرشک خونسے یہ سیمہ چشم گریان سرخ بہا حسیج ایسا ہی روئے جانان سرخ میں سمجھا گردن مینا میں ہی مژگلوں افق میں جلوہ خورشید دیکھا ہی صبح طلسم حسن سے مار سیمہ ہوا گلگون چمن میں بولا ہی اوس گل کا طوطی تقریر منود ہاتھ ہوئے نخل قد دبو میں
--	---

غزل عاقل

کھلا فرقت میں تری لب سے جونا لہیو بخ	دیکھنا ہونگے فلک سب تہ و بالا ایشو بخ
جب سے جو بن یہ ہوا کان کا بالا ایشو بخ	حسن عارض ہی تراوردو بالا ایشو بخ
شوخی لب سے تری دل غ ہی لالہ ایشو بخ	سو کھ کر غنچہ ہوا باغ میں کج ٹا ایشو بخ
ہو تری مانگ جو یہ کا ہشتان ماہ چین	درہین کا لون کے مگر عقد ثریا ایشو بخ
برق و شمس کے جو تو ہکورو لا لگا یو نہیں	سوج زن چشموں سے ہوگا ابھی دریا ایشو بخ
روئے روشن جو ترا ماہی رشک قمر	زلف ہی ابر تو ہو خال یہ تارا ایشو بخ
در بدر بحرین وحشی سے بنے پھر تہین	ہکو حسرت نے ترے عشق کی مارا ایشو بخ

بادہ نوشی کی ہم آج تو ٹھیرے ساتی
عین صلت میں تو عاقل سے نہ ترا ایشو بخ

ولہ

جہاں ہی پر تو عارض سے تیرے بیان سرخ	کمال کیا جو ہو العل سے بخشان سرخ
ہمارے خون کا محضر کھا ہی قاتل نے	خاک کے رنگ سے کب ہی یہ رو جانان سرخ
یہ رنگ لایا ہی بلبل کا خون آسنہ کو	کہ عین فصل میں گل کا ہوا گر بیان سرخ
نہیں ہی پھول سے عارض پہ زریں گیش یہ گل	شفق کے ٹکڑے ہیں ہمدوش ماہ تابان سرخ
کچھ اس کے جوش پہ آئی بہار و گلچین	عجب نہیں گل خود رو سے ہو بیان سرخ
غبار گنج شہیدان اوڑا ہو کچھ عاقل	نہیں شفق سے ہو آج چرخ گردان سرخ

غزل غنیمت

رخ جو زلفون سے لب بام وہ چکا ایشو بخ	ہو سر شام ہمیں سب کا دھوکا ایشو بخ
--------------------------------------	------------------------------------

تو اوٹھا دے رخ روشن سے جو پردا ایشوخ دست قدرت سے تراکھینچ کے لٹٹا ایشوخ وہ ترقی پہی جو بن ترے رخا ایشوخ سنبھچھا کر جو تم آئے ہونہیں کچھ پروا ہو گئی صبح شب وصل تو کیا ہی اندھیر تو چھڑک کر جو نمک شب مرے پہلو سے چلا جمع ہیں حسرت و حرمان و ملنا دل میں بادہ نوشی کو جو تو جائے چمن میں دم بھر دیکھ لیو سے دل پر داغ ہمارا جو کہیں نہ وہ بلا ہی شب وقت کہ آئی تو یہ میں ہی ایک عاشق جا بنا نہیں ہوں تیرا ہی تحیر وہ شب وصل کہ اللہ اللہ قطرہ قطرہ تری شمشیر کا دم بھرتا ہی	ہو نہ بھرتی کی پروا نہ کو پروا ایشوخ دیکھتا آپ مصور ہی تماشا ایشوخ بتلی آنکھوں کی بنی نور کا پتلا ایشوخ دل نے پہلو میں بنا رکھا ہی پروا ایشوخ زلزل لٹکائے ہو جائے اندھیر ایشوخ کیسا کیسا دہن زخم پکارا ایشوخ ہم کد میں بھی نہیں خیر سے تنہا ایشوخ شاخ دے مینا تو دے پھول پیلا ایشوخ اپنے اک داغ پہ نازان نہ ہولا ایشوخ دم نکل جا گیا گھٹ گھٹ کے ہمارا ایشوخ جان نثار و نکال گا در پہ ہی سیلا ایشوخ لب پہ آتا ہی نہیں حرف ملنا ایشوخ تھا یہ بل تو کوئی چاہنے والا ایشوخ
--	--

چاہ یوسف کی نہوتی او سے یون دل سے عزیز
دیکھ لیتی جو ترا حسن زہین ایشوخ

ولہ

ہمارے غولٹے ہی قاتل کا اک نہ دامن سرخ نہیں ہی دست خنائی سے زلف پیاں سرخ عیان ہی یون گل رخسار سبز خطمین	کہ ماہ سرخ ہی شمشیر سرخ میدان سرخ شفق کے رنگ سے پینیل پریشان سرخ کہ جیسے سبزہ پہ رکھا ہو پھول ایجان سرخ
--	---

گھال لیکے سوئے چرخ کیون اوڑاتے ہو	بناو گے ورق زر دھرتا بان سرخ
جو داغ سینہ سحر آفتاب سا چمکا	تو ہو گیا شفق صبح کا گرہ بیان سرخ
جو چمکی آتش رخسار تیری دریا پر	کنول بھی ہو گئے سب صورت چراغان سرخ
سنو تو عاشق بیدل کے نامہ برے پتے	کہ دل میں درد ہوتی گر چشم گریان سرخ
غم فراق نے کیا کیا ہی رنگ دکھلائے	کہ جسم زر دہی آنکھیں سپید مژگان سرخ
حنا لگا کے جو آجاو تم لب دریا	سپید خیمہ جابون کا ہو وے جانان سرخ

پڑے جو عارض رنگین کا اونکے عکس عزیزی
عجب نہیں ہی کہ ہو جائے سب گلستان سرخ

غزل تمیز

ابمہ رحمت تو رہ لطف برسا ایشیوخ	تشہ وصل کو اتنا تو نہ ترسا ایشیوخ
تیرے بدلے میں کسی اہل وفا سے ملتا	حال دل اپنا دکھتا مرا سنتا ایشیوخ
سرخ و تو نہیں ہو ویکا جہان میں ہرگز	کیون اوٹھاتا ہی مرے قتل کا پیر ایشیوخ
بار سرگردن عاشق سوزا و ترا افسوس	تبع بھاری تھی مگر ہاتھ تھا ہکا ایشیوخ
پھول کیونکر نہ جھڑیں وقت تکلم ہر بار	ہیں خموشی میں وہ لب صورت غنچا ایشیوخ
شمع و رشک سے پروانوں کی مانند جلین	دیکھ لین گر وہ تری بزم کا جلسا ایشیوخ
باتیں کر نہیں خدا خیر کرے کیا ہو گا	تیرے آنے سے قیامت ہو ی پرپا ایشیوخ

آشنا جب سے ہی بحر غم فرقت میں تمیز
اوسکی آنکھوں نے بھا کر تا ہی دریا ایشیوخ

ولہ

کیا یہ نخت جگر نے مرا گریبان سرخ	ہو افتاب سے جیسے شفق کا دامن سرخ
سو کھایا کا ہش غم نے بد کو صورت خار	نہ وقت قتل ہوا خونے گریبان سرخ
لباس سرخ پہن کر چلے وہ گلشن کو	عجب نہیں ہی کہ ہوا ب رہ گلستان سرخ
سیاہ بختی سے میری جہان ہی تیرہ و تار	اور اشک خونے ہوا کوہ اور بیابان سرخ

تمیز دیکھو ہر ساقی کا عارض رنگین
کہ رنگ بادہ گلگون ہے یہ نمایان سرخ

غزل اخلاص

ہو گیا جب سے تری زلف کا سودایشوخ	میری وحشت کا ہی بازار میں چرچایشوخ
زندگی کا ہی یہی لطف کہ مل بیٹھیں دو	ور نہ کیا ہی جو رہے خضر سا تنہا ایشوخ
کل تو ہی غم سفر مجھے جدا ہونا ہے	آج کل شب مرا مہمان ہیں رجا ایشوخ
دیر میں کعبہ میں مسجد میں کلیسا میں کین	تجسّد دیکھا ہی نہیں ہیبت ترسا ایشوخ
میں وہ دیوانہ نہیں ہوں کہ پہنائے نہ بخیر	ہوں تری زلف کا اولجھا مجھے سلجھا ایشوخ

زندگی ہی ترے اخلاص کی باتوں سے تری
جب تو کہتا ہی تجھے رشک سیجا ایشوخ

ولہ

ہوی جو غیظ کی حالت میں چشم جانان سرخ	تو اشک خونے کیا میںے اپنا دامن سرخ
حنائی مانتے گلے میں نہیں ہی قاتل کا	کیا ہی پنجہ خورشید نے گریبان سرخ
جو آرزو ہی تو دیکھ اسکے پاؤں رنگین کو	قدم سے جسکے ہو احسن و سقن والوان سرخ
جو وصف او سکے لب لعل کا لہو ان خلاص	دوات و خامہ و کاغذ ہوا و دیوان سرخ

غزل عیش

تو نے اپنا جود کھایا قد بالا اسے شوخ	ہر قیاست کہ جہاں ہر تو بالا ایشوخ
ہیں نزاکت سے جوا دھری ہوئیں گھاسی کمر	نظر آتا ہی ہمیں دام میں غنقا ایشوخ
نوک مرگان پہ مرے نخت جگر آ کے	سر منصور کا کرتے ہیں تماشا ایشوخ
روئے جب دشت میں اور کیسے وحشت جڑائی	صحرا دریا ہوا دریا ہوا صحر ایشوخ
خشک راو کو ملا کرتا ہوائے پانی پڑ	چھا گلوں سے جو یہ ہیں آبلہ پا ایشوخ

عیش کی آنکھ میں جب اشک بھرا تو کھلا
اوسنے کوزہ میں کیا بند ہو دریا ایشوخ

ولہ

چنی رقب نے اوس خپہ وان جو نشان سرخ	تو دل پہ اغ ہوئے ویسے یان مٹایاں سرخ
گمان ہیرے پہ یاقوت کا ہو عالم کو	جو پاں کھاکے کرین وہ سپید دندان سرخ
دکھائی گئے شفق و شام و ابر و صبح بہم	کر گئے رو رو کے اپنی چشم گریاں سرخ
لگائی نالہ لبس نے لگ کیا اس میں	ہو ارغوان کی طرح سے یہ کیوں گلستان سرخ
عجب نہیں جو بہاؤں میں خون کا دریا	چمکتے آنسو سے آنسو ہیں مثل مرجان سرخ
بمٹھارے موئے تڑکے شہید ہیں جسجا	وہاں آو گئے ہیں ہوتے ہیں وہ نیلاں سرخ
بہار نے مرے حق میں خزان کا کام کیا	میں زرد ہو گیا دیکھا جو روئے جانان سرخ

چھپایا چاہے جو خون عیش کا تو اسے سفاک
نکر لہو سے تو اوس بگینہ کے دامن سرخ

غزل عاشق

زلف کو عطر لگا کر جو سنوارا ایشو	مشک نافہ میں بھرا عنبر سارا ایشو
حق تو یہ ہونہ لگاؤ کف رنگین میں حنا	خون ہو جا یگا ناق کو کسیکا ایشو
حال تنہائی کا اپنی میں کچھ اظہار کرو	گر تو مجھے کسیدن مجھے تنہا ایشو
شعبہ سے مجھ کو دکھاتے ہیں ترے مردم چشم	آدمی کیا ہی تو ہو جا دو کا پتلا ایشو

ہو غضب باغ میں ہو سنبل و گل و شن و ش
خالی عاشق کا رہے دست تنہا ایشو

ولہ

ہمارے خونے نکلی ہو کے پیکان سرخ	نہیں گلال سے قاتل کی نوک شرکان سرخ
خوشی سے رہتا ہوں ان کا روئے خندان سرخ	یہاں جو غم کے سبب اپنی چشم گریان سرخ
کیسے خون سے قاتل کا وان ہو دامن سرخ	تو اشک خون سے ہی ان اپنا بھی گریان سرخ
برہنگی میں لباس عروس پہنا ہو	جو میرے خون سے ہی قاتل کی تیغ عریان سرخ
نہ چھوڑا قبر میں بھی عشق مگر خان نے مجھے	لحد پہ پھولے ہیں گلہائے عشق بچان سرخ

پرستش اوس بت کا فر کی کرتا ہی عاشق

کہ جسکے پر تو سرخ سے ہے مہر تابان سرخ

غزل حافظ

حق نے ایسا تجھے معشوق بنایا ایشو	کہ ترے حسن کی حور و نرین ہر چہ چاہی ایشو
مچو ہو جاتا ترے نعمہ کو سنکر بیشک	ہوتا گر عہد میں یاں تیرے کیسا ایشو
ہی طیبہ کوئی مجسروح کوئی سہل ہی	حشر ہی تیر نگہ سے ترے برپا ایشو
ماہ کے گرد ہو جسطرح کہ مالہ موزون	زیب دیتا ہی ترے کان کا بالا ایشو

تیری پیشانی کے جھومر سے فلک پر ہوگا	مثل سہ داغ بدل عقد ثریا الیشوخ
نچوگر دیکھ لے سمجھے نہ وہ یوسف کو عزیز	تجھ پہ سو جانے قربان ہو زلیخا الیشوخ
قول و اقرار ہوے وصل کے صدا لیکن	اکیدن اکے کیا تو نے نہ ایفا الیشوخ

ہو ٹھکانا ترا کسجا کہ تجھے حافط نے
سب گمہ ڈھونڈ لیا لیک نیا یا الیشوخ

ولہ

نہیں ہونے صہبائے شہم فتان سرخ	اوٹھا تو آنکھوں میں اونکی غضب کا طوفان سرخ
کیئے جو عاشق جاننا قتل اکہ م میں	ہوئی عقیق کی مانند تیغ بران سرخ
جھلکتی شیشہ بھور میں ہو جیسے شراب	گلو سے پان کی زگت ہو یون نمایان سرخ
چمکتا اس طرح چہرہ ہوا و نکا پردہ میں	چراغ جون نظر آئے ہی زیر دامن سرخ
مٹھا را دست نگارین جو دیکھ لیں گا ہے	تو ابر چشم سے بر سائیں اشک انہان سرخ
چمن میں کونے گل پیرہن کی آمد ہے	کہ فرش گل سے ہوا سر سبز گلستان سرخ
پری تو کیا شرر و برق بھی لرزتے ہیں	مدام غیظ میں دیکھ او سکار کو تابان سرخ
عجب رنگ دکھایا ہوا شک غنیمت نے	کہ ہو گیا ہو کہ بیان سے تابہ دامن سرخ
عوض حنا کے رنگ و انگلیاں مری خونے	رہینگی حشر تلک مثل شاخ مرجان سرخ
لگا ہی تیر کسی نیم جان کے سینہ میں	اسی سب سے ہوئی ہی یہ توک مرگان سرخ

بجائے اشک نکلتے ہیں سخت دل حافط
برنگ لالہ و گھماے عشق پیمان سرخ



ردیف الہم

غزل نمود

<p>رو صین جو کسین پھر نہ رہا خانہ تن یاد دیکھا گل عارض تو ہوا ہکو چمن یاد فریاد کہ یارب میں کہاں جاؤں میں سے گر جانستے بھائی کہ یہ نکلیں گے یہاں سے آنکھوں کو کروں یاد جو نرگس نظر آئے جنت کا تصور ہی بیان طائر جان کو ہیں وصل میں عشرت کے وہ اسباب مہیا اپناں سے الگ کرے فائدہ باخبر</p>	<p>نخوت زدگان کو نہ ہوا اپنا وطن یاد ما تھوئی نزاکت سے ہوشی شامین یاد او کو تو ہر طرز ستم چرخ کس یاد یوسف کے لئے کرتے تراچاہ ذوق یاد غینچو نکو جو دیکھوں تو ہو وہ غنچہ دہن یاد کس واوی وحشت میں ہر بلبل کو چمن یاد بھولے سے بھی فرقت کے نہون رنج و غم یاد مدفن کا کیسے بیان ہر کسوہی کفن یاد</p>
---	--

بھولے سے ملو داتا ہر نسخ کا اگر نام
کرتے ہیں مجھے مثل سخن اہل سخن یاد

ولہ

<p>مجاوش وصال میں مہر و جو آئے نیند یار نہ یاد قاست جانان میں آئے نیند بیداری اپنی وصل کی شب میں اور آئے نیند کیا نجت خفتہ دیکھیں وہ بیدار آنکھ سے عاقل جو زندگی میں ہیں دنیا و دین سے</p>	<p>بیداری کا دماغ غلک پر چڑھائے نیند ڈر ہو نہ مجھ کو فتنہ محشر دکھائے نیند سوئے قرہ کے اکبیر شہسپر بچائے نیند قسمت میں جو ازل سے ہیں لکھو کھائے نیند مرد و نسے جا کے قبر میں وہ مانگ لائے نیند</p>
--	--

آجائے خواب میں جو وہ رشک چمن نظر رویا میں گروہ گوہر دریائے حسن آئے	گل کی طرح نہ آنکھوں میں پھولی سمائے نیند آنکھوں میں مثل آب گہر سوکھ جائے نیند
غافل ہوں راہ عشق خط سبز رنگ میں ہوں منتظر ازل سے کسی کے حسد ام کا	آئی ہی حضرن کے نہ رستہ بھولائے نیند سن پاؤں شور حشر تو آنکھوں میں آئے نیند
غافل نہیں ضمائر فلیض حکما سے میں	بیدار میں روؤں جو جگو ہنسائے نیند

رُلوایا خواب میں لب جان بخش نے ملو
آب حیات میں نکمیں ڈوب جائے نیند

عقل عاقل

آتا ہی ترے چہرہ رنگین سے چمن یاد ہو خشکے بان تری جو وہ ہو چاہ ذوق یاد	کانٹوں میں گھسیٹے گی تری غنچہ دہن یاد پانی بھرے منہ میں جو کروں تیرا دہن یاد
پھول آنکھوں میں کانٹوں کی طرح سے ہنکھکتے بیشک او سے لے آئیگا مجھ سوختہ جان تک	غربت میں دلائے نہ خدا حب وطن یاد قاصد کو بھی ہی میرے عجب طرز سخن یاد
لائے جو صبا نکلت گیسوئے معنبر دل لینے میں مشاق ہو کر تم تو سمجھ لو	بھولے سے نہ نوازا آہو سے خشن یاد ہکو بھی بہت ہیں صنم اس عشق کے فن یاد
مرمر کے شب ماہ میں کالی شب فرقت گلشن کی طرے سیر کو پس لے گل عینا	جب چاندنی کا دیہان ہوا یا کفن یاد کرتے ہیں بہت دیر سے مرغان چمن یاد
نتہ کشش کر دل بیرسم تڑپ کر گل ہوتے ہیں کانٹے ترے قیدی کو سمنبر	ہوتا ہی بہت ہکو وہ اب سیم بدن یاد کرتا ہی جو زندان میں کبھی سیر چمن یاد
عاقل جو درگوش سے زلف صنم او کبھی	اس سانپ کو بچھڑا یا ہی ادگلا ہوا سن یاد

ولہ

ہو عین وصل مومن کیا ہو آئے نیند
چشم سیاہ شوخ جو اس بت کی دیکھ لے
بہ خواب جیسا ہجر میں اس کے رہا ہوں میں
خوابیدہ بخت ایسا میں ہوں بھولیسے اگر
مشاق دید کو نہیں جس نے دید آرزو
اک شب جو خواب میں تری تصویر دیکھ لے
دیکھے جو خواب ناز ترا پھر کھلے نہ آنکھ
تصویر غنچہ لب کین دیکھے جو خواب میں
الیشوخ خواب ناز کو بھی اپنے بھیج دے
اشب شب حال ہو آمد کسی کی ہے

ڈھیلے کمال ڈالین جو آنکھیں ملائے نیند
پردہ سے میری آنکھوں کے منہ کو چھپائے نیند
اوشاخ کی بھی آنکھوں میں یارب آئے نیند
آنکھوں میں آلی حشر ملک پھر نہ جائے نیند
ای رشک ہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند
مارے خوشی کے آنکھ میں پھر کب سمائے نیند
بیدار یونکے واسطے افسون پڑ جائے نیند
یہ رون نہ آنکھ میں مری مردم سمائے نیند
پتلی کو میری آنکھ کی تکیے بنائے نیند
ای دیدہ ہوش دار کہ ہرگز نہ آئے نیند

آتی ہی شیریں کے شب ہجر عاقل
کیونکر ہرن کی طرح نہ وحشت دکھائے نیند

عزل عزیز

دندان نے دلائے ہیں ترے در صد یاد
آیا جو دم نزع ترا سبب ذقن یاد
گھڑیوں مجھے رہتا ہی ترا چاہ ذقن یاد
آئینہ کرین کاش عروسان حین یاد
ہی تن کو نہ سر یاد نہیں سر کو ہر تن یاد

دیکھے لب نگین تو ہوے لعل میں یاد
حسرت سے تپ غم میں ہیں کیا ہو ٹھہ چباؤ
دولاب سا پھر تا ہوں ہر چرخ میں کیا کیا
آنکھوں میں صبا لائی ترے نقش قدم کو
ایسے غم فرقت سے ترے ہو گئے بیخود

سوز دل سوزان کی جو ہوتی ہر ظن یاد در یاد نہ گھریا دھپن یاد نہ بن یاد ہوتے ہیں جو غربت میں کبھی خار وطن یاد بوسہ جو تصور میں ہوا غنچہ دہن یاد ہو ویکا نہ تاحشر ترا یا رچلن یاد	بروانہ کو میں دیکھتا ہوں شمع پہ جلنے ہم ہو گئے دان کے جہان بھلا یا جنون نے کاٹے سے کٹک جاتے ہیں گل اپنی نگہ میں لو نیلو فری ہو گئے وہ پھول سے عارض پیکا کرین سر کب بھی طاؤس بھی دونوں
---	---

ہر چند عمر بڑا پین بھوپال کے ساکن
اوستا سخن کی ہو مگر طسہ ز سخن یاد

ولہ

آنکھیں نکال لون جو شب وصل آئے نیند چورون کی طرح آتی ہی آنکھیں چور کیند آنکھوں کو شیرین کے نہیں بھاڑ کھائے نیند پائے نگہ کو آکے ذرا اب دبائے نیند کیونکہ نہ چشم غول سے بکر ڈرائے نیند لیلائے زلف یار کا قصہ سنائے نیند ماند کاہ آنکھوں میں اب جل بجائے نیند آنکھوں میں تیلیوں کا تماشہ کھائے نیند پائی نگہ کی ٹھوکرین دو چار کھائے نیند تارنگہ پہ چڑھ کے نہیں دوڑائے نیند ظلمان اشک کو مرے آکر کھلائے نیند	مکمل نہیں وہ آئین تو پھر منہ دکھائے نیند فرقت میں بھاگتی تھی یہ وصلت میں دکھنا وحشت میں آئی بھی تو ہی بگڑی ہوئی غضب باہر نہیں نکلتا ہی یکدست ضعف سے وحشت دکھائیگی شب غربت ہزار طرح جوش جنون ہی آنکھوں کو صحرا میں مثل قلیں گلخن بنا دیا ہی تپ سوز ہجر نے ایسا نہ ہو وہ وصل کی شب آکے سو رہیں معلوم ہووے قدر شب ہجر کی ذرا اجی چشم انتظار شب اجب غم نہ ہی بچپن کر دیا نہیں تھمتے ہیں آنکھ میں
---	--

آنکھیں ہین باغ باغ گل حسن یار سے حسرت سے یا خدا نہ کہیں خار کھائے نیند

سیلاب اشک چشم سے بہہ جائے ای غریز
سوئے فرہ کو پر نہ کہیں بل بنائے نیند

غزل تمیز

کرتا نہیں بھولے سے بھی وہ حمد شکن یاد
کا کل کے تصور میں ہوا مار کا دھوکا
مر کر بھی رہا جو رترا چرخ کمن یاد
موبان جو دکھیا تو ہوا سانپ کا من یاد
بھولو نکو دلاتا ہی تو کیوں اونکا وطن یاد
جز عشق نہیں مجھ کو کسی طرح کا فن یاد
کس طور ہوا اوقات بسر اپنی جہان میں
گھبرگ عبث رکھتا ہی صیاد قفس پر

ہر گام پہ جو بشر بپا ہوتا ہی اونکے
ایسا ہی تمیز اونکا رہے چال طین یاد

ولہ

ہو کیا عجب جو کوچہ جاناں میں آئے نیند
بیدار عمر بھر میں رہا تیرے ہجر میں
تاشتر آنکھ سے مری باہر بجائے نیند
گر وصل تیرا ہو تو یقین ہی سلائے نیند

وعدہ ہوا اونکا خواب میں آئی اسی تمیز
بیداری کے عوض مری آنکھوں میں آئی نیند

غزل خلاص

منموم ہوا ہون جو ہو سے رنج و محن یاد
کیا گل ہی تو ای نام خدا باغ جہان میں
پشمرده ہوا دل جو ہوا غنیمت دہن یاد
وہ رنج اوٹھائے غم فرقت میں بھٹارے
گل کیا تجھے کرتے ہیں سدا سر و چین یاد
کرتا ہی مصیبت کو مری چرخ کمن یاد

ہر داغ پہ اک داغ نیا تو نے کھلایا	لگیا کیا نہیں الیٹوخ تجھے حیلہ و فن یاد
دل کاوش مرگائے ہی صد چاک و لکین	رکھتا ہی تری آنکھوں کی او تیر سنگن یاد
دیکھے کوئی عبرت کی نظر سے تو ہو معلوم	پوشاک بدلتا ہوں تو ہوتا ہی کفن یاد

بے مہری گردون نے ستایا ہی دل لیا
ہوتا نہیں بھولے سے بھی اخلاص و وطن یا

ولہ

پہلو میں تو نہ ہو تو بھلا کیوں نہ آئے نیند	آنکھوں میں تو پاپ ہو تو کیوں نہ آئے نیند
کوچہ میں اپنے دفن کی تجویز کیجئے	شاید کہ بعد مرگ بھی مجھ کو نہ آئے نیند
وعدہ کیا وصال کا آئے نہ ایک شب	کب تک تمہارے صدمہ وقت اٹھائے نیند
جب تنگ آگئے تو یہ بولے وہ ناز سے	قہر سے الگ رہے جو ہماری ستائے نیند
تکڑو تو ہکناری و بوسہ سے کام ہی	چاہے کیسی آنکھ میں آئے نہ آئے نیند

اوس چشم فتنہ زاکے عشق میں اتدن
اخلاص دیکھ پھرتا ہوں ابی گمائے نیند

غزل عیش

غربت میں کیا کرتا ہوں یوں اپنا وطن یا	صحرائ میں ہو بسط رحب بل کو چمن یاد
ایسا نہ ہو جو صبر پڑے تجھ پہ سنگر	کرتا نہیں اس واسطے میں رخ و محن یاد
غمرہ نیا انداز نیا ناز نرالا	اس قسم کے اوشو کو ہین سیکڑوں فن یاد
سب کچھ تو گئے بھول محبت میں تمہاری	دل سے نہ گئی آپ کی ای مشفق من یاد
نغمہ ترا اکر مرغ چمن کون سنے گا	تو نے نہ کیا عیش کا گر شعرو سخن یاد

ولہ

وہاں ہو وہ چین آئے تو شکل سے جا نیند	یاں یہ قلق کہ جائے تو مطلق نہ آئے نیند
بیدار دل وہ ہوں میں کہ ہر چند آئے نیند	ہوش حواس تاب و توان لے نہ جائے نیند
آتا نہیں سمجھتا میں ہو اکیسا یہ انقلاب	جب اب میں وہ آئیں تو ہکو جگا کر نیند
آتی نہیں ہر موت تو اب ہی یہ آرزو	تا حشر ہجر یا مین ہکو سلائے نیند
شب باش ہو جو دیدہ بیدار میں مرے	میری طرح سے تم بھی کو ماسے ماسے نیند
نالہ مرا وہ تیر ہی یہ وصف او میں ہر	مثل نشاۃ سارے ہاں کی اوڑاے نیند

وہ چشم پر فریب جسے غش میں لائے عیش
پوچھے جو کوئی اوس سے تو اوس کو بتائے نیند

غزل عاشق

گل لکھو چمن کسکو کے سرو و سمن یاد	باقی جو رہا بھی تو رہا گور و کفن یاد
دیکھا تو لب غنچہ کے کچھ منہ سے نہ نکلا	آیا جو چمن میں مجھے اوس گل کا بدن یاد
فرقت کا گلہ وصل میں تا حشر رہیگا	بھولا میں نہیں ہوں میں ہی رنج و سخن یاد
گلزار بنے آتش جانسوز نہ کیونکر	دورخ میں بھی آئے جو ترا گل سا بدن یاد

عاشق کو کی طرح سے اب بن نہیں پڑتی
آتا ہی کسی شوخ کا بیسا ختمہ پن یاد

ولہ

اوس غنچہ لب کے ساتھ اگر مجھ کو آئے نیند	آنکھوں میں میری پھر تو نہ پھولی سکا نیند
اوس پر حیا کے وصل میں گرا بھی جائے نیند	شرائے وہ کہ حشر تک آنکھیں چرائے نیند

خواب عدم دکھاتی ہو اک پل میں آنکھ غافل وہ مجھ کو چھوڑ شب وصل چل دیے بے یار کام کیا ہو مرے پاس آنیکا ساتھ لوں پری کے نین بچھی آنکھوں سے اور گئی دل میں خیال ہو جو کسی مست خواب کا مانند روز عید ہی اپنی شب وصال	اس طرح تجھے کون بھلا دل لگائے نیند بیداری کا جزا ہو ترا اس جائے نیند آنکھوں سے میری کمد و کہ ہرگز نہ آئے نیند ایسا بھی کوئی ہو جو مری ڈھونڈ لائے نیند ہر خطہ ہر گھڑی مجھے کیونکر نہ آئے نیند اور شک مہر ساتھ ترے کیونکر آئے نیند
---	---

باندہ تصور مست جانان تو سو گیا
عاشق مثل یہ سچ ہو کہ سولی پہ آ کر نیند

غزل حافظ

گزر گس ہو نہ غنچہ ہو نہ لالہ نہ چمن یاد کرتے نہیں تم ہکو کبھی مشفق من یاد فرقت میں دلا رام کی بنجو دھون یہاں تک کیونکر نہ اوٹھیں قبر سے یکبارگی مرد کرتا ہوں تکلف کے عوض چاک کر بیان قسموں سے نہ کیا کیا ہوے اقرار موکد ہیں فرقت دلا رکے ایک ایک ابھی تک	ہی اونکے فقط چشم و دمان و لب تن یاد ہم ہو گئے ہیں آپ کی حنا طرہ تن یاد جانکو نہیں تن اور نہیں روح کو تن یاد قامت نے کیا تیری قیامت کا چلن یاد آتا ہی مجھے جب ترا بیباختہ پن یاد وعدہ نہ ہا ایک بھی ای عہد شکن یاد تکلیف و الم درد و عنایج و محن یاد
--	---

جھانکو گے کف میں حسرت افسوس کے حافظ
رہ رہ کے جو آتا ہی تمہیں چاہ ذقن یاد

ولہ

آرام جان کی جان میں کیونکر بجائے نیند
 ہمسے تو ہجر یار میں آنکھیں چرائے نیند
 جب گھر کو اپنے جانے لگین وہ تب آنے نیند
 ہنگام صبح پھر وہی رو داد پیش آئے
 کیا لطف ہو کہ جب مجھے آوے غنودگی
 سو طرح ٹال دیتا ہی سحاب کی بات کو
 محشر سے شرط باندہ کے پھر کوٹن سوتا
 آنکھیں ہیں شل روزن در نظر میں
 وہ مجھ کو جسے چھوڑ کے سوتا چلے گئے
 ہوں چشم پر خار کا مفتون نہیں ابید
 مدت سے دل کو چین جان کو قرار ہی

پہلو میں دل ہی جب ہو پھر کیونکر آئے نیند
 جب ہو شب وصال تو او کو ستائے نیند
 آتاش ام او کو خوب تھپک کر سلائے نیند
 القصہ حشر تک بھی نہ جلوہ دکھائے نیند
 وہ شوخ چھپر چھپر کے میری اور آنیند
 دیوانہ ہو جو باتوں میں او کی گنوائے نیند
 جب عین صل یار میں دکھو بھائے نیند
 دیدار بن کے یار کا یار بھائے نیند
 ہر دم لب و زبان پہ ہی بھائے بھائے نیند
 جو جام بخود ہی مجھے اگر پلائے نیند
 غم میں خدا کسی کی نہ ایسی گنوائے نیند

سونا او سے نصیب اسے جاگنا نصیب
 حافظ کے بخت دون پہ کیوں خاک کھائی نیند

ردیف ال معجمہ

غزل نمود

نقش ہی دل پہ مرے یار کے در کا تعویذ
 مرض کفر و ضلالت سے جو محفوظ رہے
 رکھتا ہی مرتبہ عرش معلیٰ تعویذ
 تھا اونھیں معجزہ حضرت موسیٰ تعویذ
 کیون نہ دکھلائے خط موج کا نقش تعویذ
 باندھے بازو پہ جو وہ بحر طلسم خوبی

مجھ کو بیمار بنایا ہوں لب جانان نے | لکھیں اب میرے لیے حضرت موسیٰ تعویذ

بے خطر رہتا ہوں آسیب تنہا بج سے نمود
بن گیا دل کے لیے خال سودا تعویذ

ولہ

یون تو ہر قسم کا یار ہی میرے کا غنہ
کہتے تھے خامہ تصویر مصور لیکر
نامہ جب سیم تنوں کے لئے کرتا ہوں رقم
لکھوں اوصاف کسی رشک سیمائے دلا
ہاے اب یون سر شوریدہ میں مختل جو ہیں
اوس شہسب کو لکھتا میں تو قاصد بشکر
جب پڑا خط شعاعی کو تو روشن ہیہ ہوا
پھر لکھیں صفت سراپا کو دلا بے کم و کاست
تھا یہ اتفاق کہ ترے یار کا گھر ہی دل میں
مثل مضمون احادیث و مواعظ ہیں رقم
پر لکھوں نامہ سنم کو جو ہو پتھر کا غنہ
کہ نہیں لائق تشکیل ہمیں سر کا غنہ
خامہ مذہب مرا ہوتا ہی پیر کا غنہ
گر لے چرخ چہارم کی برابر کا غنہ
جیسے دفتر میں پڑے ہوں کوئی اتر کا غنہ
صورت آئینہ لہجہ آتا سکندر کا غنہ
کہ نہیں جزو ورق مہر فلک پر کا غنہ
پہلے ماہین قد جانان کی برابر کا غنہ
گرد میرے جو اوڑا لیکے کیو ترکا غنہ
پڑے خطیب آ کے برابر سر منبر کا غنہ

تھی یہ حکمت نہ لیا ہاتھ میں خامہ جو نمود

کہ تھا لائق محتر میرے پیر کا غنہ

غزل عاقل

چمکا ہیکل میں تری ماہ جو زر کا تعویذ
خضر آسا ہمیں عامل کوئی کا مل جو ملے
ایسا گرد و نہ نہیں شمس و قمر کا تعویذ
بہر تخیل لکھیں جن و بشر کا تعویذ

چلے کھینچے کہ کماندار ترا تیر لگے	گوشہ دل میں کھین تیر کے پر کا تعویذ
اوس بت پردہ نشین پر نہ موثر ہو گا	حضرت دل کوئی لادے کے اثر کا تعویذ

مرض عشق ہی عاقل وہ بلا ہو جسکے
گندے دیکھے نہ قبیله اثر کا تعویذ

ولہ

چھو گیا او کی جو شب زلف معنبر کا غنڈ	شک عہر سے ہوا بڑھ کے معطر کا غنڈ
ورق دل پہ لیا کھینچ ہو نقشہ اونکا	ایسا مانی کو ہوا تھا نہ میسر کا غنڈ
ہفتشین قاتل سفاک ستگر میرا	کیسا پہنچتا یا مرے قتل کا لکھکے کا غنڈ
عین فرقت میں لکھا چشم کے پردہ پہ انھن	نہ ملا مرد مون اس سے کوئی بہتر کا غنڈ
ورق دل پہ ہو لکھ کر اوسے بھیجا نامہ	دشت غربت میں ہوا جب نہ میسر کا غنڈ
نامہ سوز جگر لے تو چلا ہی یا رب	خاک ہو وین نکھین جل کے کیو تر کا غنڈ

آیا یا سخاوتی صاف جو قاصد عاقل
خستہ کرتا ہی جگر کو یہ ستگر کا غنڈ

غزل غزیر

ہمکو درکار نہیں سود و ضرر کا تعویذ	چاہیے حضرت من درد جگر کا تعویذ
پیش آئے ہی وہی جو خط پیشانی ہے	کیا کرے حکم قضا ورت در کا تعویذ
وہ پریزا دہی تسخیر نہ ہو گا ہدم	کرتا تا شیر شہر کو ہی شہر کا تعویذ
بل بے جوش اثر تیر نگاہ قاتل	ہو شبک لحد ستہ جگر کا تعویذ
کوئی پوچھے گا زمانے میں نہیں تقدیر	لاکھ باندہ آکرین ہم فضل و ہنر کا تعویذ

دل چلا پھر ہی سوے کوچہ قاتل یارب کوئی نہ رشک ہے دھڑکا شیدا ہی فلک شمع و لو میں تری جل کے ہوا ہی عاشق وصل دلبر ہو خدا آج میسر ہو سکے تیرے بازو سے صنم آنکھ لڑی رہی ہی تیرے بارونے ترے خال نے ہمو مارا	شام غربت میں کوئی لادے سفر کا تعویذ باندھے پھر تا ہی جو یوں شمس و قمر کا تعویذ چاہیے قبر کو پروانہ کے پیر کا تعویذ لکھ دے ایسا کوئی پر جوش اثر کا تعویذ رشتہ رکھتا ہی مرے تار نظر کا تعویذ نہیں ممکن ہے اس تیغ و سپر کا تعویذ
---	--

پھرتا گھر صفت خامہ عامل ہوں غزیر
لکھ دیا حضرت میں کوئی گھر کا تعویذ

ولہ

خیر لیجائے نہ ہر نہ کہو ترکا غنہ گر کھلے میرے عمل کا سر محشر کا غنہ اشک غولے یہ کیا نامہ فرقت جو رقم زلف پر پیچ کا مضمون ہوا کھنا جنجال دم تحریر پر پڑا پر تو عارض جو ترانہ صدقے کیون نامہ دل کے ہوا جاتا ہوا دست رنگین میں لیا ہی او سے گل و تونے آج کیا چاہنے والوں میں لکھاتے ہو ہمیں نامہ یار ہو شاید جو برائے تعظیم عین فرقت میں جو آیا ہی دلا نامہ یار	شوق دل سے مرے اوڑ جا لیا بے پر غنہ غم سے لپٹے صفت گیسوے دلبر کا غنہ ہو گیا بس صفت برگ گل تر کا غنہ ہاتھ سے اپنے لپٹ جاتا ہی اکثر کا غنہ سبزہ خط سے ہوا صفحہ اخضر کا غنہ توبہ توبہ نہ خضر ہی نہ سکندر کا غنہ پھول کر جامہ سے ہو جائے نہ باہر کا غنہ اپنا پہلے ہی سے ہو غزل دفتر کا غنہ سر پہ رکھ لاتا ہی ہر ہر سا کہو ترکا غنہ کبھی آنکھوں پہ رکھا ہی کبھی سر پر کا غنہ
---	---

گر دش چشم فسونگر کی جو لکھن تنسیر	حشر تک چہ چہ کھایا کرے چکر کا غنڈ
چشم میگون سے نظر کچھ جو دیکھے ساتی	ہو روان صورت موج می احمد کا غنڈ
دم تحریر ہو می نوشی کا گراؤ کو خیال	صاف بنجائے سمٹ کر وہین ساغر کا غنڈ
عین پردہ میں صفائی ہی اوغنین نظر	پڑہتے عاشق کا ہین عینکج لگا کر کا غنڈ

ہو کے برہم صفت زلف وہ بگڑے ہین غنڈ
دفتردل کا بکھیر غم سے ہوا بتر کا غنڈ

غزل تمیز

کچھ ہی انداز غضب اور زالا تعویذ	آنکھیں کل جائیں جو باندھے وہ نظر کا تعویذ
لکھدے پیار کو تو اپنے سیمہ تعویذ	جان لب ہی وہ اوسے چاہئے اچھا تعویذ
مجھے رہتا ہی خفا یا مرا ای عامل	آپ ملجائے وہ لکھدے مجھے ایسا تعویذ

صورت نقش قدم ضعف سے بے حس تمیز
چومتا ورنہ یہ آکر ترے در کا تعویذ

ولہ

نامہ برنے جو دیا یار کا آکر کا غنڈ	بن گیا طائر دل کے لئے شہر کا غنڈ
کسکو لکھا ہی جنون میں کہ لیے جاتا ہے	طائر سدرہ کی مانند کبوتر کا غنڈ
ہجر میں کھائی ہی افیون ترے عاشق نے	ناز سے کھتا ہی پی لے کوئی دھوکہ کا غنڈ
کوئے قاتل کا ہمارے ہی قاصد ہی نشان	قتل ہوتا ہی جو لیجا تا ہی اکشر کا غنڈ
اس اشارہ سے شب وصل کو ہم جاگئے	حامل خط کو دیا یار نے ہنسکر کا غنڈ
جب تمیز اوس بت ہر جانی کو لکھتا ہوں	نامہ بر پھر تا ہی لیکر مرا گھر گھر کا غنڈ

غزل خلاص

جب سے ہنسا سرے دلبر نے نظر کا تعویذ
کس نے کھا ہی مرے درد جگر کا تعویذ
چشم جادو سے پریم و ترے دل ہی تسخیر
پاسِ عامل کے نہیں اسکے اثر کا تعویذ
پتلیوں میں مجھے رکھتے ہیں حسدینا جہان
جب سے اوس یار نے باندھا ہونے کا تعویذ

یار اپنا ہی بہر حال مددگارِ خلاص
گرچہ اغیار لکھیں روزِ ضرر کا تعویذ

ولہ

دل کے دفتر کے بہت دنسے ہیں ابتر کاغذ
جیسے صرصر سے اوڑے پتھر ہوں اکثر کاغذ
رسم دنیا کی یہی ہی جو ادا کی تھیں
تم نہ آئے ہمیں بھیجائے لکھکے کاغذ
حرفِ مطلب کو زبانی جو سنا قاصد سے
رکھ دیا ہاتھ سے بہرِ رد نے لیکر کاغذ
گنگلیا سلسلہ نامہ و بہینا م بھی آہ
کر دیا چاک ستر گار نے پڑھ کر کاغذ
گم گیا راہ میں کس طرح سے قاصد خط یار
لے اوڑی کیا مری تقدیر سے صرصر کاغذ
قتل ہوئے ہوں جہان قاصدِ ہجر مدام
کہیں کس طرح سے یہاں کے کبوتر کاغذ

خوبِ اخلاص سے کی رسم کتابت تھیں
ایسی گلیوں میں پڑے رہتی ہیں اکثر کاغذ

غزل عیش

ای پری ہی جو تر نقش کف پا تعویذ
جہتے یہ ایک ہی چلتا ہوا دیکھا تعویذ
دست و پا کی جو لکیریں ہیں ہوا یہ ظاہر
لائے انسان ازل سے ہیں یہ کیا کیا تعویذ
جو ہی مجنونِ رخ یار وہ کیا ہوش میں کی
لاکھ لکھ دین ورقِ مرہ عیسیٰ تعویذ

جس پریر کو دکھایا وہی تسخیر ہوا
کم نہیں مہر سلیمان سے ہی سرالتویند
عشق میں پہننے جو دکھیا اثر دل کے سوا
کام نہ کیا نہ کیلے کوئی گستاخ تویند

آہ کا پہننے کیا عیش فستیلہ روشن

مفلسی میں کبھی جب حب کا جلا یا تویند

ولہ

اوس مسیحا کو اگر بھیجوں میں لکھ کر کاغذ
جان پڑ جائے اوڑے بن کے بو تر کاغذ
ہی مرا آب و صفائی میں جو گوہر کاغذ
او کو حروف کے دکھیا یگا یہ جوہر کاغذ
کھا کے رقتاں تم کی ترے ٹھوکر کاغذ
ای جفا پیشہ بن صغیرہ محشر کاغذ
بقراری کامری حال ہی جس نامہ میں
چاک کرتا ہی لفافون کو وہ اکثر کاغذ
نامہ لکھا ہی جو اوسنے خط تو امین مجھ
وصل کا کرتا ہی ایسا وہ تشرر کاغذ
سادہ کاغذ ہی جب نامہ کا جو
ہو گیا محبو وہ آب دم خنجر کاغذ

اپنے ہمراہ میں کچھ اودن شبیہ جانان
عیش گر مجبور افشان ہو میسر کاغذ

غزل عاشق

اوسکے بازو پہ دنیا کی نظر کا تویند
حور و غلمان پری جن و بشر کا تویند
یاد ہو کسکو محبت کے اثر کا تویند
کون لکھ دے مجھے اس درد جگر کا تویند

گو رکن چاہیے تعمیر ابد تک قائم
قبر عاشق سے قیامت ہی جو سر کا تویند

ولہ

<p>کس طرح جا بیگا اور کمرے پر کاغذ آہ کے ساتھ ہی رہا تا ہی جگہ کاغذ نہیں آتا کوئی لکھنے کو میسر کاغذ بھول جاتے ہیں وہ اکثر مرا پڑھ کر کاغذ خامہ حیران مرا ہو گیا ششدر کاغذ اور ملفوف لفافہ کے ہوا ندر کاغذ چار سو جس نے نہ دیکھا کہ ششدر کاغذ</p>	<p>نہ تو قاصد نہ صبا ہی نہ کبوتر کاغذ نامہ سوز درون یار کو کیونکہ لکھون اوس سے پیغام زبانی ہی صبا کہہ دو وصل کی یاد زبانی بھی دلانا قاصد لکھنے بیٹھا جو میں اوس آئینہ رو کو نہ ہو جو ایمائے شب وصل خط جانان میں ایک مضمون مری حیرانی کا وہ آدیکھے</p>
---	---

دفن کر دیجو کوئی ساتھ مرے نامہ مرا
چاہیے مجھ کو یہ عاشق کی محشر کاغذ

غزل حافظ

<p>تجھ پہ کھلتا نہیں کچھ نقرہ و زکات تو نہ نقش چلتا ہی نہ گڈا نہ فتیلہ ایسا شعر چوئی کے نہ کیوں آج قلم سے نکلیں مجبود و پرزے دیے اور کما عال نے چشم بہ دور ہوئی آنکھ کھلی بد بین کی دیکھتے ہی بت بے مہر ہوا ہی منت ساد جان من خیر تو ہی کس لیے آج آنکھیں سوز کی مینے یہ تعویذ بہت اچھا ہی</p>	<p>چاہیے تیرے لئے شمس و قمر کا تعویذ جیسا چلتا ہو گل اندامونہ زر کا تعویذ ملگیا ہی مجھے اوس شوخ کے سر کا تعویذ دیکھو تہہ دل نہ ہو شام و سحر کا تعویذ باندھا بازو یہ جو دلبر نے نظر کا تعویذ ہمنے دیکھا نہیں اس زور و اثر کا تعویذ بازو و نکا ہی نہ سر کا نہ کمر کا تعویذ بولے باندھین گے نہ ہم آپ کے گھر کا تعویذ</p>
<p>ہی مجھے حافظ مطلق پہ پھر حافظ</p>	<p>کیا کروں مانگے غیار سے در کا تعویذ</p>

ولہ

نہ رکے دم کی طرح یار کا دم بھر کا غنہ
 فرط شادی سے رکھوں دیدہ و سر پر کا غنہ
 ہاتھ میں لیکے وہ کر دیتا ہر جھر جھر کا غنہ
 بن کے قاصد لئے آتا ہی کہوتر کا غنہ
 لیلیا ہاتھ میں کیوں تو نے سنگر کا غنہ
 ہو رگ ابرو تسلیم بال سمندر کا غنہ
 ناخدا گلک رسن حرف ہنسنگر کا غنہ
 بھیسے جاتے ہیں عبث آپ برابر کا غنہ
 روشنی میں رخ خورشید سے بڑھکر کا غنہ
 کہ مجھے بھیجا ہوا غبار کا رکھکر کا غنہ
 تھر تھرانے لگے مثل دل مضطر کا غنہ
 اسکے باعث سے ہوا مثل شجر کا غنہ
 روشنائی قلم و قوت زن و مسطر کا غنہ
 حافظا ہونہیں سکتا کبھی تھر کا غنہ

شوق کتنا ہو کہ جب تک ہو میسر کا غنہ
 حال دل لکھ کے جو بھیجے مجھے دلبر کا غنہ
 نامہ بردیتا ہی جسم مرا جا کر کا غنہ
 لوگ بے پر کی اوڑھتے ہیں کہ سزار ہیں وہ
 محض قتل کی تصدیق جو منظور نہ تھی
 گریہ و سوز کا جو حال لکھوں میں اپنے
 کشتی قلب ٹھہر جاتی ہو خط لکھنے سے
 اوسنے لکھا ہی نہ لکھے گا جواب نامہ
 روئے روشن کا اگر وصف لکھا جا تو ہو
 مینے کھولا جو لافہ تو ہوا یہ طنا ہر
 بھیراری کا لکھوں حال میں اپنی تو معاً
 طبع رنگین گل اندام کے لکھے جو صفات
 خط لکھیں یار کو کس طور کہ ملتا ہی نہیں
 نقش ہو کیونکہ دل یار پہ حرف مطلب

ردیف راز مہملہ

غزل منوڈ

جان دیتا ہوں ازل سے اوس تم ایچاؤ
 صد قی سوا انصاف کر دوں کسی اک بیدار پر

<p>نالے سوے گنبد گردون چلے جاہیں آہ آتش رنگ خاکر ہودم و رزش صنم ہو گل رخسار پر او کے فدا اگر عنایب زندگی ہو مجھ اسیر زلف کی بخیر سے ہو وہ شوخ تندخوا یا اگر کھینچتی شبیر حسین مسکن بنا کر بیٹھی ہیں شل مکین ہو وہ ظالم طفل نادان دیتا ہو کر حکم قتل</p>	<p>تیر گویا مارتا ہوں بیضی فولاد پر پہنچنا خے کا گمان ہو پنجہ فولاد پر قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر موت کا آنا جنون موقوف ہی صدا پر لال ہو جاتا غضب سے قلم بہزاد پر آفرین میرے نشان خانہ برباد پر کھیلتی ہی موت عاشق کی سر جلا د پر</p>
---	---

ایسی ایجادیں وہ دم میں لاکھ دکھائے ملو
نازکب موجب کو ہو اس عالم ایجاد پر

ولہ

<p>کب رہا ہوں میں شادمان ہو کر خاشی میں بھی سو زغم ہی مجھے اہل عقبی کہیں فسانے مرے شیب کی عقل یاں شباب میں ہو کشتی عہد ساتھ جاتی ہو میرے دشمن جو تھے نہ تھے دفن ہوں نہ غافل شب جوانی میں تیرا دنبالہ قتل بنا کو خاکساری ہو سر بلندی میں</p>	<p>کہ ہنسی آئی تو فغان ہو کر کیون بنا شمع بے زبان ہو کر جاؤں دنیا سے داستان ہو کر پیر ہم ہو گئے جوان ہو کر پڑ کیا میں چلتا ہوں بادبان ہو کر جنگلے دوست راز دان ہو کر رات کا ٹون یہ پاسبان ہو کر نکلا ہی تیغ اصفہان ہو کر کیون زمین میں ہوں میں آسمان ہو کر</p>
---	--

ماگتا ہوں شادمان ہو کر	یہ دعا بہر حضرت علیا
تخت جنت ہو وان بضیب ملود اور رہے یان شہ جہان ہو کر	
غزل عاقل	
<p>واہ واجلاد پر اور آفرین اس یاد پر اوس کیسی پڑ گئی ہی آجکل صیاد پر داد پر بیداد ہی بیداد ہی بیداد پر بے بسی ہو بس نہیں چرخ ستم ایجاد پر ایک نالہ سے قیامت ٹوٹے گی حداد پر ہکو حیرت آتی ہو اس گلشن ایجاد پر بن کے جو ہر خون ہنسی کا خنجر فلاد پر دل مرا مائل ہو اجوا بس ستم ایجاد پر قمریان صدقے ہیں قد غیرت شمشاد پر</p>	<p>وار لاکھون میں کیا مجھ عاشق ناشاد پر ہکو پابند قفس کز تانین فریاد پر کیا کمربند ہی ہو ظالم نے مری بیداد پر سینکڑوں خوش رو جوان کیسے ملائی زخاک پر طوق ہو گردن میں میری باونین بڑی بڑی کوئی مثل گل شگفتہ کوئی مثل خار ہی سکرا کے قتل کرتا ہو تو قاتل دیکھنا یا آہی خیر کرنا کس بلا میں ہون بھینسا زنگ و بوہر ہی ہزار رن عنایہ بکا ہوجا</p>
عاقل تفتہ جگر کی فصد جو حشت میں لی چھالے کیسر پڑ گئے ہیں شتر نضا پر	
ولہ	
<p>تنگ آئے ہیں ناتوان ہو کر کشتی تن چلی روان ہو کر رہ گیا سنگستان ہو کر</p>	<p>سوے سربار ہیں گراں ہو کر غم کے دریا میں بادبان ہو کر ہون وہ ثابت قدم ترے در پر</p>

ماہر و تبحر سمجھنے جب دیکھنا بار بار یہ ہوا مرے قاصد	ٹھکڑے دل ہو گیا کتان ہو کر لاغری سے مین بے نشان ہو کر
ساتھ باد صبا کے چھپ چھپ کہ دل سے گھبرا کے آہ نکلتے ہے	پہنچا اوس تک ہوں ناتوان ہو کر لیک مشروط الامان ہو کر
وصل میں یون زبان ہن میں د ترجیحی نظروں سے چپکے صید کیا	تا دعادوں میں دوزبان ہو کر تیر مارے جھگھے کسان ہو کر
کیا ہی اوسوقت میں لئے ہمنے سوے کا کل چڑھے ہن کیا تر	بو سے خنج کے نیچاں ہو کر اک ذرا سے مزا جس دن ہو کر

مار گیسو کو چھو نہ اسے حائل

کاٹ کھا لگا دوزبان ہو کر

غزل عزیز

بن کے جوہر رہ گیا کیا خنجر فولاؤ کیا ہوا اے باغ بگڑی ببل نا شاد پر	مرحبا صد آفرین اپنے دل کا شاد پر وام میں بچا لے گی بچین نوچے ہو صیا د پر
پھر کہاں گلشن کسان گل آگئی جسہ مخمرا ہوٹھ ہم حسرت سے پائیں چوم لے وہ دگر لب	پھولتی ہیں بلبلین ہستی بے بنیاد پر رنگ تازہ زبان حسانہ ہزار د پر
جب چلا پیش جوانان چین وہ سرو قد کر دیا اکدم سبک بارگر ان ستر آج	نا تراشیدہ ہوئیں کیا بھستیاں شمشاد پر لوٹ ہو دل کیون نہ دست و بازو جلا د پر
رائیگان جاتے ہیں کوئی نا لہائے عاشقان ہم کو سو دے سر گیسو نے مارا جبر میں	گل سراپا گوش ہیں ببل تری فریاد پر ہو کے برہم آپ بگڑے کیون مری فریاد پر

یاد ہوتی ہی ہمیں کیا حسرت فرما دو قیس	آنکھ پڑ جاتی ہو جب چرخ ستم اچھا دپر
نقش پاگرو قد کا ماتھے آوے بھر دید	لات مارین قمریان اوگر سرشت کا دپر
جوش اشک بیلان ہی باغبان شبنم ہنیں	پھر نہ جاؤ آج پانی خانہ رصیا دپر

اپنی جان بازی بھی فخر عاشقان ہی عو غریز
خانہ تھا عشق کا کیا قیس اور فرما دپر

ولہ

دل مرا عاشق بتان ہو کر	رہ گیا سنگ آستان ہو کر
آج تم میرے میمان ہو کر	خانہ تن میں آؤ جان ہو کر
کیون نہ کرو و نہ ہو دماغ اپنا	آیا مہر و ہی مہربان ہو کر
کہیو باوصبا و سہی قد سے	رہ گئی سر و بوستان ہو کر
تیر سی شمشیر آبدار سنم	رہ گئی جسم میں زبان ہو کر
ناتوانی سے تار و امن کے	او بچھے پاؤں میں طیران ہو کر
گر ٹپے اوکے پاؤں غریب	بو سے لیتے ہیں ناتوان ہو کر
جھک گیا تیرے تیر سے قد پر	رہ گیا غم سے ہون کمان ہو کر
تیرے ناقہ کے ساتھ ہی لیلی	قیس پہنچا گسا زبان ہو کر
دل نے خون ہو کے بوسہ پایا ہی	جسم گیا لب پہ رنگ پان ہو کر
آج زخم جس کے گل دیکھو	جاؤ گلشن کو میرے یان ہو کر
بند ہووے کیون دہن اپنا	غیر بولے ہیں اک زبان ہو کر
باصبر پر ماہ روجو آجاوے	لکڑے ہو جائے دل کتان ہو کر

<p>دم میں گزر گیا لامکان ہو کر نگس سینہ ہو اگر ان ہو کر چکلی گرد و نیہ آسمان ہو کر</p>	<p>تیر نالہ کا اس کو کسان ابرو نا تو انی سے دم مرا ایجان وصف مہر سے یہ زمین غزل</p>
<p>نہیں کہتے عزیز آپ غزل پیر بنتے ہو کیون جوان ہو کر</p>	
<p>غزل تمیز</p>	
<p>غور کچھ کرتے نہیں ہوا ب مری فریاد پر خون کا قطرہ نہ گرتا دامن جلاد پر رنج سے راحت نگذری اس دل نا شاؤ داد ہم پائین گے روز حشر ان شاؤ دلبری کی ساری یہ ایجا دہی ایجا د پر سنحصر رکھے ہیں ہمنے آپ کے ارشاد پر قریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر کلک قدرت کا ہو عالم خامہ بہ زاد پر</p>	<p>آپ تو پہلے نظر رکھتے تھے میری داد پر رازیرے قتل کا افشا ہوا انا سے ستم عشق میں اوس بحر خوبی کے ہی جب آشنا جو رکھے ہیں کراٹا کا تبین نے آپ کے آنکھ میں سرمہ دہن میں پان اور لب پر صبر کا اپنے کرنے کے ہیں صاحب جقدر کا جہان جان دیتی ہیں رنج گلگونہ او کے بلبلین بازئی طفلان نہیں ہی جب کینچہ قصور یار</p>
<p>یار کے آنے کا مشرودہ جو سنا ہوا می تمیز آج شادی کا اثر ہی اس دل نا شاؤ پر</p>	
<p>ولہ</p>	
<p>پھٹ گیا دل مرا کتان ہو کر ای صبا آئی تو کھان ہو کر</p>	<p>عاشق حسن موشان ہو کر یہ لچلی دل کو راز دان ہو کر</p>

<p> بیٹھ کر اوسکے در پہ مین اوٹھا کھینچے از خود ہی یار کی تصویر ابروئے کج ادا نے نظروں سے دل بیل کو بیکلی ہے عبث راہ سے اونکو کسے بہکایا دل میں چھپتی ہی یار کی مرگان وصل کا راز سن کے غیروں نے داغ سینہ کے رنگ لائے ہیں مانگ شب بھر مزہ دکھاتی ہو لب خنجر پہ خون عاشق کا قتل کرتی ہی جنبش ابرو </p>	<p> رگیا سنگ آستان ہو کر رگہی دل میں حرز جان ہو کر تیرا راجھے کسان ہو کر پھر بہار آئیگی حزن ان ہو کر وہ تو آئے تھے مہربان ہو کر ناوک و خنجر و سنان ہو کر مجھے بگڑے وہ راز دان ہو کر گدازان گاہ بوستان ہو کر تاب گوہر سے لکشان ہو کر رنگ لایا ہی رنگ پان ہو کر برش تیغ جانستان ہو کر </p>
--	--

گھر میں رونق ہی آج کیا ہی تیز
 وہ جو آئے ہیں سیماں ہو کر

غزل خلاص

<p> طوق طاعت ہننے پہنا ہی اسی بنیاد پر دم بکھلتا ہوا کسی جنبش ابرو کے ساتھ نوک مرگان کی خلش ہو کام بخش عاشقان اسی صنم اتنا غرور حسن بھی لازم نہیں ایک نظارہ پہ کر دین جان شیریں کو فدا قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر کیا روانی اندون ہی خنجر فولاد پر کب شفا موقوف ہی یان نشتر فضا دہر اعتبار ہستی ہو ہو مے بنیاد پر تم اگر چاہو تو ہم سبقت کرین فرما دہر </p>	<p> قمریان عاشق ہیں قد غیرت شمشاد پر کیا روانی اندون ہی خنجر فولاد پر کب شفا موقوف ہی یان نشتر فضا دہر اعتبار ہستی ہو ہو مے بنیاد پر تم اگر چاہو تو ہم سبقت کرین فرما دہر </p>
--	--

بتلائے فکر گوناگون ہوئی طبع رسا
داد عالمگیر اس اخلاص کی فریاد پر

ولہ

رہ گئے میرے سیر میہان ہو کر
پھر میں آنکھوں میں تپلیاں ہو کر
بن گئے پیر لو جوان ہو کر
چوک جاتی ہی نکتہ دان ہو کر
ہو رہے دوست مہربان ہو کر

آج وہ مجھ پہ مہربان ہو کر
کیا حسینوں کی دیدہ بازی ہی
تیری کج بازیوں سے چرخ کن
نقل گردش میں جبکہ آتی ہی
کر سکے کیا بھلا کوئی دشمن

رہے اخلاص جان نثار ترا
تو رہے او سکا قدردان ہو کر

غزل عیش

ہی تصور اپنا ہی ہم مائل ہوں گرفتار
رقص کرتا ہی سراوس کا نینرہ بھلا دیر
قطہ قطہ تیار مایں خامہ فولاد پر
ہی بجا کر طعنہ زن وہ شخص ہین فریاد پر
یہ کہان وہ ہم جو بھولے تھے مٹھاری یاد
کیا کر گئی گر کے بجلی خرمن برباد پر

ایک کیا او کو تو سو سوتا نہیں بیدار
پانی یہ معراج عاشق نے ترے ہو کر شہید
کلمہ سکا سارا نہ شوق وصل و گھس گھس گیا
زندہ ہیں نہ سچوٹ کر سنگ در جانان جو
تم ہمیں بھولے فراموشی اسید کا نام ہے
آتش ہجران نے جان تن کئے خاک سیاہ

او کی نظروں میں سبک جسے ہوئے عیش ہم
ہو گئے ہن بار اپنی خاطر ناشاد پر

ولہ

استحان لو جو مستردان ہو کر نور آنکھوں میں تن میں جان ہو کر کام حاصل کیا ہی مرٹ کے ہوں وہ بیل کہ میں ہمیشہ رہا ہجر جانان میں چادر مہتاب ریشک رخ سے بھرتارے محفل میں	سرکھٹ آؤں شادمان ہو کر یان رہو آپ مہربان ہو کر نام پایا ہی بے نشان ہو کر گل میں بو کی طرح نہان ہو کر گر پڑی مجھ پہ سہسان ہو کر اور چلی شمع اب دھوان ہو کر
---	--

عیش انسان سب سے فضل ہو

فائدہ کیا فرشتہ خان ہو کر

غزل عاشق

قریہ دعویٰ غلامی کا ہی کس بنیاد پر پھرتی ہو آنکھوں میں چپ کر او کی چشم دل فریب صورت یا جوج کیا اعدا پس لوار میں گر یونہیں ہی خاں دل میں یہ الفت کی بنا ہم صغیر و ہر مائی میں اسیر کا مزہ عشق کیسویں کسی حداد پر تہمت ہو کیا جب شبہ یار کو دیکھا تو بیخود ہو گئے سیر گلشن دیکھ کر مقتل مجھے یاد آ گیا فرمانبرداری اسے کہتے ہیں السی فکر میں	سر خود عاشق ہی میرے غیرت شمشاد پر حور کا ہو گا ہی تجھ کو ایک آدم زاد پر قہقہہ زن ہیں جو میرے نالہ و فریاد پر گھبرا بیٹھیں گے اکدن عشق کی بنیاد پر مرغ دل مائل ہی دام کیسویں صیاد پر پیریاں پہنی ہیں ہمنے عمر کی بنیاد پر نقشہ حیرت نے جایا مانی و ہزاد پر دار کا ہوتا ہو دھوکا قاست شمشاد پر یہ غزل عاشق نے لکھی آپ ارشاد پر
--	--

بول

آہ سے نکلے ہو دھواں ہو کر	آتش عشق یوں نہان ہو کر
رہکیا تن میں دھجیاں ہو کر	جوش و حشت میں اپنا جائزہ تن
سیری کشتی کا بادبان ہو کر	لیچل اوس بحر حسن تک ایابر
عشق میں آنکھوں سے روان ہو کر	مجھ پہ طوفان اوٹھاتے ہیں لڑیکہ
وہے تقدیر داستان ہو کر	دیتے ہم دل ہیں تم نہیں لیتے
تیغ قاتل چلی زبان ہو کر	دہن زخم دیکھ کر خندان
رہ گیا سنگ آستان ہو کر	اوسکے در سے پھر نہ قاصد کیا
دل بیل کی داستان ہو کر	گوش زد ہو صبا تو اوس گل کے
رہ گیا سینہ میں نہان ہو کر	کسی بیدرد کا یہ تیرے نگاہ

اوسکے کوچہ کی اب زمین عاشق

رنگ بدلے ہو آسمان ہو کر

غزل حافظ

ناز ہو کر اپنے ہر جذبہ و فریاد پر	اونکو غرہ اپنے حسن و غرہ و بیداد پر
حوصلہ بڑھتا ہی جاں بازی کا ہر بیدار پر	بے سبب مرتے نہیں ہم اوس ستم ایجاد پر
آنکھ بڑھ جاتی ہی تعلق کے جب صا د پر	محکوم آجاتا ہی اوسکی چشم میگون کا خیال
خون کا ہو گا بسا ناگردن جلا د پر	ہی ترے ابرو کا ایما قتل کی میرے دلیل
بھید لگا شوق میرا نہ اپنا یاد پر	مفت لون کیوں بار احسان تیرا ہی پیغام
سب بھروسہ کر کے جاتے ہیں مسافر زاد پر	تو شہر عشقی منرا ہم چاہیے کرنا ضرور

سرکشی لازم نہیں اپنی کمال زہر پر واعطا حورین ہیں غائب دختر ز پیش من نالہ کرتا ہوی دلبر ہمارے ہجر میں داغ خون میں ہیں گویا اور ہیں جو ہر حرف سخت جانوں نے نہیں پالا پڑا ہوا آپ کا	قر نازل ہو گیا اکدم میں قوم عاد پر اب چلوں کہنے پہاؤ کے یا ترے ارشاد پر کام تیشہ نے کیا تھا جو سرفرما د پر قتل کا محضر ہو گیا خنجر فولاد پر منہ کی کھاؤ گے نہ بھولو خنجر فولاد پر
--	---

یا د کرتے کرتے او کو بھولا حافظ آپ کو

مرحبا اس بھول پر صد آفرین اس یاد پر

ولہ

تم زبان میں رہو بیان ہو کر بھیدت کھول راز دان ہو کر دیکھ کر مجھ کو انتظان سے مجھے رہتے ہیں وہ ہماری نظروں میں ایز میں نے مجھے نہ تو تکلیف سیر حیرت فزا دکھاتے ہیں بے تکلف خیال دلبر میں کس طرح جا ئیگی شب فرقت پہنچے ہم کوے یا تک لیکن	اور قالب میں میرے بیان ہو کر دشمنی کرنے مہربان ہو کر پہر گیا یا رہسربان ہو کر لیک مثل نظر نہان ہو کر شیوہ یار و آسمان ہو کر داغ دل رشک بوستان ہو کر گھر کیا میں نے ناتوان ہو کر جگمگی مغز استخوان ہو کر کیا بتائیں کہاں کہاں ہو کر
--	--

نگ و ناموس کیسا اسی حافظ

پاؤ گے او کو بے نشان ہو کر

غزل عسکری

کیا ہی جو بن ہی قیامت قامت جلاؤ
دیکھ سیر اضعف او سپر ہو گیا ایسا دواں
سرو کے کھینے سے بستان بنی تو بیم ہو یا
ضعف سے ہوا کہ بھی لب تلک آنا محال
جسکی برانی سے حیران تیغ و خنجر تک ہو
قریان پھیتی نہ کیو نکرب کہیں شمشاد پر
لوما بھاری ہو گیا ہر دیکھ لو حداد پر
رحم کرتے سب ہر صاحب بندہ آزاد پر
ای ہو گیا نالہ آوے پھر مری امداد پر
طعنہ زن ابرو نکمیں ہونے ششہ فولاؤ

عسکری ترک سخن کرتی ہی ناقدری ضرور
جب بھلا اہل سخن کے بند ہوں لباد پر

ردیف زائچہ

غزل نمود

چلا وہ گل تو ہو یوں گلستان سبز
فدا اک آن میں سو جانے ہو رنگ بہا
چراغ ماہ پر فاتوس سبز کا ہو گمان
جہان میں حورو پری میں بزم نکمگی
جو یاد آ یا کسی شعلہ رو کا سبز خط
جو جوش گر خون ہو رنگ ابر بہار
ہر ایک بھرنے لگا طوطی ہمار کا دم
یہ رو سفید ہیں جبت ہو سبز بخت کی
کہ جیسے ہو قدم خضر سے بیابان سبز
ہیمن سبز سے ہر نخل قد جانان سبز
لباس پہنے جو وہ رشک ماہ تابان سبز
ہو ایہ گلشن عالم میں حسن انسان سبز
تو نکلا دل سے میرے دودا ہ سوزان سبز
تو آب اشک کرے کوہ اور بیابان سبز
عجب ہو کیا ہو پر ہد ہر سلیمان سبز
تھیں گیاہ سر مدفن شہیدان سبز

منو دھونہ خط سبز مصحف رخ پر
لکھے نہ کاتب قدرت حروف قرآن سبز

ولہ

نزدیک تصور سے ہوی دور کی آواز
وہ برق تجلی ہیں بنائیں ہمہ تن گوش
سنتا ہوں تقبل کی صدا وقت عین
وہ زار ہوں دل سے جو چلی خلق میں ٹھہری
بدخواہ نکو کار شقی ازلی ہیں
برسات کا آنا ہوا فرقت میں قیامت
فردوس سے آتی ہو مجھے حور کی آواز
ایک کاش سنون برق سر طور کی آواز
اب کون سنے بلغم باعور کی آواز
تالاب نگہی عاشق رنجور کی آواز
آتی ہو یہی بلغم باعور کی آواز
ہو رعد کی آواز مجھے حور کی آواز

وہ رند خرابات کس میں ہیں منو دھاپ
سفلت کو کس میں بادہ انگور کی آواز

غزل عاقل

یہ زخم سبز سے اپنا ہوا گریبان سبز
ڈسا ہوا نمی کا کل نے تیرے جگوںم
منو دعارض گل رنگ پر نہیں سبز
لکھے ہیں سبزہ خطونکے جو وصف میں شبا
نہ ہو گا ایسا کوئی دامن بیا بان سبز
حد سے اوکی اوگا سنبھل پریشان سبز
لکھا ہی کلک زمر دے حق نے قرآن سبز
بسان صحن گلستان ہوا پنا دیوان سبز

گری ہیں بجلیاں آہونکی اس قدر عاقل
ہنو گا ابر سے اپنا کبھی بیا بان سبز

ولہ

یہ نالہ دل ہو کہ کوئی صورت کی آواز سکر تری باتیں نہ اوڑے کیوں ل عالم شاید کہ تپ غم نے کیا خاک بسلا کر دیکھا تو مقابل نہ ترے حور و جنان ہین موسیٰ کوئی ہووے تو سنے کان لگا کر	شعلہ کی بھڑک ہو دل محرو کی آواز لہجہ جو پر سی کا ہو تو ہو حور کی آواز آتی نہیں اب تو دل رنجور کی آواز اک دل کو لبھاتی ہی عجب دور کی آواز غاموش نہیں ہی شجر طور کی آواز
--	--

ساکت ہو عجب فرط غم و رنج سے عاقل
لب تک نہیں آتی کبھی مہجور کی آواز

غزل عزیز

کیا یہ سبزہ خط نے ہی روئے جانان سبز سر شک چشم سے میرے اور آہ سوزا لے جو وصف سبزہ خط میں کبھی لکھوں نامہ گرا کے برق شرابا خال کر ڈالے جو پھیرا دست خنائی تو لہلہایا خط جو سرخ زخم جگہ سے مرا گریبان ہی ہمارے دیدہ تر سے ہین زخم جیسے ہے نہ ہووے بارش باران لطف حق جب تک	کہ لعل لب بھی بنا طوطی خوش احسان سبز سیاہ چلکے ہوا کوہ تو سیا بان سبز ابھی چینی کبوتر ہمارا ایجان سبز کیسی کشت کو دیکھے جو چرخ گردان سبز تماشا ہی تر آتش ہوئی خیابان سبز کرنیکے دیدہ تر دامن بیابان سبز کرے نہ کشت کوئی ایسی ابر باران سبز کرے نہ تخم تناکو آب حیوان سبز
---	---

جو آیا لیکے گلستان عزیز وہ گل تر

ہسان تھمہ گلشن ہوا دبستان سبز

ولہ

<p>در پردہ سنی ہر بت مغرور کی آواز بڑھنے نہیں دیتی دل رنجور کی آواز کیون لٹ کے یہ شیشہ دل چور ہو جا خاموش نکلیں اشک روان ہوں شرکان ہم سر کو اٹھاتے ہیں کوئی آپکے در سے چلائے نکلیں نعت جگر آسہ مرگان پردہ سے ہمیں بھی تو سنا دو کوئی گفتار شیدا ترے حسن کے کیوں جن و بشر ہوں اسی چرخ کس ہو گا اوسی دن تجھے معلوم نر و دیکھتے دیکھا تو ہما تھا ترا سا یہ مرقد میں گمان ہو گا ہمیں نالہ دل کا ہو عشق کا سردار وہی جو ہی سردار</p>	<p>کیون قرب قیامت کا نہ ہو دور کی آواز چیخے تو قیامت ہو کہ ہی صور کی آواز پتھر سے نہیں کم بت منور کی آواز کب دار سے آئے سر منصور کی آواز جان بخشی ہی ایجان تری دور کی آواز تھی دار پہ خون سر منصور کی آواز موسیٰ نے بہت جا کے سنی طور کی آواز ہزار پر پی نور قمر جو کی آواز جسد کہ شہر اوٹھے صور کی آواز سچ ہو کہ ہوا کرتی ہی خوش دور کی آواز ہو وگی سرائیل کے جب صور کی آواز ہی دار پہ یہ حضرت منصور کی آواز</p>
--	--

سن سن کے غزل آپ کی کہتے ہیں غریب
 چمپتی ہی کوئی سا غم مشہور کی آواز

غزل تمیز

<p>ہو آج وصل سے میرا نہال ارمان سبز فراق سبزہ خط میں جو رویا میں جشی و ہمارے دیدہ گریان پر رحمت حق ہو نہیں یہ سبزہ خط اوکے مصحف رخسار</p>	<p>لباس تنے جو پہنا ہی اکر بھان سبز تو آب اشک سے کوسون ہوا بیابان سبز کہ خشک سالی میں ہوتی ہو کشت دہقان سبز لکھے ہیں کاتب قدرت نے حرف قرآن سبز</p>
--	---

لباس سبز ہو قاتل کا مرہم زنگار | لگا کے پھا کر وں میں بھی زخم خندان سبز

صفت لکھی جو تمیز او کے سبزہ خط کی

ہو ابرنگ زمرہ مرا قلمدان سبز

ولہ

ہی شور جہان میں کہ یہی ہی صورت کی آواز

فردوس سے آتی ہے مجھے حور کی آواز

بیل کی شاہ نہیں عصفور کی آواز

خوش محکومین آتی ہے مسرور کی آواز

سنتا ہوں کسی کی جو کبھی دور کی آواز

کیا خوبی کی ہے صاحب مقدور کی آواز

کرتی ہے قیامت دل رنجور کی آواز

سن لیتا ہوں عشق کی مین دور کی آواز

اعلیٰ کے سیطرہ نہ ادنیٰ ہو برابر

ہوتا ہے بہت اوس سے طبیعت کو تنفر

ہوتا ہے گمان متا صد گم گشتہ خود کا

آجاتے ہیں دس ایک کو بھی گروہ پکاری

رو نہیں تمیز اپنے جو نالوں کا سنون شور

جانے وہ کہ دریا کے ہی یہ پور کی آواز

غزل خلاص

مری نظریں سماتا نہیں گلستان سبز

اوگی ہے دوب مگر گرد آب حیوان سبز

کہ باغ و بہرین ایسا نہ ہو گلستان سبز

بسا ہوا نکھونین جہنم سے خط جانان سبز

گمان ہو خضر بو پیر جو سبز خط دیکھے

کھلائے سبزہ خط نے وہ گل مرے دل پر

جلا ہے سوز غم زلف میں یہی دل خلاص

کہ دو دآہ سے پیدا ہوں سنبھلستان سبز

غزل عیش

جو پہنے جامہ وہ ہم مرتبہ سلیمان سبز	بلائیں آکے لیں قرآن جائیں پر یان سبز
صدائے غنچہ کو پیغام مرگ سمجھے ہم	بزرگ زہر ہو بے یار یان گلستان سبز
بجھائے قاتلا گر میرے آب زہر میں	تو کیا عجب ترے تیرون کے ہو دین پیکان سبز
کھلا یہ تیغ کا کیا تیری جو ہر ارون پر	کہ اوکے ہول سے ہی رنگ وٹی انسان سبز
وہ سبز بخت ہوں سایہ اگر مرا پڑ جائے	تو رنگ بدلے اوسیدم ہوشاں مرجان سبز

دعا یہی چین دہرین ہی عیش مری
خزان نہ آئے رہے نخل قد جانان سبز

ولہ

سن لون جو میں شتاق خدا صور کی آواز	ہو میرے لیے وہ دہل دور کی آواز
حق ہی یہ جو ہر دار پر تصور کی آواز	ہو گی نہ بلند اس سے کبھی صور کی آواز
بیٹھی ہو کچھ ایسی ترے مہر کی آواز	ہو جیسے کہ کھائی ہو سیندور کی آواز
مان سنگ فلاخن کی طرح لگتی ہو آکر	غصہ میں دمان بت مغرور کی آواز
باتون میں ہلا وہ لب پاخور دہ سہجھا	ہو جنبش برگ شجر طور کی آواز
میں عشق مجازی سے حقیقی کو جو پہنچا	نغمہ ہو میرے لیے زنبور کی آواز
جنت تو بہت دور ہو ای حضرت زاہر	بولیں تو سنا دین وہ تجھے حور کی آواز

کیا خوب ہوا و سد مہم تن گوش بنون عیش
جب بجو سنا دین وہ بہت دور کی آواز

غزل عاشق

کس ساقی بدست کا ہر دم ہی تصور	نالہ ہی مرا یا کسی مخمور کی آواز
-------------------------------	----------------------------------

تم چپکے ہی چپکے نہ بنایا کرو باتیں ہاں | گو پاس ہوں سنتا ہوں لے دور کی آواز

حاصل ہر فغان میں مجھے بس غامشی عاشق
جسدن سے سنی اوس بت مغرور کی آواز

غزل عسکری

ہوا ہی سبزہ خط سے یہ روئے چنان سبز | کمان ہر سبزہ خوابیدہ گلستان سبز
سیاہ ہاتھ غما سے ہوئے ہیں شوخ کب | یہ عکس خط سے ہوئے پنچہ ہائے مرجان سبز
کیا ہی سوگ شہیدان سبزہ خط کا | لباس تو نے جو پہنا ہی اری مرجان سبز

وہ عسکری سے یہ کہتے ہیں کیے چادر سبز
درست جانتے ملیوس ہیں سلیمان سبز

روایت سین مملہ

غزل منوڈ

کام غفلت کا دلا اب نہیں ہنسا کر پاس | خواب آئے نہ مرے دیدہ بیدار کے پاس
دیکھ لے مجھ کو وہ اونس غیرت گلزار کے پاس | پھول کو جس نے نہ دیکھا ہو کبھی غار کے پاس
ہی جو ہر بحر میں کاغذ میں صدق کا عالم | ابر نیسان ہی کوئی کلک گمبار کے پاس
اشک خون ابر مرثہ سے نہیں ہوتے ہیں دوا | قلم خون ہو ہیان دیدہ خونبار کے پاس
ہو یقین پتے رہیں زاہد سالوس مدام | ہو جو مسجد بھی کوئی خانہ خمار کے پاس
نور ایمان دلا تیر گئی کفر میں ہی | کچھ چپکے نہ کی بھی ہو ایشی شب تار کے پاس
شوق نظارہ ہی یا تنگ میں کتا ہوں منوڈ | ناسہ برا نکھ ہی لیجاے مری یار کے پاس

ولہ	
لیچلا ساتھ نامہ بر افسوس دور سے کچھ اشارہ کرتے ہیں وہ جو کہ غافل ہیں عہد پیری میں مائے ڈھونڈوں کمان کمان کو نکو جان تن کی بھی یان نہیں ہنسر کچھ عجب حال ہو کہ اہل جہان زلزلہ شہگون سفید انکی ہوئی	عقل و ہوش و دل جگر افسوس آر برقی کی ہو خبر افسوس خواب میں ہیں دم سحر افسوس پھر چکا ہوں کہ ہر کہ ہر افسوس پر ہیں مجھے وہ خمبہ افسوس کھاتے ہیں مجھ کو دیکھ کر افسوس شام اب ہو گئی سحر افسوس

جلے عبرت نمود ہو دنیا

پر ہو غافل یہاں لشبر افسوس

غزل عاقل

کون ایسا ہو کہ لیجا سے ہمیں یار کے پاس خضر آئے بلب چشمہ حیوان ہیں مگر گرد کیونکر نہ ہوں اوس غیرت گل کے عدا	دل ہی پہلو میں نہیں ہو بیان بیمار پاس سبزہ خط یہ نہیں ہو لب دلدار کے پاس باغ میں پھول بھی ہوتا ہی دلا غار کے پاس
--	--

منہ بھی عاقل نہ کرے سو قصہ حیرت

ہاتھ آجائے جگہ گرتی یار کے پاس

ولہ

کر تا آتا ہی نامہ بر افسوس کون ہی نہیں جسے غم ہجر	نہیں آتا وہ سبب افسوس نالہ کرتا ہی دل جگر افسوس
--	--

<p> لشکے سینکڑوں ہی گھرا فوس ننگ دراور ہمارا سرفوس تنجکوا تک نہیں خبرا فوس ایسے ظالم نے نوچے پرا فوس اب تو زیبا ہی تو بھی کرا فوس آہ میں کچھ نہیں اثرا فوس نظر آیا نہ وہ مسترا فوس فصل گل ہی نہیں ہیں پرا فوس زور رکھتے ہیں کچھ نہ زرا فوس تنکے چننے ہیں در بدر افسوس </p>	<p> عشق خانہ خراب کی دولت تیری فرقت میں اوبت ترسا ہو گیا دفن تیرا دیوانہ فصل گل تک ہی زندگی بیل قیس فرقت سے مر گیا لیلی لاکھ چلاے پر نہ وہ آیا خاک دیکھینگے مہر و مہ کو فلک یوں قفس میں ہی نوہ بیل کا وصل اوس سیم تن کا کیونکر ہو ہنشین اوس پری کے دیوانے </p>
---	---

دیکھ پشانی تیری ای عاقل

کرتے پھرتے ہیں سبشرا فوس

غزل عربیز

<p> موت بھی آتی نہیں اب ترے بیمار پاں پھول جاوہ اگر پاؤں رکھے خاک کے پاس میکشوکیا ہی کی ساتی سرشار کے پاس آج کانٹے سے ٹھٹکتے ہیں وہی خار کے پاس رکھنا جا کر ہوش کو مرے گلزار کے پاس بات بھی کیجئے بیٹھے ہو جو دوچار کے پاس </p>	<p> کوئی اتنا تو کو جا کے ستمگار کے پاس فیض مقدم ہو وہ گرو کا کہ اللہ اللہ خم کے خم آج اوٹلنا ہی وہ بیخاڑ میں باغ عالم میں شگفتہ تجھے جو گل کی طرح بعد مدت ہوئی صیاد کو الفت گچھیں کس لئے بزم میں ساکت صفت بت ہونم </p>
--	--

شیشہ دل کی طرح کا سہ فرق عشاق	چور ہو ہو کے پڑے ہیں بت میخوار کے پاس
ٹوٹ کر جیسے گل تر کوئی کا ٹوٹنیں پڑے	آج بیٹھا ہوا وہ گل یون مرا عیار کے پاس
کیجو رحمت سے آہی مری شکل آسان	بار عیاض کی فزون تر ہو گنہگار کے پاس
جان بری آج ہی قتل سے خدایا شکل	لاتا ہوا میان کو غلام نہیں تلوکار کے پاس

سرخروا و سکو کرے دم میں گل سا غریزہ
آبلہ پاؤں کا ٹوٹے جو مرا خار کے پاس

ولہ

مارا پھرتا ہوں در بدر افسوس	تجھ کو مطلق نہیں خبر افسوس
آنکھوں کی کھونچیں چلے دیے اوٹھکر	کسکی اوٹھو لگی نظریں افسوس
عشق کے نام سے تو نفرت تھی	دل میں کیسے ہو گذر افسوس
چلے دیے دل سے صبر تاج قرار	ایک باقی رہا جس گرا افسوس
بھول کر بھی نہیں وہ آئے ابھی	نہیں آہوں میں کچھ اثر افسوس
ملکے آسکون میں بگئے پہلے	دل کمان ہو کمان جگر افسوس
کسکے رشک خرام سے قمری	گڑ گیا سرو تا کسرا افسوس
دلفین کھولے جو بام پر آئے	پھنس کیا طائر نظر افسوس
پھسلی پڑتی ہو رہ و صاف سے کیا	ٹھیر سکتی نہیں نظر افسوس

ہجرین گذری عمر یو نہیں غریزہ
شب جو ہو آہ تو سحر افسوس

غزل تمیز

جانبے دربان ند گیا مجھے ولہ ار کے پاس جب میں جانوں کہ مرسی آہ میں تاثیر ہو کچھ خال و خط عارض جانان پہ بھیجیں عشق سن طفلی میں سنوارا تجھے ہم نے ایشوخ سر مرا کاٹ کے چاٹے گی کہیں کس کا مو پڑ گیا وعدہ خلافی کا ہے لپکا اونکو	پڑ رہیں جا کے دلا سائے دیوار کے پاس خود بخود آئے سیماد دل بیمار کے پاس حرف قدرت ہیں یہ نقطہ ہیں خسار کے پاس اب جوانی میں تکیوں تہا ہی غبار کے پاس تیغ عریان جو ہر اب قاتل خونخوار کے پاس حرف انکار نہیں آتا ہوا سر ار کے پاس
--	---

چہرہ صاف سے پھسلی جو گاہ اپنی تمیز
مدتوں اون بھی رہی کا کل خمدار کے پاس

ولہ

ہجر جانان میں در بدر افسوس نہ ملا مجھ کو باغبان کبھی تیر قاتل نے دل نگار کیا سوے دریا گئے جو وہ تو پڑی دیکھیں گراوس پری کا حسن جاں وہ جو پہلو سے اوٹھ گئے شب وصل دیکھتے تک نہیں وہ میر لطیف جب وہ ہر و کرنے میں چرم	پھر تا ہوں میں کہ ہر کہ ہر افسوس نخل اسید کا ثمر افسوس توڑا در پردہ یہ جگر افسوس شوح چشموں کی بد نظر افسوس جن تاسف کریں لبشر افسوس آہ کرتا تھا دل جگر افسوس آہ میں کچھ نہیں اثر افسوس آسمان پر کرے قمر افسوس
--	---

ہو لحد سے تمیز ہر آشغوش
نہیں آتا وہ سید لبشر افسوس

غزل خلاص

دُھوٹنے سے بھی نکلے کبھی دوچار پاس	داغِ فرقت ہی جو میر دل غمخوار کے پاس
کہ عیادت کو نہ آئے کبھی بیمار کے پاس	حیف یہہ سنگدلی آپ کی اللہ اللہ
وہ نہیں مین کہ رہوں روزِ نر بولیا کے پاس	قتل کرنا ہو تو کہ ہوں ترے در پر خنجر
تم اگر بیٹھ گئے بزمِ مین اغیار کے پاس	دیکھ لینا کہ قیامت وہیں برپا ہو گی ڈھ

ہو تمنا ہی اخلاص کی خالق سے ملام
حشر کے روز رہے احمد مختار کے پاس

ولہ

اور کے جاتا ہوئے نہ پر فوس	دور تیرا ہی یا رکھ فوس
کوئی تدبیر کا گر فوس	اوسکے ملنے کی اب نہیں ہوتی
مجبور رہتا ہی بیشتر فوس	تیری باتوں کا امیبت بہ خو
اور کرتے ہیں آپ شرفوس	ہم کرین یوں ملاپ کی باتیں
رہ گیا تن پہ بار بار فوس	نہ چلی تیغ ابرو سے قاتل

آکے دنیا میں بھینس گئے اخلاص
کچھ ادھر اور کچھ اودھر فوس

غزل عیش

موت بہتر ہی گذرہ نہ اگر یا کے پاس	سب جہاں ہیچ ہی جو ہم نہیں دلدار پاس
یہہ سپاہی وہ ہیں تھے ہیں جو نرا کے پاس	نالہ و آہ و فغان ساتھ ہیں دیکھے ہر دم
ہکولائی ہی قضا آپ کی تلوار کے پاس	کیجئے رحم نہیں مرنے کو خود ہم آئے

کی بہت غور جوہنہ تو ہوا یہ ظاہر
باتیں جب کرتے ہیں ہم گھڑین تو باہر غار
زنگ بول جین ہو وہی ہر غار کے پاس
خون سے سہمے کھڑے تھے ہیں یو اگر پاس

آپ سے عیش سے دم بھریں بگڑ جاتی ہو
خوب ٹھیر گئی جو ٹھیرو گے تم اغیار کے پاس

ولہ

کل تھا جس سر پہ تاج زرافسوس
مچو ہوا دیکھے حال پر افسوس
آج ہو خشت زیر سر افسوس
ہیں جو عقبی سے بیخبر افسوس
یون یہ بچو لے پہلے شجر افسوس
نہیں وائیک مرا گد زرافسوس
ہو بجا مجھ سے جو ہو اہی قصور
دہشتہ حسن ہو فقیر موہنیں
اگر کروں او سکا عمر بھر افسوس

صبر بہتر ہی ہر شہر کے لئے
عیش تو غم نہ کھا نکرا افسوس

عندل عاشق

ابو خوش ہو گا دلا جا کے دل زار کے پاس
سر سئی خال ہو کب ابرو سے خمدار کے پاس
روز آتا تھا کہ لچل مجھے دلدار کے پاس
اک سپر رکھ لی ہو قاتل نے یہ تلوار کے پاس
جیسے سہل ہو تڑپا کوئی بیمار کے پاس
پہناستیج کو کا فر نے جو زنا کے پاس
فرقت یار نے او سکو بھی دکھائی فرقت
چشم کیفی کے تصور کا بڑا کر سودا
نیند آئی جو مرے دیدہ بیدار کے پاس
گھر بنا بیٹھے ہیں ہم خانہ انوار کے پاس

در قاتل پہ تو بر پا ہو قیامت لیکن قتل ہوتے ہیں بہت روزن دیوار کے پاس

ایک نظارہ سے سہل تو ہوا ہی عاشق
سینکڑوں تیر ہیں اس ترک ستمگار کے پاس

غزل عسکری

دفعہ لازم ہو مرا کوچہ دلدار کے پاس
تو بھی غرض سے ذرا دیکھ تماشا عجیب
تیرے سودازہ زلف کا یہ حال ہوا
تیری الفت نے یہ رسوا کیا عالم میں مجھے
شک آتا ہے مجھے بزم پر رویاں میں
جانتا ہے کہ یہ ہو جائے گا مردہ زندہ
غنجہ دل پہ نہ ہو کیون غلش نوک مرثہ
جیتے جی پھر نہ اوٹھا کوچہ سے ہرگز ہرگز
کیفیت اپنی بھی ہو جاتی جہان میں دشمن
بے عصا کے تو ہی بیمار کا اوٹھنا مشکل

یعنی بیل کا نشان چاہئے گلزار کے پاس
سینکڑوں چھوڑتے سر میں تری دیوار کے پاس
کہتے دیوانہ ہیں جب جاتا ہی ہشیار کے پاس
یہی چرچا ہو جو بیٹھوں ہوں میں دیوار کے پاس
بیٹھے جب دیکھتا ہوں یار کو اغیار کے پاس
کیا سیہ نفس آوئے دل بیمار کے پاس
جائے گل ہوتی چین میں بھی تو ہی غار کے پاس
جو کوئی آگیا ہی تھے طرہ دار کے پاس
وای تقدیر نہ پہنچا اولی الا بصر کے پاس
یعنی دنیا بھی ہو چشم ستمگار کے پاس

عسکری ساتی عیار دم نشہ مگر

چھوڑ دیتا ہے مجھے نمائے خاک کے پاس

ولہ

ہر گشت دست کو ملکر افسوس
ہو اسی غم کا تو گھر گھر افسوس

بریں آیا نہ وہ دلبر افسوس
نہیں آتا ہی ستمگر افسوس

خفتگی طالع برگشتہ کی دیکھ	پھر گیا گھر سے وہ اگر افسوس
لب تشنہ نہیں سیراب ہوئے	نہ پھری تیغ ستگر افسوس
شکوہ جسم بگر پر بولا	اسکا کرتے ہیں دلا ورافسوس
دیکھنا تشنہ لہی کی خو بی	نہ اوٹھایا رے ساغر افسوس
تجھ پیہر بان ہوئی قربانی جان	نکرو ذبح مجھے کرافسوس
ضعف یہاں تک ہو کہ ہیریل شرک	لیچلا مجھ کو ہب اکرافسوس

نہ ملے عسکر می جب داد سخن
کیون نہ ہو شعر سنا کرافسوس

ردیف شین معجزہ

غزل منود

کرتی ہو مجھ کو صفائے رخ دلبر بیوش	ہو وہ آئینہ کہ ہو جائے سکندر بیوش
عشق حویران بہشتی کے اثر سے واعظ	نظر آتا ہی مجھے برسر منبر بیوش
کم ہیں ہشیار دلا اہل حسرات کین	نشہ بادہ غفلت سے ہیں اکثر بیوش
ہوش کیا بادہ پستی کا ہو دنیا میں نہیں	جنگو رکھنا ہی خیال مٹی کو تر بیوش

کیا منود آپ کو عشق فتنہ کی ہو خبر
ہوتے ہو سنکے احادیث پیہر بیوش

ولہ

ہو چکا ہوں میں جان بلخاموش
وہ مسیحا رہے نہ اباخاموش

کیا ہوا ان ذکر عالم اسباب کون جانے تری حقیقت کو اور بھی عرض مدعا باقی آتی ہو شہر خامشاں صد ہو تلی اوس آئینہ رو کی مانگتا ہوں وہی مجیب دعا روح ہو شمع بزم عیلتیں	ہوتی ہو شمع مہرب خاموش بیٹھے ہیں انجمن میں رغبات بولے وہ ہو گیا میں جغبات آئے یاں ہو کے رجب رغبات کیون نہ ہوں ساکن طبات اس صدا سے نہیں میں رغبات ہو چراغ حیات جب خاموش
---	--

حاصل کا وہ پوچھتے ہیں ملو
ہی قیامت رہے جواب خاموش

غزل عاقل

قاتلا کیسا ہوا خون بہا کر بیہوش نشہ رمی سے ہوئے سب نہ سراسر بیہوش محتب انین بیان سیکیش و خم و نین کر دے مدہوش خدایا تو مجھے بھی ایسا مرحبا آفرین شاہ باش ہو تجھ کو ساتی آنی حضرت داؤد نین خوش آواز تیغ قاتل ہو غضب تن یہ وہ خط کہیں	ابھی سہل ہو سے تیرے نہ تڑپ کر بیہوش ساقیا تو نے کئے جلوہ دکھا کر بیہوش نشہ زر سے ہوئے ہیں یہ تو نگر بیہوش جیسا موسیٰ کو کیا جنود کھا کر بیہوش ایک جلو میں کیا محب کو چھکا کر بیہوش سب کو کہتے تھے وہ احسان سدا بیہوش دیکھ کر ہوتے ہیں عاشق مرا محضر بیہوش
---	---

عمر گد رگی یو نہیں شغل بتان میں باحق
عاقل کچھ تو بجا ذکر خدا کر بیہوش

اولہ

ہو گئے اوسکے آتے رجا موش	جسکو دیکھو ہے جان بلجا موش
روبرو اوسکے کون دم ہاسے	شمع بھی ہو گئی ہو جب خاموش
کھیاں خون کی ڈالتے ہیں گل	کیون ہوا ہی وہ غنچہ لجا موش
سکے نالو نکلا اور بگڑیں گے	دل دشمن نکر غضب خاموش

سوچ کیا ہو کہو تو بہر خدا
بیٹھے عاقل ہو کس بد خاموش

غزل غزیر

انشہ زر سے ہوئے ہیں یہ تو نگہ بیہوش	جیسے کم طرفت کو کر دے مگر ہوش
سر چمکنے سے کوئی جا ریگا سودا ہی دل	مانگ لے لعلیہ ازلف منسب بیہوش
بدگمانی سے پٹے او جھپک کر ہاتھوں	گرہ پڑا پاؤں پیادوں کے جو میں ہو کر بیہوش
صورت ہوش رہا پیش نظر ہوا بنی	طفل اشک آنکھ میں کیون ہون چلکے بیہوش
دل بھرا ہی تری باتوں سے جو ساتی میرا	ایسا کرتے نہ مگر شیشہ و ساغر بیہوش
زلف پر پیچ کے پیچ سے خدا ہی کہ چھٹے	ہو گیا طائر دل دام میں بھینکے بیہوش
نام کیا کیا ترے عشاق کے مشہور ہوئے	بے زر و بیخرد و بیدل و بے سر بیہوش
تاب کیا روئے مصفا کی ترے لاسکتا	آئینہ دیکھ کے حیران ہو سکند رہوش
جان بین خاک میں اک روز سے ملینگے غم	کیون ہو جاتے ہیں پھر جامہ سے باہر بیہوش
ما سے جانے کی شب وصل سناوی ظالم	آگیا سینہ سے باہر دل مضطر بیہوش
ہمدون ایک چلے گی نہ کسی کی او سپر	قیس ہو گا سنگیلی سے لپٹ کر بیہوش

سخت باتیں تری تا چند بت سنگین دل | دلیہ کھا کھا کے ہوا سینکڑوں تپھر بہوش

خط میں حال دل بتیاب رقم تھا جو عزیز
بال و پراوڑ گئے لوٹے ہی کبوتر بہوش

ولہ

خط جو کلاتو ہیں وہ ابل خاموش
ہو صدائے دہان غنچہ و گل
شکوہ ہجرت کیا نکات کیا
نوحہ بیل زبان سوسن کی
ہو گئے کیا کلام حضرت سے
دور و فرقت سے اس طرح چین
غنچے چکین ہیں بھول ہنستے ہیں
عقل حیران ہی تیری قدرت سے
رات دن دل ہی میرا گرم فغان
ہوا طوطی سے لعل لب خاموش
بلبلین ہیں چین میں لب خاموش
او دل زار بے ادب خاموش
باغ میں ہو جو غنچہ لب خاموش
گنگ اہل عجم عرب خاموش
ہو گیا خلق میں لقب خاموش
ہو گا بیل نہ کوئی دُعب خاموش
سارا عالم ہی میرے رخ خاموش
چپ نہ دن کو ہوا نہ شب خاموش

چاہئے ضبط سوز دل میں عزیز
کر نہ یہ شور اور شغب خاموش

غزل مہینہ

سارے عالم میں نہیں مجھے غزوں بہوش
چشم میگوں کے نظارہ سے یہ ہم محو ہوئے
یا خدا کیسے پہنچتا ہوں میں اونکے دہک
برسون رہتا ہوں پُر ابرس بہوش
رند ہو جاتا ہی جیسے کوئی پی کر بہوش
دیکھ بتیابی میری ہو گیا رہبر بہوش

پینے سے مئے جو میں گر پڑیخا نہ میں
دیکھ لے جلوہ جو اوس طفل سلمان کا
ہو گیا دیکھ کے ساقی مجھے ہنسر بہوش
اگر پڑے ہو کہ وہیں برسر سبز بہوش

دلربائی کا تمیز آپ کو پہلے کب تھا
کرتے ہونا زو ادا سے جواب اکثر بہوش

ولہ

میں رہا درد دل سے کجا موش
سانے اونکے لکھو تاب تھال
بات کرتے نہیں تعجب ہے
وصل میں کی نہ بات اوسے سے
جیسا بیٹھا ہوں آج لجا موش
بیٹھے اس انجمن میں رجا موش
ہو گئے ہیں کچھ عجب خاموش
لب شیرین تمام شب خاموش
خالی آئینہ رو کا آیا لطر
ہند میں شور ہو حلب خاموش

ہی وہ طرز سخن کہ پیش تمیز
بوالہوس چپ ہن بولجب خاموش

غزل خلاص

ہوں ترے در جذباتی سے تنگ بہوش
گدگدانا بھی نہیں اتنا مناسب الشوخ
تیری آنکھیں وہ رسیلی ہیں پیار سے تو
ہو ترے نشہ الفت کا خارا آنکھوں میں
دل چھپے فاصد کہ رہتا ہوں میں اکثر بہوش
دل غم دیدہ یہ ہو جائے جو رو کر بہوش
اک نظر دیکھ لے جسکو ہو سرا سر بہوش
میں پلا کر مجھے ساقی نہ کیا کر بہوش
ہوں تیرے نشہ الفت کا خارا آنکھوں میں
بھر الفت میں جو دے بے ہو رہتے ہیں سر
کنے اس خانہ وحشت میں بسر کی ہر مہم
پوچھ فاصد کہ رہتا ہوں میں اکثر بہوش
دل غم دیدہ یہ ہو جائے جو رو کر بہوش
اک نظر دیکھ لے جسکو ہو سرا سر بہوش
میں پلا کر مجھے ساقی نہ کیا کر بہوش
ہوں تیرے نشہ الفت کا خارا آنکھوں میں
بھر الفت میں جو دے بے ہو رہتے ہیں سر
کنے اس خانہ وحشت میں بسر کی ہر مہم

فضل اور سکا ہی عیمان لطف ہو اور سکا پہنچا رہے اخلاص اطاعت میں کیونکر بیہوش

ولہ

پوچھا رہتے ہو کیا سبب خاموش
اتفاق ایسے بد مزاج سے ہو
دل نادان چل گیا تجھ پر
بجھتے رہتا ہی یا گرم مزاج
راز دل اپنا کیا کروں اظہار
ہنس پڑا آج مجھے خوش ہو کر
بولے کچھ ککے زیر لب خاموش
دن کو بولا اگر تو شب خاموش
نہیں ہوتا ہی کوئی ڈھنڈا خاموش
سرد مہری سے ہوں میں یا خاموش
دیکھتا ہوں میں اونکو جب خاموش
تھا جو مدت سے غنچ لب خاموش

بداغیار کو کرین اخلاص
عند لب سحر ہو کجا خاموش

غزل عیش

جلوہ یار سے ہو جاتے ہیں اکثر بیہوش
خیر گزری کچھ اسی میں ہے کہ رخصت وہ ہو
میری تکلیف مند ہے مجھ میں ای پریشان
لطف دارین بہت کچھ اوسے حاصل ہوتا
ہی یہ اوس گل میں نزاکت کہ اگر خواب میں بھی
حالت نزع ہو اور پیاس میں ہی ہر اتک
کرتی ہر ایک کو ہی یہ میرا حشر بیہوش
ہو گیا آہ دم سرد میں بھر کر بیہوش
غم سے ہو جاؤ نگاہ میں چھوٹے ہی غم بیہوش
رہتا گر یاد آئی میں سکندر بیہوش
ہم بغل ہووے تو ہووے وہ سمنبر بیہوش
کیون ہووے پی کے ہم آب دم خنجر بیہوش

عین ہشیاری دانا فی یہ تھی میری عیش
سر کے بہل میں جو گرا اوسکے قدم پر بیہوش

	ولہ	
<p>دیکھ او بے ادب ہیں سب خاموش جو تم اوٹھے ہو ہو کے اب خاموش تخت پر جون شہ حلب خاموش دن کو نالان ہوں اور شب خاموش</p>		<p>ناصح تجھے پڑے غضب خاموش کیون نہ دل بیٹھ جائے عاشق کا آئینہ میں ہو انکی یوں تصویر ہر دورنگی سے انکی حال ہلیب</p>
	<p>بو سے بے انتہا اگر دو گے ہو گا تب عیش بند لب خاموش</p>	
	غزل عاشق	
<p>کیا جوانی میں کر گیا یہ ستمگر بیہوش تیرے آئینہ رخ سے ہو سکندر بیہوش ہو گیا برین تڑپ کر دل مضطر بیہوش قدم یار پہ جب ہم ہوئے گر کر بیہوش طور پر تھی ترے جلوہ سے پیہر بیہوش کر دیا زلف پریشان نے سراسر بیہوش</p>		<p>بیہوش کیا نہیں کم سن ہو سراسر بیہوش ہو بجا اگر تو صنم مائل خود بینی ہو خواب میں چھوڑ گئے مجھ کو وہ جب اکٹھلی ہنس کے فرمایا حواس اپنے میں آد صاحب تاب نظارہ ہمیں کب ہی ترے رخ کے حضور غش سے فرصت جو ملی عاشق رنکو تیرے</p>
	<p>اس نزاکت کو ذرا دیکھئے انکی عاشق وصل کی سنکے وہ ہو جاتے ہیں اکثر بیہوش</p>	
	ولہ	
<p>وصل میں ہو گیا جواب خاموش کیا کہا کیون ہو بے سبب خاموش</p>		<p>ہجر میں یوں رہا ہوں کجا خاموش تاقیاست نہ منہ سے بولوں گا</p>

جیسے اوس بے دہن کا عشق ہوا رک گیا دل میں نالہ سنتے ہی ہی عجب گل سے ہنگیا غنچہ نکحو حیرت نے کر دیا بجان وصل میں ہجر کا گلہ کیا ہے وہ سمجھیں کہ اوسکو سودا ہی	بے زبان ہوں میں زب و شباموش ہو گیا کر کے کیا غضب خاموش ہنستے ہنستے ہوا وہ جب خاموش وصل میں پایا او کو جب خاموش چپ کوئی جب تھا کوئی اجموش دل بخود وہ ادب خاموش
--	--

وہ شہ حسن جلوہ گر ہی رہیں
بزم عاشق میں کبے شباموش

غزل عسکری

ہی چمن میں جو غنچہ لب خاموش عرض مطلب وہ سکے بول اوٹھے سنہ لگانے سے بول اوٹھتی ہے روئے جانا سے نور طور تھا گھر ہم بھی رکھتے زبان دہن میں ہیں شکل پروانہ کیا کرین پرواز	گل و بلبل ہو میں سب خاموش نہیں ہوتے ہو بے ادب خاموش گو کہ ہر دختِ غنچہ خاموش وصل میں شمع کے ہر جب خاموش ہو دین کس طرح بے سبب خاموش دم میں ہیں مثل شمع اجموش
--	--

عسکری کھولے یار کاش زبان
ہوں رقیبان پر غضب خاموش

ردیف صا مہملہ

غزل نمود

<p>ختم کی تجھ پر خدانے اوبت بے پیر حرص کرستی ہی انسان کو دنیا میں بے توقیر حرص حرص کی ذلت نے مجھے قانع کو نمشا ہی فریغ مثل زربکو قناعت نے کیا ہر دل عزیز اسکے ہاتھوں سے رہا ہی ایک عالم دل نگار</p>	<p>کرتی ہو دل چھین لینے میں تری تصویر کر رہی ہی خود زبان حال سے تقریر حرص ہو مری شمع قناعت کر لے گلگیر حرص خاک جب سمجھا میں او سکونگاہی تو قیر حرص کیا ازل سے آئی ہو باندھے ہوئے شمشیر حرص</p>
---	--

خاک سمجھیں تہ یہ صبر و قناعت کا نمود
گو حرصیوں کو کرے دنیا میں بے توقیر حرص

ولہ

<p>ہو سب سے الفت مجھے نہ نار سے اخلاص ہوں شکل سراپردہ میں غطان تری در پر کھل جائے حقیقت جو اونچیں بادہ پرستو اس چرخ کسب ال کے نیزنگ تو دیکھو دونوں ہیں مرے دیدہ حق بین میں بڑا چپکا کہ ستم لطف کا انداز دکھا دے</p>	<p>یعنی ہر مجھے کافر و نیدار سے اخلاص جون سایہ ہی بجو تری دیوار سے اخلاص زاہد بھی کریں رند قدح خوار سے اخلاص ہو مجھے تنفر اونچیں انیارسے اخلاص دشمن سے محبت ہی مجھے یارسے اخلاص کیونکر نہ ہو پھر ایسے ستم گارسے اخلاص</p>
---	---

کیونکر نہ مری حشر میں براوگی امید
ہو دلوں کو منو و احمد مختار سے اخلاص

غزل عاقل

لڑائی ہو تقدیر سے کر کے نہی تدبیر حرص	ہو رہی ہو آجکل اپنے وہ دامگیر حرص
دام سے تیرے چھٹے ایسی نہیں تدبیر حرص	تو تو اپنی ہو گئی گو یا کہ اب تقدیر حرص
در بدر پھرتا ہی کا سہ ہر وہ کا تو بلے	کیا بلا ہی کیا غضب ہی تجکو حریخ پیر حرص
دھم بدم نکلے ہو بسے کوئی دم کو دم تو لے	کیا بلا کی ہو تجھے ایسا نہ شبگیر حرص

وصل سے ہوتی نہیں عاقل کو سیری الیکم
ہجرین بڑھتی ہی تیری اوت بے پیر حرص

ولہ

کیونکر نہ ہو ایدل رخ دلدار سے اخلاص	لازم ہو کہ بیل کو ہو گلزار سے اخلاص
آنکھیں مری تکتی ہی تری زلف پریشان	مردم کو ہوا فعی خوشنوار سے اخلاص
کیا خاک برآوے دل عاشق کی متنا	اقرار سے نفرت او سے انکار سے اخلاص
بدست نہ ہو جاؤں بجلا پیر مغان کیوں	ساتی کو ہی مجھے مری خور سرشار سے اخلاص
داسن سرعریان پکیوں او کے اوڑھاوے	ہی آبلہ پا کو مرے خار سے اخلاص
سولی کی طرح سمجھے ہو شمشاد کو قمری	ہی جسے او سے سرو قد یار سے اخلاص
کیون حلقہ گیسو میں پھنسا ہی دل پر داغ	طاؤس کو عالم میں نہیں مار سے اخلاص
مژگان کا تصور کبھی یا خسم ابرو	دل تیر کا مفتون ہی تو تلوار سے اخلاص
اب ل کو جنون ہو گیا پھر صورت مجنون	ہر دم ہی یو نہیں وادی کسار سے اخلاص

کس کافر بیدین یہ تو مائل ہوا عاقل
تبیح سے رشتہ ہونہ زنا سے اخلاص

غزلِ عزیز

کیا کرین چھپتی نہیں ہمسے کسی تدبیرِ حرم روز شب گزرے ہی فکرِ حاصلِ دنیا میں آہ کارِ عقبی ایک بھی ہونے نہیں پاتا کبھی دسترِ لپرنین اسی مصیبت ہو ٹری حاصلِ ام و درم میں خلق کیوں ہی سرفروش چون طمع آمد بدلِ عقل و خرد برباد گشت	ہو رہی ہو آجکل اپنی تو داغگیرِ حرم کیا مقدر ہی مرا ای کا تب تقدیرِ حرم وہ ہمیں رکھتی ہی غافل روز و شبِ حرم جب سے پائے عقل میں ہو صورتِ زنجیرِ حرم دم میں کر دیتی ہو سہل صورتِ شمشیرِ حرم صاف کھودیتی ہو دیکھو خلق میں قیرِ حرم
---	---

دور کرتا ہوں اُسے سہر قناعت سے عزیز

کشور دل کو مرے سمجھی ہو کیا جاگیرِ حرم

ولہ

دل کرنے لگا بروئے خمدار سے اخلاص بس لطف ہی عمر دور و روزہ کا ہو غافل ہر کام پہ ہو لوٹ بچھاتا ہو وہ آنکھیں آنکھوں پہ بٹھالیتا ہوں لپکوں سے اٹھا کر ہر دم سرِ مرگانِ بچھڑن کیوں مری آنسو پھند میں تری زلف کے ہیں شیخ و برمن بل کر کے غضبِ زلف کے چھونے سے وہ بکر ابرو کے اشارہ میں عدو سے مرے آگے بر چھی سے کوئی آن میں ل ہوتا ہو مجروح	بسمل کو ہوا خنجرِ خونخوار سے اخلاص دو چار سے الفت ہو تو دو چار سے اخلاص کیا دل کو ہو نقشِ قدم یا ر سے اخلاص ہی عشقِ مژہ میں وہ ہمیں خار سے اخلاص ہی صورتِ منصور انہیں دار سے اخلاص تسبیح سے او سکوا سے زتار سے اخلاص گو یا تھا سرِ مونہ خطا وار سے اخلاص کیا قطع کرو گے مرا تلوار سے اخلاص ظالم کو ہوا ہی نگہ یا ر سے اخلاص
---	---

آتے ہی لگا جانے کی ہٹ کرنے تو ظالم لکھٹ جائے نہ بڑھ کر کہیں تکرار خلاص

کیون ہو نہ عزیز دل محروم کو غم دل
دلبر کا نہیں حیف طلبگار سے خلاص

غزل متین

ترک کرتا ہوں میں دنیا میں بے بند ہر حرص
پند سے تیری نہ ہو گا سود مج کو نا صحا
تا نہ کر جائے مرے دل میں کبھی تاثیر
ہو رہی تھی اکھل اپنی تو دانگیر حرص
بے طلب مج کو ایسے جاتی ہی اونکی ہر مین
اب ہی آمادہ گھٹانے پر مری تو قیر حرص
ساتھ مج کو سیم تن کے ہوا گر سونا نصیب
بوالموس ہو خاک جگر ہو مجھے اکسیر حرص

اوس لب شیریں کے بوسہ کی تمنا میں متین
صورت فرما دلاوے کیون نہ جو شیر حرص

ولہ

بے یار ہو کیونکر مجھے گلزار سے خلاص
طرفہ یہ ہی مج کو تو ہوا دس یا سے خلاص
بیل کو بجز گل کے ہو کب خار سے خلاص
افسوس ہو اوس یار کو اغیار سے خلاص
دل شاد کرے وصل سے یا ہجر سے دنج
ہر حال میں ہی مج کو تو اوس یا سے خلاص
کر قتل نہ قاتل مجھے اب تیغ نگہ سے
ہی مج کو ترے ابرو سے خمدار سے خلاص
جنہر میں فدا ہوں وہ نظر تک نہیں آتے
کیون اون کو نہیں طالب دیدار سے خلاص
جس گھر میں کوئی پر دہنشین جلوہ نما ہو
اوس در سے جو الفت ہی تو دیوار سے خلاص
یاد او کی رہا کرتی ہی ایدل بختے ناصق
کرتا ہی وہ کب تجھے گرفتار سے خلاص
رجواب نہیں آتا شب ہجر میں تجھ بن
رہتا ہی مجھے دیدہ بیدار سے خلاص

کیونکہ نہ رکھوں دوست بھلا آل نبی کو
ہی مجھ کو متمیز احمد مختار سے اخلاص

غزل اخلاص

قتید ہو جانے کی کرتا ہوں دل دلیہ حرص
تیر نظارہ سے تیرے سینہ چلنی ہو گیا
حرص سے خالی نہ دیکھا ہمنے عالم میں کوئی
وہ تو لکھتے ہی نہیں ہیں ایک بھی خط کا جواب
کیا دلاتی ہو تمھاری زلف کی زنجیر حرص
اور بھی کھانے کی رکھتا ہی ترا خچیر حرص
بتلا ہر ایک کو رکھتی ہی یہ بے پیر حرص
اسی دل نادان عیث کرتا ہی تو تسخیر حرص

اوسکی طاعت میں تو ای اخلاص حاضر رہ ملام
کیا عجب ہو کہ بڑ بادلوں سے تری تو قیر حرص

ولہ

حور و نسے محبت ہو نہ گلزار سے اخلاص
یک سونظر آتے ہیں مجھے شبنم و بہمن
تسبیح سے الفت ہی تو زنا سے اخلاص
ہر شیش سے الفت ہی تو ہر خا سے اخلاص
یہاں رہ ہو مجھے احمد مختار سے اخلاص
کھل کھائے ہیں ایسے غم فرقت میں صنم کے
جیسے ہوں ترے گیسوئے شبنم کا شوق
ہی خاطر محزون کو شب تار سے اخلاص

ہی چرخ بد اندیش کو محبت کی دینے
کب اونکو ہو اخلاص و فادار سے اخلاص

غزل عشق

ہی غلط کہتے ہیں دیتی ہو گھٹا تو قیر حرص
لیتا ہی ایمان مسلمانوں نے تو ہندو جان
ہی اثر میں بے بدل اپنے یہ پرتا شیر حرص
کیا دورنگی ہو تری یہ ایت بی پیر حرص

تیر جاتا ہے ترا جس سمت ایسا کو فگن کرتے ہیں منہ پھیرنے کی اور سطر پنج حرس

گر رہا شہرت پذیر او کا طلالی رنگ عیش
کیا عجب او کی کرین جو صاحب اکسیر حرس

ولہ

آنئے جو مرے گھر پہ بڑھے یار سے اخلاص
برعکس یہ ہو دور زمانہ سے عجب کیا
سینہ سے نہیں آہ جواب کھینچے نکلتی
ہوں میں جو غنی آبلہ دل کی بدولت
ہر دم نہیں ملنے کی دلا وصل کی دولت
سنے ہیں مسیحا سے کہ یہ ہوگی دوا خوب
دکھلائے مجھم درو دیوار سے اخلاص
کرتا ہوں جو تجھ شوخ جفا کا سے اخلاص
یہ نہ ہے ہی ہر میان کو تلوار سے اخلاص
مچکو ہی انھیں گو ہر شہوار سے اخلاص
مفسر کا نہیں نبھنے کا زردار سے اخلاص
اگر موت کو گی ترے پیار سے اخلاص

آتا ہی مجھے قند مکر کا مزا عیش
ہی مچکو جواب یار کی تکرار سے اخلاص

ردیف ضامحجمہ

غزل نمود

کس کو عالم میں دلا مجھسا بتاؤن بغرض
بخت گزشتہ کو اپنے آزاؤن بغرض
خوش جواب آتے نہیں ہیں اہل اغراض کو
بے غرض اوس شاہ ملک حسن پرین ہو فقیر
میں وہ ہوں دنیا سے بھی جاؤن جاؤن بغرض
حرف مطالب اس پر پوش کو ساؤن بغرض
آپ سا کئیے کمانے دھونڈ لاؤن بغرض
بادشہ بھی گر بلائے تو نجاؤن بغرض

ہی تماشا جسکی فرقت میں گیا ہوں جانے وہ سیما کہہ رہا ہی کیوں جلاؤں بغیرض

کہ کے خواہش سر پہ کھین مثل تاج اہل جہان
گر مٹو داپنا قدم ہو کر اوٹھاؤں بے غرض

ولہ

دیکھ او سر و خرامان عارض
خط کی تحریر سے ہی ضاعیان
خندہ غنچہ لب سے ہن تیرے
ہی شب تار میں خورشید عیان
نگیار شک گلستان عارض
ہو کوئی پارہ مسترآن عارض
برگہ ہا کی گل خندان عارض
زلف میں یا ہونا یا ان عارض

کیون نہ اوس مہ کا لہیا ہو ٹو د
دیکھ لے گر مہ کنعان عارض

غزل عاقل

وہ نہ دیکھیں جہ میں کیوں پہ جاؤں بغیرض
پھیر لیتے ہیں جو منہ کو میری جانب ہی تو کیوں
جب حاصل بوسہ رخ ہو سوا دزلت سے
خانہ آریکے وشن ہی جو تیرے نور سے
جو رعدا-باردربان کیوں اوٹھاؤں بغیرض
قصہ درد دل مضطربناؤں بغیرض
افی ہودی کی پھر کیوں مارکھاؤں بغیرض
شمع کا فوری بجلا پھر کیوں جلاؤں بغیرض

دل بہلتا ہی جو عاقل یاد جانا نسے مدام
پھر تصور کیلئے خوبون کالاؤں بغیرض

ولہ

ہی دہن تیر غنچہ تو گلستان عارض
لعل لب سے ہی ترے رخ دو چندان عارض

کیوں نہ پکرائے فلک پہرہ روشن ترے	خال شکین ہی ستارہ مہ تابان عارض
عارضی رنگ رخ گل بھی ہوا ہوا کر	روکش لالہ گل ہی ترا جانا عارض
کیوں پروانہ سر بزم کرین آکے ہجوم	ہی ڈو پیہ میں ترا شمع ثبات عارض

شور پر اوسکا ہی وہ جوش ملاحات عاقل
ہو گیا ہی شکینی سے نکلہ ان عارض

غزل عزیز

کیوں نہ شکین کیوں دلوں کاؤن بغیر	آپ کو دام بلا میں کیوں بھینساؤن بغیر
تیری چشم سرگین سے خاک چشک ہوا سے	دیدہ نرگس سے کیوں آنکھیں لڑاؤن بغیر
لو میں سبکی اہم جلیں پروانہ ہوا و سکو ذرا	شمع سان جل جل کے پھر کیوں سرکٹاؤن بغیر
بیکلی اونکو نہ ہوگی چاکہ دامن پر مے	لکڑے لکڑے کیوں گریا کچھ اڑاؤن بغیر
کب ملا بوسہ ذوق کا گو ہوا دل باؤلا	چاہ میں سبکی کوئیں پھر کیوں جھکاؤن بغیر
ما تھون ہو جاتے ہیں اوٹے بھاگ کر وہ غم سے	خود کو کیوں پھر پاؤں پر اونکے گراؤن بغیر
وہ تو فرط ناز سے ٹھکراتے بھی اگر نہیں	زیر پا اونکے میں کیوں آنکھیں بچھاؤن بغیر
عاشق قامت سے کہتا ہے وہ راہ رست پر	عشق قد میں دل کو کیوں سولی چڑھاؤن بغیر
بارہ پر رکھا عدو نے مجھ سے برگشتہ ہوئے	خاک پھرتیخ ادار جان مٹاؤن بغیر
خواب میں بھی تو نہیں آنے کا وہ کرنے خیا	دیدہ بیدار کو پھر کیوں جلاؤن بغیر

جب نہیں تیر نہ کو اونکے تیرا دل عزیز
کسلے پھر پردہ دل میں چھپاؤں بغیر

<p> ہو گیا رشک گلستان عارض ہو ترا شمع شبستان عارض دیکھے جا کر کوئی انسان عارض ہو چراغ تہ دامان عارض ہو گیا خوب سلیمان عارض دیکھے آئینہ ہی حیران عارض ہوا کانٹوں سے بیابان عارض لگیا دل ترا ایجان عارض خال ہندوہین سلمان عارض </p>	<p> سرخ ہو لبے دو چندان عارض زلف مشکین نہیں اوڑتا ہی دھوا بڑھ کے ہر ماہ سے لاکھوں درجہ اونکے گھوگٹ سے نہون کیون ابھیر کر لیا سارے جہان کو شخیر ہو گیا تیرہ صفاے رخ سے جا بجا خط سیہ نے گھیرا ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتاویگا برہمن شیخ نہون دونوں مفتون </p>
---	--

جب مقابل ہو کسین او سکا عزیز
 لائے ایسا مہ تابان عارض

غزل تمیز

<p> کسلے میں آبرو اپنی گنواؤں بغیرض آکھو دام بلا میں کیون بھینساؤں بغیرض کسلے پھر آپ کو رسوا بناؤں بغیرض سرگزشت اپنی کسی کیوں سناؤں بغیرض وہ نہیں مانگیں کیوں اونکو سناؤں بغیرض جان شیریں کسلے اپنی گنواؤں بغیرض کسلے پھر ایسے فتنہ کو جگاؤں بغیرض </p>	<p> وہ نہیں آتے تو کیوں میں آپ جاؤں بغیرض تیرہ ختی ہو اگر سووائے زلف یا رین تم اگر لیلیٰ منش ہو مثل مجنون میں نہیں عشق میں صدمے سے کیا کیا نہ مینے آپکے روٹھ جانے کی دلا عادت ہی اونکی مبدم آرزوئے وصل جانان میں مثال کو کہن وصل میں سوتے ہیں بیماری میں لڑتے ہیں ام </p>
---	---

بھول بیٹھے نہیں لکھتے ہر جہ خط کا جو آ سبزہ خط کے تصویر میں بھلا کیا دوستو بے بلا کے یزید میں آکر تری الشعلہ خو مندمل ہوئے نہیں تیا ہو قاتل زخم دل	منت قاصد میں اب کیونکر اٹھاؤں غرض سکھڑے طوطے اوڑا کر زہر کھاؤں بغیر غرض شمع سان کیونکر میں اپنا سر کٹاؤں بغیر غرض مرحم زنگار پھر کیونکر لگاؤں بغیر غرض
---	---

وصل میں اظہار فرقت اب نہیں لازم تمیز
یا دیون بھولی ہوئی او نکو دلاؤں بغیر غرض

ولہ

ہوتے زلف پریشان عارض سبزہ خط سے ترے او گلہ و دیکھ آئینہ کو سکتا ہو جاے گرتی ہو رخسے جبین پر افشان بوسہ لینا ہمیں واجب آیا کفر و اسلام ہوا ک صورت میں	یعنی رکھتے ہیں وہ پنہان عارض ہو گیا رشک گلستان عارض دیکھ سکتے نہیں انسان عارض بن گیا سر و چراغان عارض ہو تر صورت قرآن عارض زلف ہند وہی مسلمان عارض
---	---

خواب میں دیکھو اب تمیز اوسے
تھا جو بیداری میں پنہان عارض

غزل اخلاص

یا آسمی دوسر کیے کام آؤں بغیر غرض جان تیری راہ میں یارب مٹاؤں بغیر غرض تو اگر زر دے تو کیا کیا کام دنیا کے کرو	عین احت ہو جو بیخ و عم اوٹھاؤں بغیر غرض مال و دولت ہو اگر ممکن لٹاؤں بغیر غرض چاہ اور تالاب اور مسجد بناؤں بغیر غرض
--	---

جا بجا ہر راہ پر جاری کر نہیں سلسبیل ہو وین گوناگون مہیا کے مطیع میں طعنام غمزدون کے دل کو دون تکیں میں راحت ایم حق نہ رکھوں میں کسی حقدار کا ایستخناس	اور پیاسو کو بھی میں پانی پلاؤں بغیرض ہر گدا و بینوا مہمان بناؤں بغیرض اور جو آشفہ خاطر ہو ہنسائوں بغیرض اور جو کچھ ہو سکے او سکود لاؤں بغیرض
---	--

ہوں اگر اخلاص میں فکر معیشت ہی بری
رات دن یاد خدا میں دل لگاؤں بغیرض

ولہ

نہیں بننے کا یہ پہنان عارض نہ دکھایا کبھی پردہ سے صنم مار ہو جائے گلے کا تیرے آئینہ ہو دل صافی کے لئے رشتک یا قوت لب رنگین ہیں	ہی ترا ہر درخشان عارض پوچتے گبر و مسلمان عارض دیکھ لے گر گل خندان عارض بے کدورت ہی میری جان عارض غیرت لعل بخشان عارض
--	--

دل رنجور ہوا چپا اخلاص
گرہ دکھا دے کبھی جانان عارض

غزل عیش

خوب ہو آپ کا ایجان عارض چشم بدور لگے گی نہ نطنز ہوں صفین زیر وزیر قہر سے گرہ ہو گئے دل میں ہزاروں سوراخ	صاف و شفاف و درخشان عارض کیجئے مہ سے نہ پہنان عارض پھیر دین وہ سوے میدان عارض اوٹکا دیکھا جو پریشان عارض
--	---

صورت یار نے دیوانہ کیا	لیچلا سوے بیابان عارض
فرحت افزا ہین تر خیال زلف	رکھتا راحت کے ہر سامان عارض
سرخ ہو کر مین دلاؤن غصہ	ہی مرا تابع فرمان عارض

اونکا بے فیض ہی جو حسن ملیج	
عیش ہی خالی نکھدان عارض	

عنزل عاشق	
-----------	--

کیون نہ ہووے مرا ایمان عارض	ہی ترا صورت مستران عارض
سبزہ خط سے مریمجان عارض	بن گیا رشک خیا بان عارض
ہی عبت آپ کو بوسہ کا ملال	دیکھو آئینہ میں ایجان عارض
روشنی ہی ترے رخ کی ہر سو	کیا بنا سرو چراغان عارض

دیکھ قدرت کے تماشے عاشق	
ہو گیا رشک گلستان عارض	

رویت طارمطل	
-------------	--

غزل نمود	
----------	--

کی دل نے لاکھ عشوہ دلبر سے احتیاط	ہر ہو سکی نہ چشم فسونگر سے احتیاط
کیا نازہ خون کیا ہی کسی بیگناہ کا	کیون برگمان ہی بادہ احمر سے احتیاط
اوس لبے کا لیاں جسے کھانیکا ذوق	لازم ہی او سکوفہ مکرر سے احتیاط
ساتی بغیر تلخ ہی سب عیش بزم میں	ورنہ ہم اور شیشہ و ساغر سے احتیاط

اوس بزم ناز میں لئے جاتے تو ہونود
دیکھو نہ ہو کی اس دل مضطر سے احتیاط

ولہ

کیونکر کمون ہی قول بت سحر فن غلط
آیا نہ وہ بدل گئے سیارے برج سے
عالم خزان کا ہوتا ہی اوس گل کرد برو
بتلا میں نور کا پس تکفین بن گیا
نکلا کبھی زبان سے نہ اوسکی سخن غلط
کیا کیا نہ قول تیرے ہوئے برعین غلط
او بلبلو ہی وصف بہار چمن غلط
اب ہمدون ہی مجھپہ گسان کفن غلط

ہر مدعا کی بات یہ یاد آتا ہی نمود
کننا کس کا ناز سے ہی یہ سخن غلط

غزل عاقل

کی لاکھ دل نے عشوہ دلبر سے احتیاط
جز مئی کے چارہ ست خرابا ت کو نہیں
نثر گانے چل کے تو سوے ابرو چلا ہوا
سو نگھی ہی جب سے نکمت گیسو عنبرین
تاراج اوس کا سب ہو افتد دل صنم
جو نقش پا ہو خاک نشین کوے یار میں
صحرا میں کیسا صورت دیوانہ پھر تا ہوں
عالم میں وہ بشر ہی جو مائل بشر نہ ہو
عاقل کہیں سے غیرت شمشاد باغ میں
مکمل نہیں ہی حرف مقدر سے احتیاط
صوفی کو ہووے بادہ وساغ سے احتیاط
شمشیر سر پہ لیتا ہی خنجر سے احتیاط
دل کو ہوئی شمیم گل تر سے احتیاط
طالب کو تیرے ہی زرو گوہر سے احتیاط
ہو خاک اب مرے دل مضطر سے احتیاط
جب ہی اوس پر ہی کو مرے گھر سے احتیاط
انسان کو چاہیے سخن شر سے احتیاط
تھرکیو کیوں ہی سرو و صنوبر سے احتیاط

ولہ

اقرار تیرا کب نہوا جان من غلط ایدل کبھی نہ آئیو باتون میں شوغلی کرتا ہر است باز دہن سے ہر آن کجروی سہوچوڑا طریق تعشق نہیں کہیں ہوتا ہی میرے غیرت شمشاد سے ابھی	وعدہ غلط ہی قول غلط ہی سخن غلط اقرار وصل کرتا ہی پیمان شکن غلط چلنے لگا ہی چال بھی چرخ کمن غلط نکلا خیال وصل ترا کوہ کمن غلط دعویٰ قد کشی ترا سرو چمن غلط
--	---

عاقل اوسی کے کوچہ میں ہنوز ندگی بسر
کیجیو نہ را عشق میں اپنا چیلن غلط

غزل عزیز

لو سیکھ جائے کوئی شکر سے احتیاط حفظ زبان ضرور ہی ہر حال قالین عشق تہاں نکر دل نازک خدا کو مان آکر جلادیا شب فرقت نے شعلہ رو ہم ہیں کہ تیری راہ میں نکھیں کچھ فریش لڑکے ہزار جھولیاں بھر کر پھر اکریں	کرتے ہیں اپنے عاشق مضطر سے احتیاط انسان کو چاہیے سخن شر سے احتیاط شیشہ کی لوگ کرتے ہیں پتھر سے احتیاط جس دل کی کر رہا تھا میں دن بھر سے احتیاط اور ماسے اکپو ہی مرے گھر سے احتیاط دیوانہ کو نہ تیرے ہو پتھر سے احتیاط
---	--

مرد ہوش چشم مست سے کیوں ہو گئے عزیز
کرتے تھے آپ شیشہ و ساغ سے احتیاط

ولہ

کیونے رخ نے اپنے کیا ہی چمن غلط سنبھل غلط ہی غنچہ غلط ہی سمن غلط

کو شر کو سببیل کو آب حیات کو	کرتی ہی یہ لطافت چاہ ذقن غلط
تھا پیچ و تاب الفت کیسویں رات بھر	کرتا ہوں بال بھر نہیں ایجان بن غلط
الہ رے سیل اشکے وان تیر ازور شور	بھوپال تال کیا کہ ہین گنگے جمن غلط
تاب کلاہ زرنے تری غیرت مستر	گر دون پہ آفتاب کی کردی کرن غلط

کسو عزیز اپنی غزل ب سنائیے
املا غلط ہی آپ غلط ہیں سخن غلط

غزل نمبر

وہ میں نہیں کہ ہو مجھے دلبر سے احتیاط	کیا غم ہی اؤ کو ہو دل مضطر سے احتیاط
اب تو جہان میں کر دے آہی غنی مجھے	معتوق میرا کرتا نہیں زر سے احتیاط
بزم پر یو شان میں وہ بیٹھے تو عیب کیا	کب ہو قمر کو چرخ پہ اختر سے احتیاط
عاشق تو ہو کے ڈرتا ہی قاتل کی صرب سے	ابر و کے عشق میں نہیں خنجر سے احتیاط
ساقی پیالہ دیتا ہی رک رک کے کیون مجھے	زاہد نہیں کہ ہو مجھے ساغر سے احتیاط
واعظ بتو سکے بوسہ کو کہتے ہیں کفر ہی	کرتے نہیں ہیں کعبہ میں پتھر سے احتیاط

جاتے ہیں سیر باغ کو وہ اس تمیز سے
تا ہو وے بلبلوں کو گل تر سے احتیاط

ولہ

وعدہ کو کر رہا ہو وہ وعدہ شکن غلط	کرتا ہی حریف عیش یہ چرخ کس غلط
اوس بت کا ہو قیام مری دجیم میں	پتھر کی پوچھا کرتا ہو وہ برہمن غلط
نزلت سبب کو دیکھ رخ رشک ماہ پر	اختر شناس کتا ہے سورج گن غلط

وعدہ کیا ہی ملنے کا اوس گل نے باغین | ہوا خطر ابل سے نہ راہ چمن غلط

زندون میں اور نہ مرد و نہیں قوت سی ہو تمیز
یہ جان میرا قول نہ ایجسان من غلط

عزل اخلاص

محکم نہیں ہر زلف معبر سے احتیاط | ایدل نہ ہوگی اوس بت خود سر سے احتیاط
کاہیدہ عشق ابرو سے جانان میں ہو تمیز | سر مانگے کوئی تو نہ ہو سر سے احتیاط
مجھے ناتوان کو آپ سے اغماض ناز ہو | لازم نہیں ہو عاشق مضطر سے احتیاط
ظالم نے اب تو نامہ بھی مسدود کر دیا | قاصد کجا اوس سے ہو کبوتر سے احتیاط
کیونکر بتو نکو کعبہ دل میں جگہ ندون | طوف حرم میں کب ہو ی پتھر سے احتیاط

مشہور ہر زمانے میں اخلاص آپکا
کیجئے نہ مجھے بے زرو بے پر سے احتیاط

ولہ

کرتے ہو میرے قول کو شیریں دہن غلط | میں وہ نہیں کہ منہ سے نکالوں سخن غلط
وعدہ وفا کیا نہ کبھی مٹنے آج تک | چلتے رہے وفا کے ہمیشہ چپس غلط
کس کس کی آرزو نہیں کی میں تجھے بغیر | یاں تک کہ ہو گیا ہی مرا جان تن غلط
جب سے بسی ماغ میں خوشبو نے زلف یار | آتی ہی اوسے مشک خطا و سخن غلط
کہتا ہی اوسکے دل میں ابھی ہی ترا خیال | یارب نہ ہووے یہ سخن برہمن غلط

کیا دست رنج حیف محبت کے درمیان
اخلاص بول اوسکے وہ ابھی سے سخن غلط

غزل عیش

<p>دستِ تہی کو میرے جو ہیز سے احتیاط بیچین و بیعتِ ار ہو یہ اور کا ہی خوش دل کو ہی عشقِ زلفِ تحیر کا ہی تمام عبرت کی جا ہی ٹھوکرین کھا تا زمین پہ ہی جانا ضرور سب کو ہی اگر وز قبر میں وہ لوگ آپ در پی آزار اپنے ہیں</p>	<p>ہی اوس سے بڑھ کے مجھ کو تو نگر سے احتیاط کی ہی جو تہنے عاشقِ مضطر سے احتیاط مومن کو تو ضرور رہی کافر سے احتیاط جس سر کو ہی جہان میں اوس سر سے احتیاط دوزخ میں جائیں جنکو ہی اس گھر سے احتیاط کرتے ہیں جو ہمارے شکر سے احتیاط</p>
---	--

خاک اوس سے مجھ کو وصل کی امید عیش ہی
 جس حیلہ جو کو ہو ترے بستر سے احتیاط

ولہ

<p>کس طرح چشم دیدہ کریں مگر فتن غلط عاشق کی تیرے نقشِ ہیز پر کفن غلط کرتی ہو یاد کیوں مجھے اہل وطن غلط فی الفور ہوو سے رنگ گل یا سمن غلط سچ کہتے ہوا اوٹھا ہے یہ رخ و سخن غلط کرتے بتوں کو سجدہ ہیں کیوں برہمن غلط سمجھے تھے آپ کس لیے دل کی جان غلط کسی مجال ہی جو کرے یہ چین غلط مشہور اوسکا ہو گیا دیوانہ پن غلط</p>	<p>کا لہو نہ ہے جو سنا ہی وہ ہو جان غلط مردہ نہیں ہی زندہ بے حس ہی دکھ لے غربت میں ہوں عدم میں جیتے ہیں ہی دروغ دیکھے اگر صباحتِ رخسار صاف یار حاصلِ بجزِ ندامت و افسوس کچھ ہوا اوس سنگِ در کو چوین تو حاصلِ مراد ہو سینہ پہ ہاتھ رکھکے پھیپھو لے اوٹھا چکے نیز گمبوں کی یار کے جو کھل رہے ہیں گل لاکھوں میں عیشِ سانبین ملنے کا ہوشیار</p>
---	---

ردیف ظار مجہ

غزل نمود

رہیں گناہ سے دنیا میں تاکجا محفوظ
بلائے شرک و بدع سے رکھے خدا محفوظ
کسی کا چلنا قیامت بلا کی لائے گا
اگر میں فتنہ ہشتر سے رکھیا محفوظ
نہیں ہو صفحہ ہستی پہ مدعی کوئی
جو لوح دل پہ رکھوں حرف مدعا محفوظ
وہم اخیر ہو وہ آکے خوف کھائیں گے
رہے اثر سے آہی مری دعا محفوظ

یہ درد کی مین دعا ہی نمود خالق سے
عذاب قبر سے رکھیو پس فنا محفوظ

ولہ

لو ہوے پامال پھر دہماے نالان الحفیظ
پھر ہوا وہ فتنہ ہشتر خرامان الحفیظ
مائل گر یہ ہوئی ہر چشم گریان الحفیظ
پھر اٹھایا چاہتی ہی کوئی طوفان الحفیظ
کچھ دگر گون آج آتا ہی نظر رنگ چمن
کہہ رہی ہیں شاخ گل پر عنایان الحفیظ
پھر بہار آئی ہی کچھ کہنے لگے زخم جگر
پھر جنون لیجا نیگا سوے بیابان الحفیظ

جی میں آتا ہو کہ او سکو چھوڑ کر چلے نمود
ہی یہ جنت میں بھی عشق کوے جانان الحفیظ

غزل عاقل

رہے کوئی تری چتون سے کیا بھلا نمود
ترے کرشموں سے رکھے سدا خدا محفوظ
کھینچ آئے کھونپہ چو مین گے او سکو ہم ہر دم
نہ کہہ تو مصحف رخ عیسے دلربا محفوظ

خوشی سے خاکِ تن میں چلو پھرو آؤ گزین گے بارشِ گریہ سے اخترِ روشن نہ تڑپے گا دل شوریدہ وقتِ فرجِ کبھی آہی اوکی کس رہی کہ بالِ ہر کوئی	رکھو نگاہِ پردہ دل میں بختیں سدا محفوظ جو ہو گا آنکھ سے سیری وہ لقا محفوظ ریگی خوں سے میرے تری قبس محفوظ رہے یہ صدِ حنہ و شبنم سے کب محفوظ
---	---

گناہگار ہوں عاقل نہیں میں غافل ہوں
عذابِ قبر سے رکھنا مجھے حسدِ محفوظ

ولہ

الحفیظ اے سوزشِ غمماے ہجرانِ الحفیظ کر دیا طرزِ نگاہِ شوق نے بیخود مجھے زورِ ق گردون کا عالم ہو گیا مثلِ جبابہ بالِ وپر باقی نہیں اور تنگ میدانِ نفس پاؤں وحشت نے کالے پھر سوئے صحرِ غم جلگیا آہوں سے لوسارِ ابیا بانِ الحفیظ لٹکے صبر و خردِ احقرِ چشمِ فستانِ الحفیظ الحفیظ اے جوشِ سیلِ چشمِ گریانِ الحفیظ نغمہ زن ہین لبلیسِ صیادِ نادانِ الحفیظ پھر مرے تلوے ہین اور خارِ مینا لانِ الحفیظ
--

چمین پہلو میں دلِ مضطرب کو اے عاقلِ نہیں
الحفیظ اے اشتیاق کو سے جانانِ الحفیظ

غزلِ غزینر

بلا سے زلف سے دل کو رکھے خدِ محفوظ کبھی نہ دولتِ وصلِ صنم نصیب ہوئی بوقتِ فرجِ تڑپنے کا ذکرِ کیا تمل ہر دم ہمیں بھی تو کر تیر سے کسانِ ابرو	آہی پیچ سے کاکل کے ہو گلا محفوظ اثر سے اپنے آہی رہے دعا محفوظ ریگی خوں سے میرے تری قبس محفوظ نہ چھوڑا گوشہِ تن میں دلِ فدا محفوظ
--	---

کریم زندہ جاوید ہوتے ہیں منعم الہی خنجر ابرو سے کٹ پڑے وہ ماتھے جگر کو بیٹھ کے روؤں کہ دل کو چٹپان خدا کے واسطے گردوں نے سروٹھایا ہجوم حسرت و حیران ہی صورت فاتور وہن وہ غنچہ ہی گل رخ ہی سرو قامت اوڑا کے تا قدم یا ر او سکو پہنچانا سرفدا ئی کو کب سے جھکائے بیٹھا ہوں	رہیگی دولت دنیا نہیں سدا محفوظ بلائیں لینے سے زلفون کے جور با محفوظ رکھیگا کسکو ترانا وک ادا محفوظ رکھیگی تا بہ کی اسی آہ شعلہ زام محفوظ رہیگی شمع کھدا اپنی اسی صبا محفوظ خزان سے ہو چین یا ر ایذا محفوظ نہ رکھنا خاک پس مرگ اسی صبا محفوظ رکھو گے خنجر مرثگان سے تاکجا محفوظ
---	---

سو میٹر ہم بھی غلام در محمد ہیں
رکھیگا آتش و دوزخ سے کبریا محفوظ

ولہ

اٹھٹھ ای شورش غما سے ہجران الحفیظ پر زے پر زے دامن صحرا ہی ایدست جنوں ہو گیا جسپر اشارہ صاف دو ٹکڑے ہوا ہو کے پانی پہ چلیگا دل کو پہرہ کی چاہ آنکھ جیسے پھر گئی بے وجہ عیسے آپکی سراوٹھا ایسا نہ ہر دم جوش سیل اشک تو آنکھ سے مثل شرار اوڑنے لگے لغت جگر ہر غلش عشق مٹو جانکے لئے کیسی غمیز	بھونکے ہی دیتی ہی اتواہ سوزان الحفیظ چاک چاک اپنا ہوا جیٹ گریبان الحفیظ ابرو سے خمدار ہی یا تیغ بران الحفیظ پھر جھکایگا کوئین چاہ زرخندان الحفیظ گردش قسمت نے دکھلایا بیا بان الحفیظ کیا ڈباو گیا جہان کو مثل طوفان الحفیظ خاک کر ڈالے گی اب کیا آہ سوزان الحفیظ ہو گیا دل صورت خار مغیلان الحفیظ
--	--

غزل نمبر

رہیگا عشق کی حالت میں کب لا محفوظ عزیز سر نہ نہیں ہی نہ میری آنکھوں میں وہ زار ہوں کہ دم نہ بھی نہ تڑپوں گا سپند ہی یہ نہیں حال آتشیں زخیر	بلا میں پڑ کے زنا کون ہی تبا محفوظ کہ جیسے رکتا ہوں میں اونکی خاک پا محفوظ رہیگی خوشی میرے تری قبا محفوظ نگاہ بد سے رہیگا تو دلر با محفوظ
---	--

رہے ہی صورت ناقوس ل مارا لان
تمیز عشق بتائے سکھے خدا محفوظ

ولہ

جوش پر پھر دل ہوا ہی چشم گریاں محفوظ خوف یہم ہر خرم جان پر نہ یاں کجی کرے دار کجولش کرم نے نہایت کر دیا آرزوئے قتل ہی کجکودمان خالی نہیں پھر بڑی ہی میری غم دوری میں اب یوانگی	پھر اوٹھا یا ہی مرے آنکھوں نے طوفان محفوظ اونکے ہنسنے میں ہی وال برق درخشاں محفوظ پھر دکھاتی ہیں اب آنکھیں فوج شرکان محفوظ لغزش عاشقان کوے جانان محفوظ میں ہوں اور پائے جنوں ہی اور بیابان محفوظ
--	--

صد مہ غمماے فرقت یاد کرتے ہو تمیز
بعد مدت اب ہوا ہی وصل جانان محفوظ

غزل اخلاص

ہو ہی اب سر انگشت جو خا محفوظ ہوا ہوں بھر میں اک گل کے خار کی مانند ہمارے روز نزل میں تمھاری صورت کا	اشارہ قتل کا رکھتے ہو دلر با محفوظ رہیں کیوں مری صحبت سے آشنا محفوظ ملا ہی خوب ہی کیا ہکورا سنا محفوظ
--	---

نہ توڑ شیشہ دل کو تو میرے اسی صبا د	فلک نہ ٹوٹ پڑے تجھ پر جہا محفوظ
ہو اجتناب او بھین بعد مرگ بھی اتک	کہ میری خاک سے رکھتے ہیں اپنے پا محفوظ
وہ اپنے فضل سے چاہے جسے امان بخشتے	کہ دانہ رکھتی ہیں دانتوں میں آسیا محفوظ

نکر تو گردش دوران کا رخ ای اخلص
کہ زیر چرخ ہیں لاکھوں شکستہ پا محفوظ

غزل عیش

ایک عرصہ میں ہونگا غم کا مہمان الحفیظ	خانہ تن روح کو میرے ہر زندان الحفیظ
آسمان کا فی زمین کا میں تو ہوں خدیں کا	ہیں عدد و نامرے اور دستاں الحفیظ
کیا کمون گہرا گیا و سواس نفسانی سے	بی طرح او بچھے ہیں یہ خار نیلان الحفیظ
عشق کے بڑے سنور سکتے نہیں تادیب سے	قیس کو تو وحشت افزا تھا وبتان الحفیظ
ہو گیا ہر کیا ہمارا حال ابرگوش زد	بیشتر جو آجکل ہی ورد جاتان الحفیظ
امن میں کیونکر نہ ہو وہ جس چمک کا گڑھ	جائے نغمہ پڑتے ہیں وہاں مرغ خوشنواں الحفیظ

راہرو کیونکر نہ مانگے عیش اونے اب پناہ
چلتے ہیں وہ تو شکل تیغ عریان الحفیظ

غزل عاشق

رہو گے صبر سے میرے نہ کوئی جا محفوظ	رکھیلی تکیو مگر مان مری دہا محفوظ
ہوا میں حیف نہ رفتار یا سے پامال	قلق یہی مجھے کیوں اوس سے میں پا محفوظ
قصو کیا ہی جو ہم بچس کے چھٹ گئے صبا	معان کیجئے بس اب رکھے خدا محفوظ
ہم اپنے رخ و نصیب کو بھول تبا ہیں	جو دیکھتے ہیں بھین تم ہو مر جا محفوظ

پنچھوڑا تاوک قاتل نیان بھی آخر کار	رہا تھا سینہ میں چھپ کر بہت دلا محفوظ
وہ قتل کر کے مرا خون چھپائے بیٹھے مین	یہ اونکار از نہفتہ رکھے حسد محفوظ
ہماری جان پہ اندھیر ہی بلا پہ بلا	تمھاری زلف دو تاسے رکھے خد محفوظ
ہزار شکر ہوا داغ خون گریبان گیر	رہیگا دامن قاتل بھی تاکجا محفوظ

دعا ئے بد سے جو عاشق کی خوار ہو کوئی
رہے وہ آفت دنیا سے کب بھلا محفوظ

ردیف عین مہملہ

غزل نمود

بزم میں مہل ہی یون اب پیش رو یا شمع	رو برو خورشید کے جسطرح ہو بیکار شمع
گر نہیں سوز دل پروانہ اسکو بزم میں	آشکمائے آتشین سے کیون ہی آتشا شمع
بات جب نکلی زبانی سے جھڑنے لگے	بگیا وہ شمع و گویا دم گفتار شمع
کیون چلے سوز نہان سے رات بھر آغوش	اوس گل خسار پر کھائے نہ ہو گر خار شمع

صورت عشاق پروانے جلو میں ہوں ام
گر نمود اوس شمع و کی سیکھے رفتار شمع

ولہ

اسکو ہی ایسی شان معطم کی اطلاع	ابلیس کو ہو ترسہ آدم کی اطلاع
ہر شب کسی سچ کی فرقت میں دی مجھے	پاس ادب نے روزہ میرم کی اطلاع
ہو اسخیا کا نام بخیلون سے دہرین	کی مغل نے سخاوت حساتم کی اطلاع

روتا ہوں ایک غیرت گلشن کے سامنے گویا کہ گل کو کرتا ہوں شبنم کی اطلاع

کب ہی سچ کو خبر اتست کی ای نمود
ختم رسل کو ہوتی ہی ہر دم کی اطلاع

غزل عاقل

لوٹتا ہی کیوں نہیں آنسو کا میرے تار شمع
حسن آتش رنگ سے ساکت ہیں اہل انجمن
ہو گیا کس شعلہ کے عشق کا آزار شمع
بزم میں ہو خاک تجھے شمع و دو چار شمع
عارض و گیسو کو تیرے دیکھ شب کہتی تھی ہم
تیرے آگے بزم میں جل جل کے سوز رشک سے
جلتے جلتے تھر تھراتی تھی عجب ہر بار شمع
انجمن میں شب کو تھا عاقل و عکس رویار

دیکھ کر کہتے تھے جسکو دیکھ کر ہر بار - شمع

ولہ

فا صدا و خیم بھی چاہیے ہر دم کی اطلاع
دے تو ہی ای صبا مجھے ہمدم کی اطلاع
دیتی ہر چشم تر دل پر غم کی اطلاع
میں جان لب ہوں چاہیے دم دم کی اطلاع
ہو خاک آفتاب کو شبنم کی اطلاع
دی کیا صبا نے کامل برہم کی اطلاع
دے کون او کو دیدہ پر ہم کی اطلاع
تکو نہیں ہی ہمت حاتم کی اطلاع
کیونکر نہ چل دیں مردم آبی سے پتلیان
کیجے کبھی تو دولت مقدم سے کامیاب

عاقل پھڑک پھڑک کے قفس میں ہ مگر
ہو کیسے گل کو بیل ہمدم کی اطلاع

غزل عزیز

سوز پروانہ چپکے کانپے ہو کیوں یا شمع
 اوٹھ گیا ہی اس کے رشتہ افتدائے نقاب
 کس بت پر فن نے اگر بزم میں رکھا قدم
 منہ چھپالے دامن پروانہ میں غربت سے وہ
 شعلہ وحشت وہ بچو کے دیکھے اس بت کو اگر
 گرمی تقریر سے تیری کٹی اس کی زبان
 ہی بجای شعلہ رو تجھ کو کمون گم بزم میں
 کیا زبان رکھتی نہیں ہوا لاق گفتار شمع
 توڑتی پھر کیوں نہیں آنسو کا اپنے تاشع
 تار ہائے اشک اپنے ہی جوڑتا رشتہ
 دخل کیا ہی شعلہ رو سے میرے ہود و جان شمع
 چلے اے اک پاؤں سے سو کے کوچہ بازار شمع
 چپکے چپکے جلتی ہو رو کے کیا ہر بار شمع
 زلف مشکین تو دھوان ہی اور ہی زخار شمع

بزم میں ہی تارا شکون کا سلسلہ ای عزیز
 رکھتی ہو سوداے گیسو کا گلازار شمع

ولہ

ہی سب کو میرے دیدہ پر نعم کی اطلاع
 پر تو پڑے جو آئینہ دل میں یار کا
 آخر کو مر گیا ترا بسمل پلک کے سر
 پتھر سے سر کو چھوڑ لیں سب حشیاں عشق
 دنیا سے جو گئے نہیں معلوم کیا ہوے
 کس کو نہیں ہو اس دل پر نعم کی اطلاع
 گھر بیٹھے ہو حقیقت عالم کی اطلاع
 تجھ کو ہی خاک عاشق بنے دم کی اطلاع
 ہو جائے گر کہیں بت اعظم کی اطلاع
 کس کو ہو ہی سکندر و حاتم کی اطلاع

اشکون کے ساتھ دل بھی مرا بہ کیا عزیز
 پہلو میں وہ کھٹک ہی نہ ہر دم کی اطلاع

غزل تیسرا

دیکھ لے تیرا جو روئے غیرت گلزار شمع لے گشتار ہو کب بے دہانی یا رکی	پردہ فانوس میں ہو جائے گل یار شمع گو زبان بکھتی ہو پر کرتی نہیں گشتار شمع
صورت پروانہ دل جلتا ہو سیرا شک سے بزم میں اوس شعلہ رو کی ہو سیکو کیا فروغ	رات کو کرتی ہو ایجان جو ترا دیدار شمع ایک پاؤں کھڑی تھی ہو وان لا چار شمع

شوق میں دیدار کے اوس ماہر کے اسی تمیز
مثل اختر بزم میں تھی رات بھر بیدار شمع

ولہ

بتیابی اور یاس کی اور غم کی اطلاع درد جگر کا ذکر ہمارے کمان نہیں پڑ	قاصد تو دیکھو مرے دم دم کی اطلاع اسکو نہیں ہو اس ل پر غم کی اطلاع
ہوا آسمان پہ شرم سے پانی دل سحاب غیرت سے ماہ لو کی پڑا ہو کمر میں بل	گرو ہمارے دیدہ پر غم کی اطلاع ہوا و سکو تیرے ابرو پر غم کی اطلاع

کرتے ہیں ضد سے شب خوشی کا وہ اسی تمیز
ہوتی ہو ان کو جب مرے ماتم کی اطلاع

غزل خلاص

یار کا منہ دیکھتی ہو بزم میں ہر بار شمع بے ادب ہو کر زبان بکھلے کمان مقدور یہ	واسے حسرت میں مذکیون اور کرے دیدار شمع کاٹ لے گلگیر جو بولے کبھی اکبار شمع
میرے بتیابی شب فرقت میں گرہیہ دیکھ لے ہو یقین ہو جائے بخود زار ہو کر بزم میں	غیر ممکن ہو کہ توڑے آنسوؤں کی تار شمع دیکھ لے گراؤں صنم کی زکس بیمار شمع
ہو ہجوم غم سے دل خلاص فانی خیال	ہو رخ پر نور جانان کی مجھے درکار شمع

با دصبا تو دیو بخود دم دم کی اطلاع	ولم اوسکو نہیں مرے دل پر غم کی اطلاع
جنت سمجھ کے نور کیا محب کو یا رنے	کوچہ سے اپنے جب ہوئی آدم کی اطلاع
شبنم کے قطرے زنگیں بیمار میں جو ہون	دے او کو میرے دیدہ پر غم کی اطلاع

بے مری بتان سے اخلاص غمزہ
دیتی ہی چشم تر مجھے ہر دم کی اطلاع

غزل عیش

سبز ہو روشن کرے گر عکس رخسے یار شمع	تو بنا دے ساری محفل کو ابھی گلزار شمع
یہ مری ناز کی خیالی ہو غلط فہمی نہیں	کر مک شب تاب کو سمجھا ہون میں پر دار شمع
خندہ دندان نما سے اونکے شریقتی رہی	کیا ہوا ہنس ہنس کے گر جلتی رہی ہر بار شمع
کم ہی کیا کچھ روشنی طبع کا میری فروغ	مجھ کو کیا حاجت بھلا ہو کسلے درکار شمع
ایک میں اور دوسرے تم تیسرا کوئی نہو	لطف ہو اگر آج شب بھر ہو دیوین شجہا شمع
نور ایمان ظلمت عصیان میان غالب ہوا	شکر ہی جو بھگتے بھگتے ہو گئی ہنسیا شمع
نیک تھا جلتے پروانوں کے ہجر پار میں	اسلے رکھو ادی اوٹھو اگر پس دیوار شمع

فائدہ بے کھٹکے اونسے ہی جو میں روشنی
دیکھ لو اچھی پیش دیتی ہی گل بیخار شمع

غزل عاشق

سرکٹا دے بزم میں گرا پنا سو سو بار شمع	کب مقابل ہو ترے پروانہ کے ای یا شمع
ہر گل تر باغ میں بن تیرے مجھ کو داغ ہو	ہر اک محفل میں فرقت سے بزدل شمع
دفن دل کے ساتھ ہر اک رو روشن کا خیال	ہو سر دفن مرے روشن ناب زنا شمع

روتے روتے صبح تک عاشق یہ کسے عشق میں
ہو گئی گھل گھل کے جو سیری طحسے زار شمع

ردیف غن مجر

غزل نمود

کیون نہ ہو بالائے افلاک اپنے شیون کا دماغ
بید مانگی ہی یہ بازی کہ میں اوس مہ پاو کی
عش پر رہتا ہی اوس محبوب پر فن کا دماغ
ہی نزاکت سے نسیم صبح بھی باد سہوم
پیر گردون سا ہوا ہر ایک کو دن کا دماغ
بید مانگی سے اگر وہ ترک ہوتا ہی سوار
امی صبا نازک ہو کیا اوس شوخ پر فن کا دماغ
گرد آسا پھر نہیں ملتا ہی تو سن کا دماغ

کس سیمانے سر بالین قدم رکھا نمود
چرخ چارم پر چڑھا ہی میرے فن کا دماغ

ول

اور کیا چاہیے اب اوبت بے پیروغ
داغ دل چمکا مرا اوکے رخ تابانے
رکھتی ہو سارے جہان میں تری تصویر فروغ
صورت تیر شہاب اب زیر نظر آتا ہے
ماہ کو مہر کی دینے لگی تنویر منسروغ
ہو موقع بھی مقابل تو نپائے گی صنم
ایسا رکھتا ہی مرا نالہ شکیں منسروغ
تیری تصویر کے آگے کوئی تصویر فروغ

واصف اوس رشک سچا کا ہون پڑ گئی نمود
نطق عیسیٰ کی طرح اب مری تقریر منسروغ

عسزل عاقل

آفتاب پہنچا ہوا تو اونکے جو بن کا دماغ لٹ گئی اقلیم دل سے جب متاع صبر تھا لائی ہو جسے شمیم گیسوے مشکین یار جھولیاں بھر بھر کے لائی جیسا ڈبوئے زلف	گھٹ گیا جس کی کبیرا ماہ روشن کا دماغ بڑھ گیا کیا کیا ہو ترک چشم پرفن کا دماغ ای صبا فرحت ہو وہ اپنا ہوا کہ من کا دماغ جیب گل سے بڑھ گیا ہوا اپنے دامن کا دماغ
--	--

دکھنا عاقل زمانے کی بھی خوبی اندون
پیر گردون سا ہوا ہر ایک کو دن کا دماغ

ولہ

بڑھ کے رکھتی تھی ماہ سے تویر فروغ وصل دہر کے لئے فکر سا سیچ ہوئی اونگھیاں اوٹھنے لگی ہیں جسم ابرو کی طرت شمع جل جل کے کٹا لگی زبان کو اپنی	اور کیا چاہیے اب اوست بے پیر فروغ سیچ ہو رکھتی نہیں تقدیر پہ تدبیر فروغ لیگئی تیغ ہلالی پہ شمشیر فروغ جب دکھائے گا مہتار اب تیر فروغ
---	---

اونکی مرگان و خم ابرو سے عاقل بڑھ کر
تیغ چکے گی نپایا کوئی تیر فروغ

غزل عزیز

آجکل ہو چرخیر اوس ماہ روشن کا دماغ بوئے گل سے ہیں پریشان مثل سہل باغ میں کیون مانگے دل نپا ہیں بگڑی ہتی غصہ سیر دیدن سے بھی ہونے نہیں دیتے کبھی	خاک ہو مجھ پر خاکسار چاک دامن کا دماغ ای صبا نازک ہو کیا اوس رشک گلشن کا دماغ زلف کی صورت ہو برہم چشم پرفن کا دماغ مجھ سے اب اوٹھتا نہیں وہ سینکڑوں گل دماغ ہم سے کیوں بگڑا ہوا دوست و دشمن کا دماغ
--	---

کھب گیا ہر دل میں اپنے کیا وہ چہ لہریاں	جھوٹا ہی عرش میں اب تیرے جو بک دماغ
سخت باتیں اونکی کب تک تو سنے گا اے عزیز	
کیا بلا تیرا ہو کوئی سنگ آہن کا دماغ	

ولہ

مہر و سہ سے نہیں پاتا فلک پر سر فروغ	رکھتی ہو ماہ سے بڑھ کر تری تصویر فروغ
ہو گئے سکتے میں کیا مانی و ہنزا دہین	وہ خداداد رکھے ہی تری تصویر فروغ
کاٹے گوخبر گلگیر زبان تک اوسکی	شیخ رکھتی ہی بڑھ کر تری تقریر فروغ
چمکا آئینہ سادل عکس کے پڑتے اوسکے	وہ تری رکھتی ہی یہ چاندی تصویر فروغ
کسا چمکا اہن مثل ضیائے خورشید	ہندین رکھتی ہی سب غول میر فروغ

وصف لکھے ہیں رخ رشک قمر کے جو عزیز	
رکھتی ہو ماہ سے افزون مری تحریر فروغ	

غول تمیز

چڑھ گیا اب تو فلک پر شوخ بدظن کا دماغ	ہم سے اٹھتا ہی نہ جسکی چشم پر فن کا دماغ
گر مسی مالیدہ لب دیکھے ترا ای رشک گل	پھر نہ ہو گلزار میں تا حشر سوس کا دماغ
کشور دل لیگیا اپنا غنیمت ہی یہی بڑ	بڑھ گیا راہ محبت میں جو رہزن کا دماغ
آشنا ہوں بحر الفت میں کسی بیگانہ کا	دوست ہوں اوسکا میں جو رکھتا ہو دشمن کا دماغ
یاسد ہوتے تھے اونکی بزم میں ہم باریاب	یا اٹھاتے ہیں ہین دیوار و روز کا دماغ

شبہ اوس کہہ کے مسی مالیدہ لب کا ہی تمیز	
کیون نہ بالائے فلک چڑھ جائے سوس کا دماغ	

ولہ

پاؤں عالم میں کیوں عاشق دگیر فروغ	مہرسان رکھتا ہو روئے بت لی پر فروغ
میں یہ سمجھا ہوتا ناالہ شبگیر فروغ	دیکھے جگنو جو کبھی تیرگی فرقت میں
کہ ترے تیرے پائے دل خچیر فروغ	صید ہونے کی تمنا ہو مجھے صید ننگن
سر مرا کاٹ لے پائے تری شمشیر فروغ	سرخروئی تری قاتل مجھے منظور ہو اب

باتیں کرنے کا تمیز آپ نے کیا کہ ہے
تہرگم سے جو پانے لگی تقریر فروغ

غزل اخلاص

برق تابان بھی نہ پاؤں جسکے توں گداغ	کیا ملے اوس شہسوار ناوک افکن گداغ
درد فرقت میں نہیں ہو سیر گلشن گداغ	خارا تاہو نظر ہر ایک گل اوس یار بن
تب بھی تو ملتا نہیں اوس لطف پر گداغ	سر جھکا دیتے ہیں اوسکے روبرو اہل ہنر

صاف ہوتا ہو مکدر ہر گھڑی اخلاص
راستہ پر آئے یار بچرخ بد ظن کا دماغ

ولہ

کہ نہیں رکھتے ہیں یوں جو ہر شمشیر فروغ	کیا زبان رکھتی ہو تیری دم تقریر فروغ
ماہ دو ہفتہ کا کھو دے تری تنویر فروغ	کیا عجب بام پہ تو جہلوہ نما ہو تو صنم
سب رکھتی ہو زیادہ تری تصویر فروغ	صفحہ دہر کے جتنے ہیں مرقع اون میں
سر تسلیم نے پایا تہ شمشیر فروغ	قتل پر ہاتھ جو قاتل نے اوٹھایا اپنا
لطف سے رکھتی ہے جسکے مری تقصیر فروغ	اوٹکا بندہ ہو گنہگار خطا وار اخلاص

غزل عاشق

منشکر بے ہمارے شوخ پرفک دماغ	لکھت گل بن گیا اویں ٹنگ گلشن کا دماغ
باغ میں تہنہ مسمی مالیدہ لب و کلام دئے	آسمان پر چڑھ گیا نہی دیکھو سوسن کا دماغ
چہنئے کافر جانکر اوسکو جو سجدہ کر لیا	اسیئے ملتا نہیں طفل برہمن کا دماغ
وصل پر راضی وہ نادان اب تک ہوتا نہیں	اب کہا نئے ڈھونڈ لاؤں میں لڑکپن کا دماغ

یار کم سن کیا ملا عاشق کو باز گاہ میں
پیر گردون سا بنا ہر ایک کو دن کا دماغ

ردیف الفار

غزل نمود

آنا ہوا جو عالم ایجاد کی طرف	دیکھا کیا میں حسن خدا داد کی طرف
وہ تشنہ کام ہوں کہ میں تکتا ہوں وقت ذبح	حسرت سے آب خنجر جلا داد کی طرف
نازک وہ اسقدر ہیں جو چھولیں جناب کو	جائے گمان بیضیہ فولاد کی طرف
وحشت میں کتا ہوں میں ہر لگ گرد باد کو	جاستے ہیں اپنے خانہ برباد کی طرف
کیا زمرہ سر افس تن میں ہی بیان	اومرغ روح جاتا ہوی صیاد کی طرف
پہلے ہی مجھے عشق نے اکڑلائے ہاتھ	رکھا قدم جو عالم ایجاد کی طرف
برق نگہ سے خاک وہ اکسیر کے بنے	دیکھے اگر وہ بیضیہ فولاد کی طرف
دیکھا کئے مدام وہ موجد کی شان کو	بنا جو آئے عالم ایجاد کی طرف
وہ سخت جان ہوں کہ اسیری کی واسطے	جلا داد اشارہ کرتا ہوی حداد کی طرف

علم اسکا باغبان حقیقی کو ہی ملو
کب سے ہم آئے عالم ایجا د کیطرن

ولہ

<p>دل جیسے ہو گیا ہو مرا مبتلائے زلف گرائینہ وہ سامنے رکھ کر بنائے زلف اسلام کا ہی بندہ ہر اک شیخ و برہمن غمگین نہ ہو جو عشق میں ادسے فنا ہوا مانند مہر تار شماعی بنین جو ہوں طول اسکا کیا صنم ہو درازی حیات کی قربان ہو نیکیو دل صد چاک ہے مرا اختر شناس کو نہ گمان کسوں ہو کا کل ہو شمع کی نگہ اہل بزم میں</p>	<p>ساتھ آہ کے نکلتا ہی ہر دم کہ ہاں زلف اعجاز حسن اہل طب کو دکھائے زلف کہتے ہیں بت جہان کے تج کو خدائے زلف ای دل لحد میں حشر تلک ہی بقائے زلف تار مقیش اب تر سے رخ پر بجائے زلف ڈھونڈے جو خضر بھی نہ ملے انتہائے زلف لیتا ہی شانہ بن کے کیسی بلائے زلف اور شک مہر چاند سے منہ پر نہ آئے زلف وہ شعلہ رو جو ناز سے اوپر اٹھائے زلف</p>
--	--

اسلام و کفر دونوں ہیں تو ام یہاں ملو
دل مبتلائے رخ تو جگر ہی فدا ئے زلف

غزل عاقل

<p>دام انگنی ہو کیون دل ناشاد کی طرن سارا جہان ہو گو ستم ایجا د کی طرن لکھے ہو قید طالع بیل کی باغبان اللہ سے جذب عشق صنم بل بے وقوف</p>	<p>خود آپ کچھ رہا ہی تری یا د کیطرن الطاف کبریا دل ناشاد کیطرن گلچین اشارہ کرتا ہی صیا د کی طرن جھکتا ہی خود جو سر مرا جلا د کی طرن</p>
--	---

کھنچی شبیہ یا کہ نقشہ جا دیا تقسیم کے لئے ہوا اک پاؤں سے کھڑا قری عین میں گر قد رعنا کو دیکھ لے نشر بھی چھٹ کے ہاتھ سے اوگر اڑھین لہر شوق قتل کہ مقتل میں دیکھنا پابند زلف ہوں نہیں حاجت ہر طوق کی	سارا جہان ہوا ندون بہزاد کی طرف وہ سرو قد جو آگیش شمشاد کی طرف دیکھے نہ حشر تک کبھی شمشاد کی طرف وحشی نے تیرے دیکھا جو فساد کی طرف جا آہوں دوڑ دوڑ کے جلا د کی طرف کیجے اشارہ آپ نہ حداد کی طرف
---	--

عاقل کو خوے صبر نہ دے کسلے فلک ماہل ہوا و سکی طبع جو بیدا کی طرف

ولہ

دل اپنا ہو گیا ہی غضب بتائے زلف شان و سپہ گرو و شوخی سے لشکر کے آئے زلف سرگوشی کر رہی ہوئی قتل عاشقان آنکھوں میں اپنی ہو گیا اندھیر جہان ابروں نے سینہ چاک تو پہلے ہی کر دیا پھانسی ملگنی چین و خستہ میں ستارین پھانسا ہوا دل کو دین کی ہو فکر میں لگی	نخلیر گاد م بھی کتا ہوا مائے ہائے زلف اترا کے لاکھ جلوہ پیری کے دکھائے زلف بائیں بناتی آنکھوں میں ہو وہ بلا زلف آنا نظر نہیں مجھے کچھ بھی سوئے زلف کیا جانے دیکھے کہ ہو کیا مدعا زلف بوسہ لیا ہو ہم نے یہ کی ہو خطا زلف کافر یہ پیچ سے نہ بلا سر پہ لائے زلف
--	--

عاقل جو تجکو آٹھ پہر اسکا ہی خیال سوٹان و ح جان حزن ہو نہ جا زلف

غزل عزیز

<p>آئی قضا ہو بلبل ناشاد کی طرف مقتل میں آگیا کہین ابرو چڑھا کے وہ صیاد جوش عشق دم فوج دیکھ لے دو چشم بد سے کیا ہوا دھکا دکھاب رخ بے اختیار بوسہ ابرو جو لیلیا بھولا ہوں دو جہان کو فقط تیرا دھیان ہو آتے ہی دلربا کے غضب کی ہوا چلی</p>	<p>کھپیں اشارے کرتا ہی صیاد کی طرف اٹھتی ہیں اونگیاں سر جلا د کی طرف قز می گھسٹ جا پڑے شمشاد کی طرف اللہ ہی تیرے حسن خدا داد کی طرف ہاتھ اونکا اوٹھا خنجر فولا د کی طرف بھولیسے اک نظر تو مری یاد کی طرف دل اوڑ گئے ہزاروں پرزاد کی طرف</p>
--	---

آفت میں پڑ گیا دل دشمن سے ای وغیرہ
پہلو سے پھر چلا ستم ایجا د کی طرف

ولہ

<p>سودا زوہ ہوں کوئی بلا پھر نہ آ زلف پھنسنے کا بیج میں دل دیوانہ اب نہیں سر کیا چڑھی پھنسائی ہی عالم کو دام میں ابرو کا میں شہید نہ شہید ہوں خال کا اوڑ کر ہوا سے آئے نہ وہ چشم یار پر سنبل کے تار تار تو گلشن میں کر دیے دم بھر میں توڑ دوں ابھی الفت کا سلسلہ پالے ہو کس اُمید پہ کالے کو ہاتھ میں ہر دائرہ ہو حلقہ زنجیر پائے حرف</p>	<p>دل کو نہ میرے بیٹھے بیٹھائے تار زلف بن بن کے لاکھ روز کے جو بن کھا زلف اب آہ سے کیسی نہیں مار کھائے زلف زنجیر سے بند ہا ہوں کہ ہوں آشنا زلف بیجا اپنے پاس رکھی ہو عصائے زلف سودا یونکے دل پہ بھی نقشہ جائے زلف لکڑے اور زادوں دیکھ جو ہو متا زلف افعی سے کم نہیں کبھی ایدل و نام زلف لکھوں جو خط شوق میں کچھ ماجرا زلف</p>
---	---

بو سہ لیا جو مینے تو بہم نہ ہو سہیے	طرہ ہو بگڑین آپ تو اور نہ بنائے زلف
مارا ہی مجھ کو دونوں نے سر کی قسم سے	میں واسے چشم کھتا ہوں دل مائی بالین

عالم ہو موج آہ میں زنجبیر کا عزیز	
پوچھے تو کوئی دل سحرے ماجرا زلف	

غزل تیسر	
----------	--

سارا جہان ہی اوس ستم ایجاد کی طرف	اک غم ہی یاں فقط دل ناشاد کی طرف
ای گلبدن ترا قدر عنا جو دیکھ لے	قمری نہ جائے باغ میں شاد کی طرف
اللہ کہ شوق قتل کہ قتل میں دمدم	خون دوڑتا ہی خنجر جلا د کی طرف
سودا ہی اور نہ خط نہ دیوانگی مجھے	ماکل یہ دل ہی ایک پریرا د کی طرف
رسوا کیا یہی الفت لکھیو سے یار نے	خو دلچلا جنون مجھے حداد کی طرف
اس مرغ دل کا شوق اسیری تو دیکھنا	اوڑ کر چلا ہی خانہ صیتا د کی کی طرف

جب سے تیسر بلبل بے خانمان ہوئیں	
گلچیں اشارہ کرتا اسیا د کی طرف	

ولہ	
-----	--

تازہ بلا نہ کوئی مرے سر پہ لائے زلف	ہو جائے دل نہ اپنا کہیں متبلائے زلف
روشن شب محاق بھی ہو جائے صیل میں	خسار سے وہ ماہ جوانی ہٹا سز زلف
اوجھا ہو آپ گیسوئے مشکین کے بچ میں	دل کا قصور ہی یہ نہیں ہر خطائے زلف
بعد فنا کو گے نہ پاؤ گے جب مجھے	وہ کیا ہو کہ تھا جو مرا آشنائے زلف
پتھر سے مارا مار کے سر چھوڑ دون کہی	مجھ کو شب فراں میں جو یاد آئی زلف

سودائی اونکے گئیونے عالم کو کر دیا
 وحشت میں کہہ رہا ہوں طلاطم کو دیکھ کر
 آہو کی طرح مجھ کو نہ وحشی بنائے زلف
 دریائے حسن میں نہ کمین ڈوب جائے زلف

کاکل کا بل نہ جائیگا تجھ سے کبھی تمیز
 گو عمر بھر کر گیا تو دل سے تٹائی زلف

غزل اخلاص

خاطر کو راہ دیتے ہو بیدار کی طرف
 جوش جنون نے ساتھ دیا میرا بعد قتل
 سکلامری زبانی نہ گو شکوہ فلک
 گلزار میں جو اس قدموز کو دیکھ پسا
 تیغ جنھائے یار کا ممنون کیوں نہوں
 زنجیر زلف یا رکا دیو انہ جانکر
 تصویر یار گم ہوئی قاصد کے ہاتھ سے
 سایہ سامیرے اس دل وحشی پہ پڑ گیا
 مرگان یار کا تھا جنون میں مجھے خیال
 حسرت ہو ایک وار کی مجھے نیم جان کو اور
 دل سا عزیز مجھ سے جدا تنہا کر لیا
 شاید کہ قید زلف سے کہتے ہو اب ہا
 دیکھو کبھی تو اس دل ناشاد کی طرف
 اوڑتی ہو خاک کو کچھ بے لاد کی طرف
 اوٹھتی ہیں اونگلیاں اسی بیدار کی طرف
 زکس اوٹھائے آنکھ نہ شمتا کی طرف
 سب سرکھٹ پڑیں ستم ایجا کی طرف
 احباب لے چلے مجھے حداد کی طرف
 خط بھیجتا ہوں مافی وہزاد کی طرف
 مائل ہو جب سے ایک پر زاد کی طرف
 اوٹھانہ ہاتھ نہ شتر فضا کی طرف
 گردن جھکی ہو خنجر جلا کی طرف
 آو کبھی تو حسنا نہ برباد کی طرف
 اچھا تو ہو خدا ہی اس آزاد کی طرف

رکھتا ہوں پاؤں خاک پہ اخلاص شرم سے
 جب دیکھتا ہوں اپنی مین بنیاد کی طرف

ولہ

خون جگر پیو جو ہوے بتلائے زلف بستی کو چھوڑو ادنیٰ وحشت میں گھر کیا اوس رخ کا وصف گر میں لکھوں صبح ہو کھائے وہ پیچیاں تصور میں رات بھر پھانسی لگائے شوق سے اپنی گھیریں آپ سنہ کو چھپائے شرم سے بدلی میں آفتاب	اس ماجرا کو غم کو سنے ہی بلائے زلف کیا دل کو ٹٹھنی ہو مرے کیسے زلف ہو جائے رات میں جو کہوں ماجرا زلف دیکھے جو ایک بار ترے پیچھے زلف عاشق کو ناز ہو جو کبھی تو دکھائے زلف رخسار سے ہوا اپنے کبھی تو ہٹائے زلف
---	---

چھوڑنا تو کیا سو گھائی نہ اوسنے شیم زلف
اخلاص سے ملے وہ کہیں پار سے زلف

عزل عیش

پھر جاتے ہیں جو داد سے بیداد کی طرف کیا کام ہے جو کو چہ جانان کو چھوڑ کر کھل جائے قلعی آئینہ لایا ہوا تھیں مضمون طبع زاد پیچہ ہر دل عزیز ہیں	جاتے ہیں سر کٹانے وہ جلا د کی طرف کافر ہوں جاؤں گلشن شاد کی طرف سنہ اپنا پیچہ دیکھئے بہزاد کی طرف رغبت ہے سب کو اس مری اولاد کی طرف
---	--

مونس ہوں اسکا عیش میں اور یہ ہر نگار
ہوں میں بھی اپنے اس دل ناشاد کی طرف

ولہ

چھو لوں مگر یہ ڈر ہے غضب میں آن زلف اوس رشک گل کے بال ہیں غبر فشان تمام	مچکونہ اس قصور میں چاہک لگائے زلف پھو لوں میں کیا غرض اوسے وہ بکائے زلف
--	--

ایسا نہ ہوتھیں ہی تمھاری پھنسائے زلف پھانسی ملے بلا سے کہوں ماجر آ زلف پہچان اونکی یہ ہے جو ہیں مبتلائے زلف لیکن ہو سے رہا نہ اسیر بلائے زلف گر حکم ہو تو اونکو ابھی باندہ لائے زلف	بیوجہ آج بی طرح کبھری ہوئی ہو یہ یون ہی تمھاشی سے مرا گھٹ رہا ہوں دم دیکھا ہو پہنے زہراو گلتے ہیں عمر بھر شانہ نے بال بال یہ کین موشگافیاں آزاد دو جہان سے جو ہیں جشیونکی طرح
---	---

بنجائے کلک ماتھہ میں سنبل کی شاخ جھلش
ہو یہ یقین مجھے جو گھون میں ثنائی زلف

غزل عاشق

کس دن وہ آئین خستہ و ناشاد کیطرت ایذا نفس کی دل سے جو منظور ہو تو چل دیوانہ کر گئی مجھے کس گل کی بوسیم طوفان بیا زمین پہ ہو گردش میں آسمان	شیرین کی طرح لاشہ فرما دی طرف ای مرغ روح خانہ صیاد کیطرت ہوش اوڑ چلے ہیں نکمت برباد کیطرت مائل ہوں گر میں نالہ و فریاد کیطرت
---	---

عاشق کو اپنے ایک حسین پر ہی ناز ہو
دیکھو تو اس کے حسن خداداد کیطرت

غزل حافظ

آتی ہے جھومتی ہوئی باد صبا کے زلف لینا صنم کے بوسہ رخسار ہوں نصیب کیونکہ بچپکا دام سے صیاد مرغ دل شک ختن کی بوجی جو سونگھوں تو ہو خطا	کالی بلانہ سر پہ مرے کوئی لائے زلف شام و سحر خدا سے ہی ہو دعا زلف چھوڑے جو چشم بارتو پھنڈی میں آ زلف وہ رشک گل جو آن کے انہی سونگھائے زلف
--	--

اوکے بکھرنے کا مجھے شک وصال میں	وہڑ کا یہی رما کہ کہیں چھو نہ جا زلف
قبر وں سے اپنی مردہ صد سالہ جی اٹھیں	پہنچے اگر دماغ میں اوکے ہوئے زلف
اسلام کے ہوں پھندہ میں پر محکوم ہی خون	کوڑا نہ مار کر کہیں کا فر بنائے زلف

میری نظریں کیوں نہ ہوتا ریک سب جہاں
حافظ اگر وہ اپنی دکھا کر چھپائے زلف

ردیف القاف

غزل نمود

نہ فقط ہو خرام یار سے عشق	بلکہ ہی او کے رہنما سے عشق
ہوتی ہی کیوں اوڑا کے ہم آنکھوں	گر ہو اکو نہیں غبار سے عشق
کنج مرقد ہو حسان کرمان	جیتے جی ہی مجھے مزار سے عشق
ساتھ ہی دفن میرے شر کے دن	دیکھنا اوٹھیکا مزار سے عشق
ماے وحشت کہ ہو چلا ہی مجھے	دشت سے انس کو ہمارے عشق
ماں زلف ہی دل پر داغ	گویا طاف کو ہی مارے عشق
اوکے نشو و نما سے ہی ثابت	مثل بلبل ہو گل کو خار سے عشق
گر دبا د و نیپہ اوڑا کے ٹپکے گا	بعد مردن مرے غبار سے عشق
جو کہ نفس شقی کا مونس ہے	ہوا سے آستین کے مارے عشق
ہر گلی کو سمجھتا ہوں ہو وہی	جیسے محکوم ہی کو سے یار سے عشق

دوست خستہ رسل کے ہیں ہنود
کیوں نہ ہو دل کو چار یار سے عشق

ولہ

<p>ہو گیا جیسے کہ دل میرا گرفتار فراق لاغراک طفل برہمن کی جدائی سے نہیں خواب میں بھی وصل کی صورت نظر آتی نہیں روئے روشن دیکھ کر آیا خیال روز ہجر کہتے ہیں مجھ کو اٹھا دیکھ کر درکار ہے یار کی دولت میں دو لوگوں کو رکھتا ہوں ہو جدا اس رشک گلشن سے بزمِ غنیمت وصل جانان صبح روزِ شہر پر موقوف ہے</p>	<p>روح نکلی جاتی ہی یہ ہر گرانِ بارِ فراق کیسے اب رگھائے محسوسہ کو زنا فراق ہوتا ہی صبح و سہا ہکو تو دیدار فراق زلفِ شب گونشے ہوئی یادِ شبِ ہمار فراق شربتِ وصل اب پی در مان بیمار فراق وصل کل ہنس بنا ہوں اور غمخوار فراق جانتا ہوں باغِ عالم کو میں جگوار فراق تیرگی گور ہی مجھ کو شبِ تارِ سراق</p>
---	---

روح و قالب کو جو دیکھا کھل گیا ہکو ملو
 مستحق وصل جانان ہیں سزاوار فراق

غزلِ عاقل

<p>پھر ہوا دل کو زلفِ یار سے عشق آہ سوزان کو تیری فرقت میں کیسے مرغوب ہیں گلِ زکس قد جانان کے دہیان میں ہکو سکے منصور تیرے افسانے</p>	<p>کر تا مودی ہی دیکھو مارے عشق برق سے اور ہی شہر سے عشق ہو مجھے چشم انتظار سے عشق ہو گیا سہر و جو بہار سے عشق خود بخود ہو گیا ہی مارے عشق</p>
---	--

دیکھو عاقل ہمیشہ رکھنا تم
 اپنے حضرت کے چار یار سے عشق

دلہ

اٹھ نہیں سکتا ہی مجھے ضعف سی بارفرا	کاتے دو تو ایذا میری شب تار فراق
کوئی نہ مجھ پر فن کی اورائی ہی یہ چال	ہو خرام یار سے آنکھوں میں قنار فراق
مجھ کو رسوا تو نہ بہر خدا جوش جنون	ہو سر سو دا پہ طرہ اپنی دستار فراق
صبر عقل و ہوش کب کے چلے لیے بگانہ وا	ایک جان ہدم تھی وہ بھی گئی بار فراق
جانکوتن کی نہیں سر کو نہیں پاکی خبر	ہو گیا ہی جیسے دل میرا گرفتار فراق
لے مبارک ہو اہو پینا تری شمشیر کو	آج کل حاضر ہیں قتل میں گنہگار فراق

کتنی ہی وارسنگی عاقل نہ ہو کر چل یار
روز و شب پڑھتے پھر و صحرا میں اشعار فراق

غزل عزیز

جائے دم بھرنے جان زار عشق	خاک چھنوائے ماکسارے عشق
مثل ماہی چھپا کے رکھتے ہیں	کف پا کو ہوا وہ خارے عشق
ہو جو گردش نصیب میں ہر دم	جائے کیونکر دل فگارے عشق
حور و غلمان یہ میں نہیں مروتا	مجھ کو واعظ ہوا اپنے یارے عشق
میرے گل کو جو دیکھیں گچھین	سیکھیں سب سریان ہزارے عشق
داغ رکھتا ہوں عشق گل و کا	کیون نہ دلو ہولالہ زارے عشق
حلقہ زلف یوں ہی عارض پر	جیسے باہم ہو گنج و مارے عشق
بوے گل سا نہان رکھوں ہرم	دل میں بیٹھے جو کچھ فرارے عشق
لکڑی ہو گیا مرا ویران	کو بچ کر جائے اس دیارے عشق

چھوڑ دنیا عزیز کہہ کر لے
کسی محبوب کو دگار سے عشق

ولہ

<p>یار اپنا ہی فراق یار میں بار فراق جائے جاتا ہی تیرا آج بیا فراق کیون نہ ہوں میں جان و دل سے ناز فراق وصل گل بیل کو ہوں طلبگار فراق بیلو نکو خار ہو خندان ہو گلزار فراق دل ہی پہلو میں کہ ہو کبخت اک خار فراق جان ہی لی جس لپٹا دیو خوشوار فراق اجکل رہتا ہی اپنا گرم بازار فراق</p>	<p>یار نے جسے دیا ہو محب کو آزار فراق دشمنی ہو دم آخر تو اگر دیکھ لے ہو لگاے یار کو سینہ سے آغوش خیال داع عشق یار کیان دل چھپیں باغ لالہ و گل اغما سے دل سے اپنے گردہاں بیکلی اسکی غلش سے غصہ گروہاں زور رسد کو چھاڑیں کھاتے ہنسنے دیکھاں حسرت و سوز و الم درد و فغان سب اٹھنا</p>
--	--

سحر میں تاثیر ایسی تو نہ دیکھی تھی عزیز
ہٹ گیا دل ہی سے جس نے یہ شعار فراق

غزل تہیز

<p>کیا غرض جو کروں ہزار عشق ہی مجھے چشم انتظار عشق مار کھائے کرے جو مارے عشق دل بیل کو ہی بہارے عشق ہو خطا جو نہ ہو تیارے عشق</p>	<p>ہو فقط محب کو ایک یارے عشق وعدہ وصل پر بھی آئے نہیں پیچ کا کل میں آیو نہ دلا کر دے صیاد اب تو محب کو رما ہوں میں سودائی زلف مشکین کا</p>
---	---

اب تو چھو لائیں سما آتمیز
اندون ہی جو گلزار سے عشق

ولہ

پہر ہوا میرے دل نگین کو آزار فراق
خواب و خور کا ہوش ہی جگنو کچھ رسوائیکا
چسپ گزرائے ہیں کیا ہم نے آیا مصل
رند بے خود ہوں نہ ہمیش ہو کن کسنی خنیا کا
سر جدا کر دے سبکہ دہی مجھے قاتل اب
پھر کہیں گے مجھ کو سب عالم میں بیمار فراق
ہو گیا ہی جب دل میرا گرفتار فراق
عین صلیت میں ہوا پھر مے دیدار فراق
لشہ الفت سے ساتی کے ہو کن شاد فراق
میں ترے قربان سر سے دور کر بار فراق

وصل میں شکوہ ہزاروں کرتے ہیں ہا می تمیز
بھول جائیں گے کرونگا گر میں اظہار فراق

غزل عیش

غیر سے کیا غرض ہا میار عشق
سمجھے آغاز کو نہ یہ انجام
دخت رز بھی خم سے شیشہ میں
زرس قلب ہو گیا ادھکا
ہجر اور وصل ہی ہیں کیان
گل کے عاشق کو کب ہوا عشق
بڑھ گیا حد اختیار سے عشق
واہ اسکو ہونگ عار سے عشق
ہو جنہیں مجھ سے خاکسار عشق
غم خزان کا کچھ بہار سے عشق

عیش ہی خاک آپی برباد
کیا ہوا اس شوخ شہسوار سے عشق

ولہ

خوب کھیا پر نہیں اب اپنا غمخوار فراق ای فلک قدرت اسی پر ہو تجھے تو کہ نہیں کوئی جاسکتا نہیں اب ان بجز یک خیال جو کہ عاقل ہیں نہیں موزیکو زندہ چھوڑ حضرت منصور بکر ہم چڑہیں گے بیخطر	گوشہ صحرایہ ہم ہیں اور ہو خار فراق پہلے مرجائیں ہم آئے پھر شب تار فراق میرے اونکے دریاں جا مل ہو دیوار فراق مار ڈالیں ہمو مل جاے اگر مار فراق استحسان کر ہو تو قایم کیجئے دار فراق
---	--

ناوک اندازی کے عالم سکو دکھائی گئے عیش
پھینک دیں گے جب کبھی اوجھے ہو خار فراق

غزل حافظ

ہو مجھے اوس ستم شمار سے عشق حسن خوبی کو اپنے دیکھ اوسے دشت غربت میں ٹوٹے پڑتے ہیں کس کے دندان کے اب تصور میں اونکی زلفون پہ ہو گیا مفتون عشوہ و غمزہ و کرشمہ و نار مخ دل لائیں دام گیسو میں مثل منصور گو قصور نہیں اوس گل اندام کے سوا اہکو	نکرو نگا کسی نگار سے عشق ہو گیا بی طرح سنگار سے عشق آبلوں کو ہو میرے خار سے عشق ہو مجھے درآباد سے عشق کسیلے میں کروں نہ یار سے عشق اہکو تو ہو انھیں دو چار سے عشق اسلئے ہو انھیں شکار سے عشق کسیلئے پھر مجھے ہر دار سے عشق ایک سے ہو نہ اب ہزار سے عشق
---	--

شہر بھوپال کے سوا حافظ
نکرو تم کسی دیار سے عشق

ردیف کا متنازی

غزل نمود

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک	بلکہ ہو دامن بیابان چاک
جیسے مہ سے کتان ہوا تینہ کو	کرتا ہو عکس روئے جانان چاک
تار گھائے گل سے کیجے رفو	ہو دل ببل خوش الحان چاک
جامہ زہی تری قیاست ہے	صبح محشر سا ہو گریبان چاک

ڈھل کے آنسو گل رہے ہین نمود
کیا بنی اپنی چشم گریبان چاک

ولہ

گئی دل سے نکل کر لامکان تک	کہو آہ رسا اپنی کمان تک
ہوا یہ دوست اک خورشید رولہ	کہ دشمن ہو گیا ہو آسمان تک
بیان ضعف کو سنہ لاؤن کسا	تکلم میں نہیں چلتی زبان تک
بھرا یہ دم کسی جان بہان کا	گری تھک کر مری ج روان تک

گنہ کرنے سے دنیا میں نمود آپ
کرد پر ہیز ہو ممکن جہان تک

غزل عاقل

نہ فقط ہو جنون گریبان چاک	بلکہ ہو دامن بیابان چاک
کون گل پیر ہن چمن سے چلا	ہو قبائے گل گلستان چاک

پھٹ گیا بکڑے ہو کے دل میرا	تمنے نامہ کیا جو ایجان چاک
جلوہ مس نہا ہی بام پر مہر و	ہو ر داسے نہ ماہ تا بان چاک
دست عاقل جو ہے گریبان گیر	دامن دل مرا ہی ایجان چاک

حرف مطلب پڑہا نہ عاقل کا

ورق دل ہوا مرچبان چاک

ولہ

نہ آئے وصل میں گرم یہاں تک	نکل جائیگی لب سے میری جانتک
بہار و باغ ہو ساقی پلا دے	خدا جانے کہ کیا گذرے خزاں تک
خدا جانے کہ دل کس پر فدا ہے	پہنچتا و ان نہیں وہم و گمان تک

بس اب عاقل بھولا د عشق خوابان

بھٹیں اجاب سمجھا میں کمان تک

غزل عزیز

دہجیان پیر ہن ہو دامان چاک	نہ فقط ہو جنون گریبان چاک
زخم سینہ کا میرے گریبان کا	دامن دل ہوا د چندان چاک
کون گل پیر ہن ہو گلشن میں	ہو گئے ہیں جو گل گریبان چاک
تیرے خوشی کی جب کبھی تصویر	پہنچی ہو کے سوے بیابان چاک
الف زلف کیا و بال ہو	مثل شانے کے دل ہو ایجان چاک
عکس خسے ہو تیرے مثل کتان	چادر ماہ چرخ گردان چاک
کسکو دنیا میں ہی ثبات عزیز	ایک دن ہو گا چرخ گردان چاک

	ولہ	
<p>کہ آہ دل نہیں آتی زبان تک اجل پہنچی نہ تیرے ناتوان تک نہیں باقی اس اگلے میں دھواں تک جلے لب کیا کل آئی زبان تک بچھاؤں فرش آنکھوں سے مکان تک کروں صدقہ جگر سے لیکے جاتک اوٹھاؤں صدقہ فرقت کہاں تک گئی بھی ہمارے اوٹھیں جیجی تک</p>		<p>بڑھیکی ناتوانی اب کہاں تک کیا ہو عشق نے لاغریاں تک بھلا کیا سوز دل آئے زبان تک بیان سوز دل ہو تیسے کیسے تک قدم رنجہ کرے گر آج دلبر اداسے دیکھ لو اکدم شب بیل خدا را مثل دل پہلو میں بیٹھو کھلا عقدہ نکچھ موے میان کا</p>
		<p>عزیز اپنا نہیں قابو ہو دلبر میں اس چشمی کو سمجھاؤں کہاں تک</p>
	غزل ملتیز	
<p>پر زے پر زے ہو جیساں چاک ہو لفافہ وہ ایڑیاں چاک پیرہن ہو گل گستان چاک مثل جاسہ ہو جسم عریان چاک</p>		<p>کیا فقط ہو مرا گریبان چاک ذکر بتیابی کا ہو جس خط میں عشق بیل کا ہو اثر جو ترا ہمارے وحشت تو دوائے دشتوں</p>
		<p>اب وہ تاثیر امین ہو ملتیز دم میں ہو جائے چرخ گردان چاک</p>
	ولہ	

رقیبوں نے سکھایا اذکویاں تک	کہ وہ رہنے لگے مجھے نہان تک
اگر تشریف وہ تائیں یہاں تک	کروں آنکھوں کو فرش اونکے کان تک
جلایا آتش فرقت نے یاں تک	کھلتا اب نہیں دل سے دھواں تک
وہ بیل ہوں کہ عشق مگر خانہ میں	لٹا بیٹھا میں اپنا خانان تک
زمانہ پھر گیا پھر نے سے تیرے	کہ ہر گزشتہ مجھے آسمان تک
پس مردن ہزاروں نامیوں کے	رہے باقی نہ مرقد کے نشان تک
نہیں آتا نظر مطلوب اپنا	بہت ڈھونڈا میں آسمان تک
کیا سینے جو ذکر دشت گردی	پڑے ہیں آبدلے لب زبان تک

نہیں چھپنے کا ہرگز راز الفت
تمیر اوسکو چھپاؤ گے کہاں تک

غزل اخلاص

جسکے غم میں ہو اگر بیان چاک	اوسکے ہاتھوں سے ہو بیہ لہان چاک
اوسکی صورت ہو جلوہ گردل میں	کہ ہو جس سے ماہ تابان چاک
بہل ہجر تیغ و سائل ہوں	دل میں لاکھوں ہیں خم خندان چاک
دہن یار دیکھ کر ہو جائے	سینہ غنچہ گلستان چاک
تیغ بران کے زخم کی صورت	کرتے ہیں دیکھو تیر مرگان چاک
خنجر ناز سے بہستان فرنگ	کرتے ہیں اب دل سلیمان چاک
کسی پردہ نشین کا عاشق ہوں	ہو نہ جائے جنوں گریبان چاک
وصل کی شب نہ آیا وہ اخلاص	صبح کا ہو گیا گریبان چاک

دل

کہوں میں سرگزشت اپنی کمان تک	کہ ہل سکتی نہیں میری زبان تک
نہایت ناتوان ہوں غم میں سیر	تو آہر خد اچھس نہا تو ان تک
ستا اتنا نہ میرے دل کو ظالم	کہ ہنچی آہ میری آسمان تک

وفاداری ہوئی معلوم اخلاص
گئی وہ بات جو تھی استحسان تک

غزل عیش

جہاں وہ ہیں مجھے پہنچا دو وائیک	نہیں تو او کو لے آؤ یہاں تک
نکی اسپر بھی تھے قدر مشہر	پنچا وڑل کیا دی پیٹھی جان تک
ہوے آباد گھر برباد ایسے	کہ باقی بھی نہیں اونکا نشان تک
تلافی کیوں نہ چاہیں آدمی ہیں	اوٹھائیں ظلم بیجا ہم کمان تک
یہی کہتی ہوا بتو بیتہ لاری	تڑپ کر جازمین سے آسمان تک

کسی کی جستجو میں ہو کے بیخود
گیا ہوں عیش میں تو لا سکان تک

غزل حافظ

مجھے وہ دوست بھولا ہی ہا تک	کبھی آتا نہیں میرے گمان تک
سناؤں حال فرقت میں کمان تک	کہ غم لانے نہیں دیتا زبان تک
نہیں باقی ہی ہکوتا بوطاقت	سہینگے جو رتیرے ہم کمان تک
نہ نکلے حد حیوانی سے باہر	اگرچہ پڑ لے بلبل بوستان تک

لکھون اوصاف جواوہں ماہر کو	زمین شعر پہنچے آسمان تک
تسلزل زلف بکاوس مست کو دیکھ	ہی بیچ و تاب میں پرغان تک
خمیہ دیکھ اوکے تیغ ابرو	کہ ہر چکر میں اب سنگ فسان تک

تری تقدیر برکتہ ہو حافظ	
کہ رخ پھیرے ہو وہ ابرو کمان تک	

ردیف اللام	
------------	--

غزل نمود	
----------	--

ضبط لازم ہی نہ آواز نکالے بلبل	بات بگڑی ہوئی گلشن میں بنائے بلبل
دیکھے اوس گل کی جو نازک کر کیا عالم	ہر رگ گل میں نی شاخ نکالے بلبل
اب بہار آئی نہ پڑ جائے نظر گلچین کی	پردہ چشم میں ہر گل کو چھپا لے بلبل
جھگڑے گلشن میں کئے با وضرائے پیدا	روٹھی جاتی ہو بہار کے منالے بلبل
سو زناں ہو یہاں تک کہ چمن میں گل پر	قطرے شبنم کے ہوئے جاتے ہیں لے بلبل
بانج عالم میں بھی ہرگز یہ سہما نیکی نہیں	دلکے ارمان چمن میں نہ نکالے بلبل

زندگی روکے کٹی عشق میں اوس گل نمود	
چار آنسو تو غم گل میں بہا لے بلبل	

ولہ	
-----	--

اہل نظارہ ہوئے جاتے ہیں قاتل	دیکھنا بن گیا عارض پہ ترے قاتل
ہر گلشت چمن جاتا ہوں بے یار مجھے	ہوئے جائے کہیں آواز عنا د قاتل

روح کے ساتھ چلا شور سلاسل قاتل	شیفتہ زلف کی زنجیر کے کتے ہیں اُسے
گہاٹ شمشیر کا ذریعہ کا ہوا سا عل قاتل	ہو و فور آپ کا اس طرح کہ آتا ہو نظر
سینہ تنقل ہو مرا اور مرا دل قاتل	خنجر یاس سے یہ سترین کرتا ہو شہید
دیکھہ اوشیم کہ ہو دید کے تار قاتل	کافی عبرت کو تری دیدہ قربانی ہے

ہوں وہ ہینو دک مجھے خون ہو قاتل میں ہنود
ہو بجائے اثر خون سے عاقل قاتل

غزل عاقل

فرقت گل میں نکر سوز کے نالے ببل	پڑ نہ جائیں تری منقار میں چھا ببل
سرخ رو آتش الفت سے ہیں ہر چند مگر	شب ہجر انکی سیاہی سے ہیں کالے ببل
فصل گل آتے ہی ہو گیا قفس تج کو نصیب	گلشن عیش کی کچھ خاک اوڑالے ببل
حسن گل کا تو بیان تو نے سنا یا لیکن	سیرے گلرو سے ذرا آنکھ ملا لے ببل
غنیچے کھلتے ہیں نسیم سحری چلتی ہو	تو بھی آ جمع ہیں سب دیکھنے والے ببل
کس روش سے روش باغ پہ پھر تاج گل	فرش آنکھوں کا لب جو تو بچھا لے ببل
جا چکی فصل بھاری بھی خزان آئی ہے	آشیان باغ سے اب اپنا اوٹھا لے ببل

عشق طفلی سے ہی عاقل کو بقول استاد
طارون کا جو ہوا شوق تو پالے ببل

ولہ

رخ پر نور پہ آیا نہ ترے تل قاتل	جہشی تک حلب کا ہوا عاقل قاتل
چھوڑ کر ہلکو چلا کسلیے بسمل قاتل	اپنے کشتوں میں تو کر ہلکو بھی مل قاتل

وصل کا لطف نہ ہو گا ہمیں حاصل قاتل حاجت تیغ و تبر پہ نہ ہونا وک درکار حشر میں پیش خدا و کینا کشتے تیرے	بسبب تانہ ملے دل سے دل قاتل ہو چکا تیر نظر کا ترے بسبب قاتل قبر سے کہتے اوٹھیں گے یہی قاتل قاتل
--	---

تیرے عشقوں نے غضب مایا ہو اکیا عالم میں شیفتہ تجھ پہ نہ تنہا ہوا عاقل قاتل

غزل عزیز

باغبان غار نہ آنکھوں میں چھپالے بلبل شاخ گل پر کبھی گلچین جو بٹھالے بلبل سر نہ نکراتی پھرے کنج قفس میں کیونکر موسم گل ہی میں کی ہائے کرم ظالم نے اسیر پیش گل خوب سے نالے او سے کر لینے دے پھر کہاں گل پر کہاں باغ کہاں باد بہار دید گل کے لئے کانٹوں میں پھنسی ہو جا کر جذب صیاد کو اتنا تو قفس میں دکھلا پتا پتا ترے نالوں سے سچو نکا جاتا ہے موسم گل نے لگائی ہی چمن میں آتش	توڑ لو پول ذرا باغ سے جالے بلبل سچو لے ایسے کہ چمن سر پہ اوٹھالے بلبل قید میں خاک پر وبال سنبھالے بلبل بدھیا د سے تیرا بھی حسد الے بلبل باغبان آج تو ارمان نکالے بلبل اس قفس سے تجھے اللہ بچالے بلبل سچوٹ جائیں ترے چھیل چھیل کے نہ چھالے بلبل شاخ گل کہیں گے آہوں سے جھکالے بلبل کستی سوسن ہو زبان اپنی نکالے بلبل اپنے دوست کے نشیمن سے اوٹھالے بلبل
---	---

چونکہ سے موسم گل میں جو قفس کو وہ عزیز پھر تو صیاد بھی آنکھوں میں بٹھالے بلبل
--

<p>ایک ہی ماتھہ کا ہو ابو یہ نہ سہل قاتل خون میں کس کشتہ کے ڈوبے ہیں انا قاتل دہن گور سے چلائیں گے قاتل قاتل گھاٹ تلوار کا تیرے ہو اس قاتل قاتل چشم بدور ہو کتنا مرا عسا قاتل قاتل قتل گاہ شہدا ہو تری محفل قاتل قاتل ہو گیا چشم متن کا مری تل قاتل قاتل سیرے پہلو میں ہو سیرا دل سہل قاتل قاتل آبِ خنجر ہو گلو میں مرے داخل قاتل قاتل شوق دل ہو مرے مکتوب کا حامل قاتل قاتل کون کتنا ہو کہ طفلی سے ہو قاتل قاتل قاتل</p>	<p>پاؤں پڑوانے سے کیا ہو تجھے حاصل قاتل یاسن حسرت جو پکیتی ہو لہو کی صورت چلدے شوق شہادت میں جو ہم دنیا سے بحر ہستی سے لگایا ہو کنارے دم میں قتل کر کے پی بوسہ رکھی لب پر شمشیر منع سہل کی طرح ہوتا ہو رقص عشاق آکے پکیان سے تاب ترے ناوک کا گردیا ہو بگر و سینہ کو پارہ پارہ منہ سے بلوانے کی تدبیر دم نزع یہ ہی داخل ہو پیک صبا گر دکواو کے پیچھے قتل کر کے پی تشہیر بھی کی ہو تاکید</p>
---	--

نا تو ان ہجرت میں ایسا ہو غریب بے دل
قطرہ اشک ہو اس سینہ کا ہو قاتل قاتل

غزل متیز

<p>آنکھ سے اشک کا دریا تو بہا لے بلبل آشیانِ باغ سے تو اپنا اوٹھا لے بلبل کدے گلرو پہ مرے آنکھ ڈالے بلبل کبھی ارمان بھلا اپنا نکالے بلبل دل خود رفتہ کو اب اپنے سنبھالے بلبل</p>	<p>کرتی ہو میری طرح باغ میں نالے بلبل ظلم پر باندھی ہو صیاد نے اب کسے کمر سیر گلزار کو جاتا ہو وہ ای باد صبا زندگی تھوڑی ہو اور عشق کا قصہ ہی بہت نکست گل سی ہوئی ہو جو چمن میں بہو شہر</p>
--	---

پچھنے فصل بہا میں جو چاہے کر لے ہوگا آخر تو خزانے کے ہی حوالے بل

شاہ گل کو تب غوش میں پائیکے تیز
اپنی ہستی کے نشان کو جو مٹا لے بل

ولہ

کاٹ لے سر تو مرا چھوڑ نہ بسمل قاتل
جبکہ ہوں ابرو کے خمدار پہ مایا قاتل
آب شمشیر ملا دے تو دم ذبح مجھے
قتل مقتل میں کئے تیغ نگہ سے لاکھوں
دہن زخم سے آتی ہو یہ بسمل کے صدا
آئی کیسی یہ تینائے شہادت دل میں
کوئے قاتل میں قتل لے جاتا ہے
کر شہیدوں میں خدارا مجھے داخل قاتل
ہو چکا تیر نظر کا تری بسمل قاتل
رہ بن جائے کہیں پیاسا تر بسمل قاتل
میں ہی کیا ایک نتھا قتل کے قابل قاتل
لب شمشیر کے بوسون کا ہوں سا نال قاتل
سر کہن پھر تا ہوں کتا ہوا قاتل قاتل
اب مرے حق میں ہوا یہ مرا دل قاتل

تیغ ابرو کی طرح کتا ہی ہر دم یہ تیز
کون اس تیر نگہ کا نہیں گھایا قاتل

غزل اخلاص

شب فرقت کے سنے میرے جوتا لے بل
اب کوئی دم میں خزان کا بھی گزر ہوتا ہو
بچ کے رہنا تو ذرا آتش گل سے ورنہ
کد و ساقی سے چمن میں کہ پیٹیں گے چھپ کر
مسل گل کا نہیں ہوتا ہی میرا خلاص
ایک نالہ کہی دل سے نہ نکالے بل
ایک دم گل کو تو چھاتی سے لگائے بل
پڑ نہ جائیں تری منقار میں چھالے بل
گل کے دھوکے میں نہ ساغر کو اٹھالے بل
الفت گل میں جو دل کو نہ جلا لے بل

ولہ

کیا کر گیا تو بھلا کیے مراد ل قاتل	کہ تہیں زخم سے خالی کہیں اک تل قاتل
کر لیا جب سے مجھے زلف کا مایل قاتل	پڑ گئیں پاؤں میں اوسلے سلاسل قاتل
زخم دل پر مرے مرہم نہ لگایا تو نے	اور تڑپتا ہی رہا تیرا یہہ بسمل قاتل
بار ماتیز کیا شجرہ بران تو نے	کیا سمجھ بیٹھا ہی سینہ کو مرے تل قاتل

خوب اخلاص کی مٹی کا بنایا تو وہ
کیا نشانوں ہی کے سمجھا اسے قابل قاتل

غزل عیش

الاماں اب تو ہی مقتل تری محفل قاتل	یا نسے وانک ہین بہت زخمی و بسمل قاتل
عید قربان ہو گئے سے میرے آمل قاتل	ملکے تو مار کہیں تا تجھے عاقل قاتل
جائینگے معرکہ عشق میں بے خوف و خطر	بے کلیجے ہین ہنین رکھتے ہین ہم دل قاتل
سہل بھی ہو کو تو دشوار نظر آتا تھا	تیری امداد سے آسان ہوئی کل قاتل
یوں قدم اوٹھتے تھے جسطرح چلے ہی قمر خاں	جب وہ کرتا تھا کبھی قطع منازل قاتل
جائے بے سردیے سودا شہادت کیونکر	جن چڑھا ہو تو اتارے کوئی عامل قاتل
طبع نازک مری اسکی متحمل نہیں اب	سایہ تیغ دو دھم بھم پہ ہو سمل قاتل
بوسے مٹہ دیکھ کے آئینہ شبیر میں وہ	کوئی دنیا میں نہیں میرا مقابل قاتل

عیش کو ہجر میں بجاتی نہیں سیر متاب
بے رخ یار ہوا و سکا مہ کا مل قاتل

غزل عاشق

گل کی صورت تو مرے گل سے ملائے بلبل	طعنہ زن مجھ پر عیب ہیں کج چالے بلبل
ورنہ پڑ جائیں گے دل میں ترے چپا بلبل	آتشیں رخ کو چمن میں کج گھرو کے ندکھ
وہ یہ کہتے ہیں بہت ہنسنے ہیں پالے بلبل	میں جو کھتا ہوں کہ بلبل ہوں ترا ای گھرو
کس طرح الفت گل دل سے اوٹھائے بلبل	ناصحایار سے ملنے کو مجھے منع نہ کر
دیکھے اے گل جو ترے کانکے بالے بلبل	طوق قمری کی طرح چھوڑ پھا کر گل کو

وصل کہتے ہیں اسے باغ جہان میں عاشق
بس میں بلبل کے ہو گل گل کے حوالے بلبل

ولہ

غم تو دل میں ہی یہ سینہ ہو مرسل قاتل	سخت جانو نکو نہیں وصل عاصی قاتل
نہیں نظروں میں سمانا نہ کامل قاتل	جب سے یہ دل ہو تری شکل پہ مایل قاتل
ہو مر بجان کے حق میں یہ مرا د قاتل	رکھتا ہو آٹھ پہر پنج برابر و کا خیال
مرے دم بہر خدا مجھے گلے مل قاتل	ہر رنگ تن تری تلوار کا دم بھرتی ہے

چھد گیا ناوک مرگان سے جگر عاشق کا
جب ہوا میں تری آنکھوں کے مقابل قاتل

ردیف المیسر

غزل منو

ہیں ہجوم آرزو سے ہو ردید اہم	آگیا پیسین گئے شکو او دل ناشادہم
گل کو خندان دیکھ کر کرنے لگے فریادہم	ہاںے فرقت میں ستم کرنے لگی فصل بہا

چاک دامن ہو تو ہو ٹکڑے گریبان جنوں	ہاتھ چتیار ہوشت میں تجھے کام سے کام
چیر کر زلف کو نکلا تو پھنسا زلف میں جا	طار دل کو پڑا اوڑتے ہی کیا دام سے کام
راہ میں تیری کرین گے سر شوریدہ فدا	اکھو آغاز سے ہو عشق میں انجام سے کام
یاد میں تیری شب و روز بچھ کر تاہوں	چین سے کچھ نہ سرو کار نہ آرام سے کام

اوسکے او بکھے کبھی سلجھے نہیں دیکھے ہیں عزیز
یا آہی نہ پڑے زلف سیہ فام سے کام

غزل متین

شاد رہوین وہ ہلا سے گورہیں ناشاد ہم	بھول بیٹھے وہ ہمیں کرتے ہیں نکو یاد ہم
فصل گل میں بھی رہائی دی نہ جب صبا کو	گل کو خندان دیکھ کر گئے فریاد ہم
قتل کرنا ہو تو کر تاخیر اب لازم نہیں	سرکھن قتل میں کب سے بیٹھے ہیں جلا ہم
قد گلہ و سے کرے گلزار میں گرہ سری	سینکڑوں شاخیں نکالیں تجھے میں ایشی شاد ہم
بعد مردن کیا اوڑائیگی ہماری خاک تو	اسی صبا دست فلک سے ہو چکے براہ ہم
عالم گرہ میں ہچکی آئی تو کہنے لگے	مرحبا یا دش بخیر او نکو ہوے اب یاد ہم
خط کے آتے ہی ہوے طالب غلامی کر وہ	ہی یقین اتوں نہ ہو گئے عمر بھر آزاد ہم
ظلم چوچا ہو کر وہ ہم پر نہیں مانع کوئی	آخرش پائیں گے محشر میں خدا سے داد ہم
تم نہ بولو گے تو کیا ہو گا کسی گلہ و سہل	کر ہی لینگے اس دل ناشاد کو اب شاد ہم
رفتہ رفتہ ہو گئے رشاق ایسے عشق میں	پہلے تھے شاگرد اس فن کے ہیں اب شاہ ہم

اوسکے پرتے ہی زمانہ بچھ گیا ابی متین
بکیسی میں کس سے چاہیں ایخدا امداد ہم

ولہ

کون بیل کو نہیں عارض گلفام سے کام دل مخمور کو ہر بادہ گلفام سے کام بے ترے سوئی ہوئی نوشو کی مہل ساقی نالہ دل کو سمجھتے ہیں وہ متقل کی صدا زلزل و عارض کے تصور میں ہوں بخود دانگ بخت گزشتہ کو تو دیکھ بخومی سیرے فصل گل دیکھ کے گلشن میں بنجا اسی بیل	کوئی نڈل کو نہیں اپنے دلا رام سے کام یہ وہ شیشہ ہو کہ رکھتا ہی سدا جام کام ہوش شیشہ کا کسی کو ہی کچھ جام سے کام بزم ساقی میں جو رکھتے ہیں سدا جام کام کچھ مجھے صبح سے مطلب ہو نہ ہوشام کام کب تک رہو گی اس گردش آیا کام کام کسین پڑ جائے نہ صیاد کے اپنے ام سے کام
--	--

جنسے دزات کی صحبت تھی تمیز ان کے
نکلا اپنا نہ کبھی نامہ و پیغام سے کام

غزل اخلاص

ظلم کی تیرے کمان لیجانے فریاد ہم نشہ عشق بتان میں اسقدر مخمور ہم یہ گلا حاضر ہو تو تیغ ستم سے کاٹ لے ساقیا عشرتکدہ سی اپنی جو کچھ ہو سولا اسقدر دلپروٹھائی ہیں جنائیں ہجر میں	بس ترا دامن پکڑ کر لینے قاتل داد ہم شربت غم پی کے رہتے ہیں ہمیشہ شاد ہم شوق سے گردن جھکائے دیتے ہیں جلا ہم کنج مرقد میں تجھے سچ کیا کریں گے یاد ہم سہتے سہتے بن گئے ہیں آہن و فولاد ہم
---	--

حسرتیں دنیا کی اسی اخلاص مٹنا ہیں محال
قید ہستی سے نہ ہو لیں جب تلک آزاد ہم

ولہ

کرتا ہو غلام نے انداز سے جو روح جفا
آمد و شد پر نفس کی مصلو نکا ہو گان

اب و غا کا بھی کوئی عالم کرین ایجا دم
کیون نہ سمجھیں ان کو آب آئینہ فولا دم

وہ مال اندیش ہیں آغوش مادرین ملو
یاد آغوش لحد سے کرتے تھے فریاد ہم

ولہ

یون زبا کو مری اللہ کے ہی نام سے کام
ہی مجھے کو چہ محبوب دلا رام سے کام
جلوہ صورت کا لفظ آئے جو عقبی کھین
ہر قدم منزل مقصود دکھاتا ہی مجھے

بسطر حوت کو ہو کا غذا رقام سے کام
اور ہی صحبت زندان می آشام سے کام
ابو دنیا میں پڑا ہکو ترے نام سے کام
جادہ عشق میں لیتا ہوں یہ ہر کام کام

یاد کرتا ہوں لحد کے جو مضائب میں ملو
یون کوئی کستا ہی تھکو تو ہو آرام سے کام

غزل عاقل

کس طرح ہوں رنجِ فرقت سے بہلا آزاد ہم
کوہ و صحرا میں بھگتے پھرتے ہیں گرا دم
شمع سان ہم جھلکے پردہ سے دکھلا یا رخ
قریان کہتی ہیں یون اوس سرقدی عین

او کو بھولے سے کبھی آتے نہیں جب یاد ہم
بنگے فرقت میں تیری قیس ہم فرما دم
جا کے محفل سے بھاری کیا کرین گے یاد ہم
ٹھو کروں میں اب او را دیگے شرمشا دم

پر جو لوچے ہی ہوا پر سوے گلشن چھوڑا
اوڑ کے پھینکے ہواے شوق میں ان شلاک
ضبط نالہ ہی فقط تیرے مزاج تند سے

آرزو رکستے ہیں اتنی دل میں ہی صبا دم
چاہتے تھے نہیں یاد صبا دم ۱ دم
شلخس و رقیس تک پہنچدین صبا دم

ایک دم جاتا نہیں جز یا دابر و سنے صنم	سوتے ہیں سینہ پہ رکھ کر خنجر فولا دہم
دوم سین عالم کو تہ و بالا کرین عاقل مگر	تا بہ لب آنے نہیں دیتے کبھی فریا دہم
ولہ	
یا الہی نہ پڑے قاتل خود کام سے کام	حسب کو جز قتل نہیں اور کسی کام سے کام
روز و شب سوزشِ فرقت میں بسر کرتی ہیں	دن سے طلب نہیں کچھ ہو کچھ شام سے کام
اشک پیتے ہیں غم دیدہ ہیگن میں ترے	شیشہ تل سے سرو کار کچھ جام سے کام
کشتہ ناز و ادا میں ترے اور شک پر جا	سرکھٹ بیٹھے ہیں در پر نہیں کچھ نام کام
دیکھ عاقل نہ کہیں زلفِ صنم کو چھونا	طاہر دل کا خدا ڈالے نہ اس نام سے کام
غزل غریزہ	
کچھ تو آخر جانتے ہیں عشق کی بنیا دہم	اسی لئے کرتے نہیں ایدل کبھی فریا دہم
شا دہم ناشادہم پابند ہم آرا دہم	گل بھی ہم غنچہ بھی ہم گلچین بھی ہم صیا دہم
چیر کر پہلو کو جب سے چل دیا سوئے صنم	دہم اسی دل تجھے کرتے ہیں کیا کیا دہم
ہو کے عاشق سبز خط کے سنگے ہیں بیکلم	ہو گئے کیا تھوئے شوق ستم ایجا دہم
باغ میں کہتا ہوں کہ سرو قد وہ اسی غریزہ	مٹھو کروں میں لو اور اتے ہیں سر شمشادہم
ولہ	
دل سے چلتا ہوں مرے جسم کا آرام سے کام	کون شیشہ ہی بھلا جسکو نہیں جام سے کام

رات دن او سکو تو ہو کوبے دلا رام کام	رند شرب کو نہیں تنگ سی اور نام کئے کام
پڑ گیا آہ مجھے گردش آیام سے کام	ہو گئیں جیسے مری اور تری چار آنکھیں
ساتی ماہ و ش و سا غوغام سے کام	دسترس ہو تو دلا لون میں ترخی طر سے
خاک نکلے گا بھلا او کے پھر انجام سے کام	جسکے آغاز میں پیدا ہو نہ امت ایدل

دیکھ دل کیا ہی پشیمان ہوا ہی اخلاص
حق نہ ڈالے کبھی ایسے بت خود کام سے کام

غزل عیش

تہمتیں باندہ کے اب لیتے ہوا رام کام	واہ کیا خوب جو نکلا نہیں دشنام سے کام
کچھ غرض ہو کو نشانے نہیں ہی نام سے کام	غم نہیں عشق میں گرٹ گئے مشہور ہو
یوں جو ٹھیرے تو نہیں اپنے ہی نام کئے کام	اور کے ماتھے بکین مفت ملیں ہم تسکو
ضد یہ آجائیں جو لین گردش آیام سے کام	پہر وہی عیش گذشتہ کے ہوں لان ہی ہم
مصلحت یہ تھی لیا ہم نے نہ پیغام سے کام	ہو بخائے کہیں راز اپنا کسی پر ظا ہر
صبح سے شام تلک تو رہا حمام سے کام	ہوں وہ کب تکھے بن ٹھن کے سنور کفرغ
در پہ سر ہی تو نگاہوں کو ہی اوں نام کئے کام	گر چہ افتادہ ہوں پر جو صلہ عالی ہو مرا

سایہ یار سے اور زلف معبر سے ہواش
عیش حیران کو نہیں اور کسی شام کام

غزل عاشق

نیشتر سے اور بھل ہو گئے ای فساد ہم	کھائے بیٹھے ہیں جگر پر خنجر جلا دہم
آجکل گویا ہین رشک مانی و ہزاد ہم	کھینچتے ہیں رات دن اک خور پیکر کی شبیہ

گریہ بلبل پہ پہنتے تھے اب ایسا گل کھلا | گل کو خندان لیکھ کرنے لگے فریا دہم

جب سے مجھ عاشق کو وہ بھولا ہوا ہی ہو وفا
اُسکے ہر وقت کرتے ہیں خدا کو یاد ہسم

غزل حافظ

دوستو جب پڑا اوس بت خود کام کئے | دل کو کچھ عیش سے بے طلب ہے نہ آرام کئے
تیرے ابرو کا اشارہ تو فقط کافی ہے | خواہش خنجر بران ہی نہ مصداق کام
قصہ عشق تباں ہم نہ سنیں گے ہرگز | اسکے آغاز سے طلب ہی نہ انجام کئے
ہجر و لہجہ میں ہر دن رات برابر ہمسکو | صبح ہونے کی تمنا ہی نہ کچھ شام سے کام
رشتہ زلف کا پابند ہوا طائر دل | پھر بھلا کیا راضیا دتر سے دام سے کام
آدمیت بھی کوئی شے ہی بھلا سوچو تو | ہم دعا دیتے ہیں اور تمکو ہو دشنام کام
چشم میگون کی محبت نے کیا یہ مدہوش | جسکے باعث نہ ہا مجکومی و جام سے کام
زلف و رخسار کا اوس بت کے تصور جو بٹا | رات دن ہکھور ماصدقہ الام سے کام

بعد مدت کے ہوا طالع حافظ بیدار
یا خدا پھر نہ پڑے گردش ایام سے کام

روایت النون

غزل بنود

وہ ساقی ہیں رند قدح خوار میں ہوں | خرابات عالم میں ہشیار میں ہوں
اشارہ نہیں آکھ اوکی کمتی ہی مجھے | کہ دگر کی مانند بیمار میں ہوں

محب شفیق و انیس آپ ٹھیرے	ستمگار میں ہوں دل آزار میں ہوں
مداوات سے تنگ آئے معالج	شفا جو نپائے وہ ہمیں ہوں

مٹو داب زبان تسلیم کتنی ہی یوں
کہ مانند نیسان گہر بار میں ہوں

ولہ

وہ بت خدا کا مظهر قدرت اگر نہیں	کیون اوکے جسم صاف میں ہوئے کمبیز
جس گل کو خط لکھوں ہوں وہ نازک مزاج ہے	قاصد جہان بغیر نسیم سحر نہیں
مرتا ہوں مائے عشق بتان فرنگ میں	جز حضرت مسیح کوئی چارہ گر نہیں
یاں داغ مائے دل ہیں شگفتہ برگ گل	ہی وہ چمن کہ دخل نسیم سحر نہیں

ہو ایسا انبیاء میں شفیع الامم مٹو
کوئی بھی غیر حضرت خیر البشر نہیں

عزل عاقل

وہ ساتی ہیں رند قدح خوار میں ہوں	سیح ہیں گروہ تو بیمار میں ہوں
بہار و خزان چمن ہیں بہم	بجا ہو کہ تم گل ہو اور خار میں ہوں
چھوٹا ہی جو سودا میں گسیو کو مینے	نہ شانے سے ادکھو خطا وار میں ہوں
زمانہ میں مشہور ہوں کیون نہ ہم تم	جفا کا رتم ہو و فادار میں ہوں

ہو عاقل کی ہر دم دعا تجھے یارب
تو غفار ہی اور گنہگار میں ہوں

ولہ

بزمِ عدوئین جب کہ ہمارا گذر نہیں سینہ پہ ہاتھ رکھ کے ذرا دیکھ قاتلا سیدانِ محرکین و قاتل قاتلا چھلون کا داغ کھائے نہ بوسہ کیے بھی	سن لہوِ فسد و نکتے تو نہ پہنچ بھی سر نہیں پلو میں ل نہیں جو کہ برین جگر نہیں جنبش میں مثل شمع کے ہونیکا نہیں شاید مرے نصیب میں گل ہیں مرنہیں
--	---

ہر دمِ خفا ہی رہتے ہیں بھرمِ سبب
اگلی سی اونکی عاقلا جتہ نظر نہیں

غزلِ عزیز

بدلِ عشقِ قد کا حسدِ یار میں ہوں کیا او سکوا یسا رقیبوں نے براہم جفا و ستم ہیں نہ کیا کیا اوٹھائے کسی دن تو ظالم دکھا دے وہ صورت سبکہ وشی کیجو تو اپنے کرم سے کبھی تو ادھر بھی نگاہِ ملطف	وہ آزاد ہو تو گرفتار میں ہوں وہ آزاد ہو تو گرفتار میں ہوں وفا کا بھی تیرے سزاوار میں ہوں کہ را توں ترے غم سے بیدار میں ہوں گناہوں سے یارب گراں بار میں ہوں خدا دل سے میں ہوں طلبگار میں ہوں
--	--

عزیزِ آب نہ آئیگا دم میں بھارے
جو پیمان شکن تم تو ہشیار میں ہوں

ولہ

میں داغِ دل پہ کھاتا ہوں تھوِ خبر نہیں خوبی کو تیری کون بھلا پائے خلق میں پر یان پرے جمائے ہیں حوریں بھی گرد میں	شاید مرے نصیب میں گل ہیں مرنہیں ہم رتبہ آفتاب نہیں ہو ستم نہیں عالم میں کوئی متا بھی ایجانِ شہر نہیں
--	--

کو چہ میں اسکے پہونچون میں کس طرح اسی صبا کرتا ہی بیگنا ہوں کو ظالم جو روز قتل اشکون میں سخت دل بھی ہم ملکے آئیں	ضعف فراق یا زمین جان و بگرنین بہجکو ذرا تو ماسے خدا کا بھی ڈرنین تھمتی جو ایک دم بھی مری چشم تر نہیں
--	--

پہونچو گے کیسے منزل مقصود پر غزنی
کچھ بھی مختار سے پاس تو زاد سفر نہیں

غزل تمیز

وہ کہتے ہیں خوبون میں سردار میں ہوں شفا اونکے دیدار پر منحصر ہی وہ آتے نہیں گر تو آئی اجل ہے گرا نبار ہوں باعث ضعف یا تک وہ مالک ہی میرا میں ہوں اوں کا بندہ	شہ عاشقان کہہ سزاوار میں ہوں وہ عیسیٰ نفس ہیں تو بیمار میں ہوں کہ اب ایسے جینے سے بیزار میں ہوں کہ نظروں میں اونکی سزاوار میں ہوں وہ غفار ہوں اور گنہگار میں ہوں
--	--

تمیز آج سرور ہو اونسے ملکر
جو کہتا تھا کل تک کہ غمخوار میں ہوں

ولہ

کیون غم اونکا آج ہمارے ادھرن ببل کی طرح کہتا ہوں گلشن میں دستو عرشہ فلک کو نالہ سے میرے ہی اتلک ایسی تو چشم پوشی نہ لازم تھی آپکو قاصد زبانی کہیو کہ مہجور آپ کا	باعث ہی کیا کہ ماہر و اب جلوہ گر نہیں شاید مرے نصیب میں گل ہیں مرنین مشہور تھا کہ آہ میں سیری اثر نہیں بدت سے اب تو آپکی مجھ پر نظر نہیں مرتا ہی لیکن آپکو اسکی خبر نہیں
--	--

پر کیا کروں کہ آج کوئی نامہ بر نہیں	وحشت میں نامہ لکھا ہو دل تھام تھام
ثانی جہان میں آپکے کوئی بشر نہیں	انداز دلبری کے نزاکت میں جن میں

دیکھے ہو اونکے عارض و کاکل کو جو تیز
اوسکی نگہ میں وقت شام و سحر نہیں

غزل خلاص

تو غفار ہی او خطاوار میں ہوں	تو ستار ہی اور گنہگار میں ہوں
میں عاجز ہوں نا چیز ناچار میں ہوں	تو خالق ہو میرا میں بندہ ہوں تیرا
زمانہ کی الفت سے بیزار میں ہوں	عطا کر دے مجھ کو تو اپنی محبت
تو سراپا دینے کو تیار میں ہوں	خدا کے لئے گر کوئی مانگ بیٹھے

مجھہ اخلاص کو بخش دیجو الہی
ہوا و ہوس میں گرفتار میں ہوں

ولہ

کس دل میں تیر عشق کا تیرے اثر نہیں	وہ کون شی ہی حسین کہ تو جلوہ گر نہیں
وانتک اگر چہ باد صبا کا گزر نہیں	کھینچے گی میری آہ رسا و سکویاں تلک
ہو کیا ضرور بادہ و ساغر اگر نہیں	میں مست چشم ناز ہوں تیرا ہی سا قیا
میں فتنہ گر نہیں ہوں میں ایسا بشر نہیں	بہزار کسلے ہو صنم مجھ سے بے سبب

اخلاص شکر ہی جو گذرتی ہو اندون
ای آہ جبے بر میں وہ رشک تو نہیں

غزل عیش

<p>شکوہ نہیں جو وہ مری لیتے خبر نہیں ایسے کمان ہیں ہم کہ بھرا ہم میں شرنہیں آگے ہیں بخود دی میں عدم جو ہم بیان غور بہت ہی اونکو جو ہیں صاحب کمال اندھیر ہی جہاں نہیں معلوم ہوں کمان کہتے ہو تم کہ ہر تری باتوں کا دلپیش رکھتی ہی سیر محکو قناعت جو مجھ میں ہی بھرتا نہیں ہی جو دل پر داغ آہ سرد گھر میں ہمارے رنگ ارم خانہ باغ ہی گستاخ ہو کے ہو گئے پیاک ایسے آپ</p>	<p>سودا نہیں جنوں نہیں کچھ درد نہیں لیکن کسی کو ہم سے پہنچتا ضرر نہیں ہو لے ہوئے ہیں یا وہ ہیں اہل گھر نہیں میں اس سے ہوں بری کہ کچھ آنا نظر نہیں اسکا سبب یہ کہ وہ پیش نظر نہیں رکھیں گے یا د قول مرا بے اثر نہیں سفل ہوں کپڑی سے میں خواہاں نہیں چلتی مرے چمن میں نسیم سحر نہیں ہو اسکا داغ یا رکے قد کا شجر نہیں ہم کیا ہیں اب تو تمکو خدا کا بھی دشمن</p>
---	---

بچا ہا کیا ہی خنم کے انگوڑے جدا
امی عیش بھول توڑ لیا ہی شرنہیں

غزل عاشق

<p>وہ کون شی ہو جس میں کہ تو جلوہ گر نہیں محکو بہا کے اشک نے پہنچا یا یا رتک نا سو رتیر عشق کا رکھتے ہیں دل میں ہم وہ جان بلب ہوں میں کب قاتل کے ہجر میں</p>	<p>کس دل میں تیرے عشق کا ایجاں اشریں باقی رہا جو نالہ دل میں اثر نہیں وہ گھر ہی بے نشان ہی حسین کہ دشمن سینہ میں دم تو پہلو میں دل او جگر نہیں</p>
--	--

عاشق جہاں آنکھوں میں اندھیر ہو گیا
جسدن سے میرے پاس وہ رشک تر نہیں

غزل حافظ

اوس پیجر کو حیف ہماری خبر نہیں میں بھی وہی ہوں تو بھی ہی لیک کسلے مرغ خیال زلف پریشان کی مسکریں ست ایسی پھیر دی ہی مٹنا سے دیدنے ہر ضرب کی ہر روک زمانہ میں کچھ نکمہ آمادہ فساد ہیں محفل میں اونکی غیر ہو جائے جہہ اونکی عنایت زلفے نصیب آمد ہی اسی صبا کسی گلہ کی باغ میں ہم ڈھونڈتے ہیں اونکو جہان میں اور ہر	فریاد و نالہ کرتے ہیں لیکن اثر نہیں پہلی سی تیری مہر کی مجھ پر نظر نہیں پر واز کطر حسے کرے بال پر نہیں ہم اونکو دیکھتے ہیں او دھروہ جد نہیں لیکن بختاری تیغ نگہ کی سپر نہیں یہ خیر ہو کہ یار کو منظور شر نہیں دشمن کی دشمنی سے پھر اونکو خطر نہیں عشاق کے ہجوم سے جو رہگذر نہیں مٹا نشان یا ریشا ل کس نہیں
---	--

کیا کیا نہ ہوتے جو ہر طبع رسایان
حافظ مگر زمانہ میں قدر ہنر نہیں

ردیف الواو

غزل مہر

عرق میں ہو یہ تن یار با وفا کی بو وہ گلبدن جو ہنا یا ہی آ کے دریا میں ہو او داغ پریشان پڑ پا جو خطا و سنے میں ایسے رشک چمن پر برگ بل ہوں	کہ بوے گل سے بھی خوشبو ہو ی قبا کی بو تو ساتھ آب روان کے وہاں سہا کی بو گئی مشام میں کیا حرف مدعا کی بو ہی بوے گل کی طرح جبکے نقش پا کی بو
---	---

وہ محو زہد و تقا ہوں نمود عالم میں
کہ فاسقین میں پاتا ہوں اتقا کی بو

ولہ

جوش جنون جو ہوتا ہو مجھ بقیار کو بٹ
ہو یہ بھی ایک کھیل بت نر سوار کو
پہنچ گیا بالیقین کسی کو چہ میں بعد مرگ
دکھلاؤں ج شرمین او خنیں گھما دغ دل
کرتا ہوں چاک دامن ابر بہار کو
تو وہ ہنار کھا ہو ہمارے مزار کو
صرصر اوڑا رہی بھی جو ہمارے غبار کو
اوٹھوں بغل میں اب کے فصل بہار کو

چل دین گے دفن ہو کے کمین اور ہی نمود
بہر نشان چھوڑ چلین گے مزار کو

غزل عاقل

ہزار بڑہ کے گلہ نئے ہو جب قبا کی بو
صبا جو آیا براہ و فدا گل خوبی
روان تھی بزم میں موج شمیم شکیا کیا
گل مراد کھلین بلبلوں کی بن آئے
صبا اوڑائیگی کیا یار با و فدا کی بو
لیگی باغ جہان میں نہ پھر جفا کی بو
نکستی رخ پر رہی زلف اور اوڑا کی بو
نسیم صبح جو لیجائے دلربا کی بو

جدانہ ہوتے ہیں عاقل جو کوے جانائے
صبا نو لگھاتی ہو اوس یار با و فدا کی بو

ولہ

کھٹکا میں بعد مرگ بھی اوس شہسوار کو
چشمون کو آرزو ہو کہ آوین وہ ایک پل
روند واکے صاف اوسنے اوڑا یا غبار کو
پتلی کی سیر آج دکھا دین گے یار کو

زلف رسا سے یار نے ستخیر کر لیے	چین و ختن کو او خط اکوتا رکو
قاصد خدا کی واسطے او کی خبر تو لا	ہو آرزو سے صل دل بقیہ رکو

حسرت میں خوش قد و کی جو بھانسی ہو نصیب
معراج سمجھے عشق میں عاقل بھی ہمار کو

غزل عزیز

سو گھٹ اب چین میں اپنا کوئی گل کھلا کو بو	پائیگی کیا صبا تو کسی با و منا کی بو
نافہ کو شک چین کے ملا تا ہوں خاک میں	زلف صنم سے آج اوڑھی ہی ہلا کی بو
اپنے ہی نالہ میں دل نالاں کچھ ہو اثر	ظالم میں اندون نہیں جو روحبا کی بو

باغ و بہار ہکو نہ کیوں خار خار ہو
پائے نہ جب عزیز گل مدعا کی بو

ولہ

دیکھا صبا نے جب گل رخسار یا رکو	کاٹھون میں گل چھڑا کے رولا یا ہزار کو
دیکھا ہو جسے ابرو سے خمدار یا رکو	آنکھو نہ رکھا خنجر قاتل کی دھار کو
سو سن بسی منگلے حنا خون دل ملے	گلشن میں امی صبا وہ چلا ہو سنگار کو
یہاں دم لبونہ آتا ہو قاصد او سے تو لا	کہیو کہ پھر نہ پاؤ گے اس جان نثار کو
بھولے گل چین کو صبا ایسا خار کھاے	دیکھے جو عنایب دل داغدار کو پڑ
بوسہ جو دین تو نقش دل جان کر و نثار	سمجھوں ہوں زندگی ترے لب کے پیار کو

نکلی نہ بعد مرگ بھی حسرت یہ امی عزیز
ٹھکرایا یار نے نہ ہمارے مزار کو

غزلِ تمیز

جو کوئی اوس گل رعنا کی لے قبا کی بو	نہ آئے خوش او سے عطر گل حنا کی بو
یہ کسکے نور تجلی کا ہی اثر دل میں	جو میرے سینہ میں آنے لگی صفا کی بو
مریض دوری و صلت کو تیرے رشک سیج	پیشانی میں آتی ہو خوش دوا کی بو
نہا کے کون کیا ہی یہ آج دریا سے	شال عطر جو پہرون تلک ہسا کی بو
دماغ بس گیا یاں بوے رشک و عنبر سے	صبا جولا لی ترے گیسوے دوتا کی بو
ہزار شکر سلمان ہوا میں کافر سے	بتوں میں پائی نہ یارب جو مدعا کی بو

فقط حیرت و روزہ کا ہی اثر ہو تمیز
نہیں ہو اوس گل خوبی میں جو وفا کی بو

ولہ

پھر کر رہا ہوں یاد رخ گلزار کو	پھر ڈھونڈنے لگا ہی یہ بلبل بہار کو
واجب ہیں اونکو سب دہ پیہم نماز	محراب کیلئے قاست و سجوے یا رکو
بعد فنا کہیں سے بھی گر ہو گیا نصیب	گل کر دیا صبا نے چراغ بہار کو
ما تھوٹے ناتوانی کے ہوں زار ہقدر	کم دار سے نہ سمجھوں ہوں میں کفار کو
طفلی کا لطف پیری میں آتا ہی تب مجھے	دیکھوں ہوں جب کبھی میں کسی نے سوار کو

اوس گلبدن کی یاد میں کھاتا ہوں گل تمیز
تا دیکھے اس بھانہ سے وہ داغدار کو

غزلِ خلاص

نگاہ یار سے پاتا ہوں میں صفا کی بو	اشارہ دیتا ہی کچھ چہرہ عا کی بو
------------------------------------	---------------------------------

خوشی کے مشک ختن کی نہ پھر خطا کی ہو
بے دماغ مین گرزلف دلربا کی ہو
بڑا کھانسی بہہ بل ابروان جانان مین
کہ دل کو آنے لگی خنجر حفا کی ہو

عجب ہی رنگ طلائی حسینوں کا اخلاص
گدا کے دل سے اوڑھتے ہیں کیمیا کی ہو

ولہ

باد نسیم دیجیو مردہ بہار کو
آیا ہوں لیکے ساتی عشرت شمار کو
اغلب جو جی اوٹھوں جو پس مرگ یا راکھ
اکبار بہر فاتحہ میرے مزار کو
ناصح فراق یا مین روؤں نہ کیا کروں
قابو مین جب نہ پاؤں دل بقرار کو

اخلاص چند وزہ ہیں دنیا کے عیش و رخ
کب ہی قیام گر دشمن لیل و نہار کو

غزل عیش

بے بس ہوں میری شرم ہی پروردگار کو
دیوانہ کر کے یا رہنے لے ننگ عار کو
مین قدم سے پار کے ہو جائے باغ و بہار
ہاستھوں مین لیکے پھول بنا دو وہ خار کو
جبر و عصیت ہوا نہ جوانی سے کچھ حصول
بس اب سلام ہی لگی گزری بہار کو
ظالم کی نسل بڑھتی نہیں ہی جہان مین
پھولا پھلانہ دیکھا کبھی نخل دار کو
گوند لگا گیا ہی تار نظریں ہمارے وہ
پہچان لینے آپ کے پھولوں کے ہار کو
چاہا اگر خدا نے تو ایمان کے نور سے
روشن کر نیگے مر کے ہم اپنے مزار کو
آنکھوں مین اوٹھیں کی کھٹکتا ہوں کھٹکتا
کانٹا سمجھتے ہیں جو مرے جسم زار کو
اوس گل کا منتظر مجھے بنے کیا عیش
نرس کی آنکھ مین بھی وہ دے تظار کو

غزل عاشق

نہیں نسیم کی صرصر کی اور صبا کی بو	ہر ایک گل میں ہر اوس یار با وفا کی بو
چمن میں جا کے دلاکسی یا داتی ہو	خناسے آتی ہو کس گل کے دست و پا کی بو
بیان عشق مجازی کی کیا حقیقت ہو	گناہگار سے آتی ہو پار ساسا کی بو
پسند دل کو بھارے جو سیر گلشن ہے	گلون میں آتی ہو کچھ پان دنونج فاک کی بو

ندیکھے غیظ سے عاشق کو پھر کوئی دے

بے دماغ میں گر چشم فتنہ زاک کی بو

غزل حافظ

لے آئی کوئی بہر خدا اوس نگار کو	تسکین ہو گو نہ تاکہ دل بمقار کو
جون شمع داغ دل مکر روشن ہیں بیکہ	حاجت نہیں چراغ کی میرے مزار کو
دایر کی طرح پہلو سے نکلا ہی جاسی ہو	تھاموں میں کس طرح دل بے اختیار کو
ہم صید گاہ عشق میں صید اسلئے بنے	شاید وہ آوے صید فغن یاں شکار کو
لائی ہو کسکے عہد گیسو کی بوسبسا	شرمندہ جنے کر دیا مشک تار کو
اللہ رے درازی دست جنوں کہ یاں	چھوڑا نہ ایک جیب گریبان کے تار کو

وصل اونکا حافظ ابو میسر ہو تھیں

جنگلے کہ تم ترستے تھے بوس کنا ر کو

ردیف ہار ہوز

غزل نمود

سب بین حیرانی سے رشک پری آئینہ دیکھے ایک لحظہ جو وہ رشک پری آئینہ حیرت انگیز ہوا جلوہ خوبان فرنگ روے روشن بین تر عکس بھی آتا ہی خود نمائی نے کیا جامہ سے گل کو باہر	ہی جہان میں تری نازک کمری آئینہ سیکھ لے شیوہ بسا دگری آئینہ ہند سے اب ہو طلب کا سفری آئینہ ہی بجا گر کہیں رخ کو ستیری آئینہ لائی کیا ساتھ نسیم سحری آئینہ
---	---

میری حیرانی ملو داو سکو صبا دکھلاتی
کاش رکھتا صفت ہم سفری آئینہ

غزل عاقل

دیکھ سکتا ہی نہ وہ جلوہ گری آئینہ دست نازک میں لیا جب پر پر تو مرے سبزہ خط کا ترے عکس پڑا ہی اوسمیں	ہند سے اب ہو طلب کا سفری آئینہ ناز کرنے لگا کیشل پری آئینہ کہیے دکھلائے کیون اپنی ہری آئینہ
---	---

دیکھ لے اوس کا رخ صاف جو اکدم عاقل
شکل دکھلائے نہ پہ رنگ بھری آئینہ

غزل عزیز

رخ سے بھولا ہی تری جلوہ گری آئینہ جب سے عکس رخ پر نور پڑا ہی تیرا آب و تاب رخ انور کا صنم فیض ہی یہ ہو کے حیران عجب سکتے میں اس خسی ہوا عکس بھیلے ہی جو و ہنجر ابرو کا عزیز	ہند سے اب ہو طلب کا سفری آئینہ جا چھپا گھر میں وہیں بنکے پری آئینہ دونوں رکھتا ہی جو خشکی و تری آئینہ رکھتا عاشق سا جو ہی بھنجر ہی آئینہ مثل عاشق کے ہوا ابو جبر ہی آئینہ
---	---

غزل تمیز

دیکھئے گرنار سے وہ رشک پری آئینہ	بھول جائے وہیں سب جلوہ گری آئینہ
دوبدو یار کے رہتا ہے پے آرایش	مجھپہ کرتا ہی یہ بیداد گری آئینہ
صورت صاف جو دیکھی تری ای رشک تر	ما تھہ میں لے نہ کبھی حور و پری آئینہ
آئینہ سازی سے ہرگز نہ ہوا او کو فروغ	ہی سکندر سبب ناموری آئینہ

سبزہ خط رخ پر نور سے کتا ہی تمیز
ایسی دکھلا کے کہیں دوب ہری آئینہ

غزل اخلاص

دل مرا عشق سے تیرے ہی پری آئینہ	کیا ہی کھلاتا ہوا ب جلوہ گری آئینہ
دولت عشق نے جو ہر وہ دیکھے ہیں مجھ کو	بنگیا ہوں میں سراپا ہنرمی آئینہ
اس طرح لیکے بتوں نے یہ مراد ل توڑا	گر کے ہو جاتا ہی جیسے نظم سرتی آئینہ
بوسہ لیتا تو میں در پردہ لب جانان کے	لیک کر دیتا ہی یہ پردہ دری آئینہ

ہی عجب حسن خرد سوز بتوں کا اخلاص
جنگے آگے نکرے جلوہ گری آئینہ

ردیف یا رتھانی

غزل منود

کرتے ہو باطن میں اشار مجھے	حضرت دل غم ہی تھا را مجھے
غنیہ چککنے کی صدا آئی جب	سمجھا میں اوس گل نے پکار مجھے

شادی نہ یوں ہوگی کسی کو عزیز	آپ کا غم ہی جو پیارا مجھے
ہی جو پس مرگِ فلک پر دماغ	قبر میں اوس مہ نے اوتارا مجھے
دل میں ہو وہ برقِ تجلی مگر	ہاے نہیں تابا نطنسارا مجھے
چاہوں میں جس طرح مرا ہو عروج	کہیے مرے سخت کا تارا مجھے

ہو گیا خورشید قیامت لمود
وصل کی شب صبح کا تارا مجھے

دل

کسے دلیں یہ مرے جلوہ گری دکھلائی	دیتا ہی مثل رخِ حورو پری دکھلائی
جسے نظروں میں سما یا ہو وہ شکر گلشن	آنکھ دینے لگی پھولوں سے بھری دکھلائی
نالہ وہ کرتے ہوئے ساتھ جنازہ کے چلے	نوحہ کرنے یہ مری نوحہ گری دکھلائی
پہنچی تدبیر سے تاباں قبول اپنی دعا	دی مقدر سے مگر بے اثر سی دکھلائی
سب خط کا ہوا عارض جانا نہ ہجوم	مقدم خضر نے یہ دوبہری دکھلائی
غیر محسوس بھی جلو سے میں مری نظروں میں	مجھ کو دیتی ہو نسیمِ حسری دکھلائی

ساتھ قالب بھی مری وح کے چلے گا لمود
ضعف نے گر صفت ہمسفری دکھلائی

غزلِ عاقل

ایسا غم بھرنے مارا مجھے	جینا نہیں اب تو گوارا مجھے
دیتا نہیں شوخ صنم گالیان	غصہ کے پردہ میں پکارا مجھے
ڈو باغضبِ عشق کے دریا میں	مٹا نہیں جس کا کناں مجھے

عرض یہ عاقل کی بھی ہوسنجا
جلوہ دکھا دے تو خدا را سمجھے۔

ولہ

کتنے دل میں یہ مرے جلوہ گری دکھلائی
آئین گے وہ سر بالین ابھی گھبرا کے مرے
طاثر روح مرا جب قفس تن سے اوڑا
خالی جاتا نہیں ایک تیر کا انداز ترا
سبز خط یہ نہیں گرد لب نازک تر
خط مرا اوڑ کے دریا پر پہنچا اکدم
آج شیشہ میں مجھے غم نے پری دکھلائی
رنگ لگی یہ مری بے خبری دکھلائی
پھر نہ دینگے یہ کوئی ہم سفری دکھلائی
کتنے مقتل میں یہ سپری دکھلائی
خضر نے آکے عجب دوب ہری دکھلائی
خوب ای باد صبا ناسہ بری دکھلائی

تسے عاقل نہ ملا گاہ بت پردہ نشین
کیسی تاثیر دعائے سحری دکھلائی

غزل عزیز

کب تری فرقت ہو گوارا مجھے
سکھ بچھا دو ہوا اشارا مجھے
اوسکی گلی سے جو صبا آتی ہی
عشق تباہی سے نکرا ای شیخ منہ
قیس تھا دیوانہ مگر تھا ضرور
است احمد میں مجھے کر کے خلق
ہیں لب جانان عجب آب حیات
کب ہی جب نزول کے چار مجھے
پردہ سے اسنے جو پکارا مجھے
زندگی ہوتی ہو دوبار مجھے
کفر ہی کرنے دے خدا را مجھے
سیرا اوسے اوسکا سہارا مجھے
کیا مرے خالق نے سنوارا مجھے
زندہ کی خاطر کو مارا مجھے

کچھ نہ ملا عشق کے بازار میں	جان کی ہوا منت خسار مجھے
-----------------------------	--------------------------

وہ نہیں ابرو کو ہلاتا غمیز	نکرتا ہی خنجر سے دو پارا مجھے
----------------------------	-------------------------------

ولہ	
-----	--

کیا تصور سے دلا جلوہ گری دکھلائی	دی ہوشیہ میں کوئی رشک پر پی دکھلائی
بجذارات ہوا سب کو گمان خورشید	تو نے مہتابی پچب جلوہ گری دکھلائی
مردے ٹکراتے ہیں سر زندہ پر ہاں درگو	فلتہ حشر نے کیا منت گری دکھلائی
قیس بھی دیکھتے ہی بن گیا مجنون بین	وحشت دل نے وہ شوریدہ سری دکھلائی

دل میں ہو گردالم اشک ہیں آنکھوں میں غمیز	خوب فرقت نے یہ خشکی و تری دکھلائی
--	-----------------------------------

غزل تیر	
---------	--

ناز سے کر کے اشار مجھے	کر یا بس تنے تھارا مجھے
جانکتے ہو غیر کو غوفہ سے تم	خوش نہیں آتا یہ نظار مجھے
خال صنم پر ہوں فدا جسے میں	کہتے ہیں سب آنکھ کا مارا مجھے
آیا جنازہ پہ وہ عیسیٰ نفس بڑ	جینا پڑا مر کے دوبارا مجھے
حال پریشان جو کوئی دیکھ لے	کہتے لگے زلف کا مارا مجھے
کہنا یہ قاصد بت مغرور سے	اب تو نہ ترسا تو خدا را مجھے
مرگ کا احسان رہا حشر تک	قبر میں جواو سنے اوتارا مجھے
جیتا رہوں حشر تک امی صنم	ہو جو عیادت کا سہارا مجھے

چلے پنجم سے کھوای متیر
جلد بتا وصل کا تارا مجھے

ولہ

آہ نے شکل سر بیع الاثری کھلائی
نشہ عشق کا سودا ہی بیاتک سرین
خط ہیہ گرد رخ جان بخش نہیں ہوتے
ہونگے تسخیر ابھی عور و پری جن و لشکر
حال دکھیا تو مرا غیر وصل الجانان
نالہائے غم فرقت سے ہلا دوں گا فلک
دبدم دیتا ہی وہ رشک پری کھلائی
سر جگہ دیتی ہو شیشہ من پری دکھلائی
خضر نے چشمہ حیوان پہ ہری دکھلائی
تمنے چلن سے جو جادو نظری دکھلائی
چارہ کرنے نہ کوئی چارہ گری دکھلائی
آہ نے میری اگر بے اثری دکھلائی

مہر و سر شرم منہ اپنا چھپالین گے متیر
اوس نشہ حسن نے گر جلوہ گری دکھلائی

غزل اخلاص

گنہ یار نے جادو نظری دکھلائی
اوس پری سے نہ لیا وصل کا وعدہ فوس
محبوبیا خستہ شیشہ من پری کھلائی
اور تمت نے یہ بے بال و پری کھلائی
تیغ قاتل نے عجب جلوہ گری دکھلائی
تو نے اسی عمر یہ کیا رہ گزری دکھلائی
وا دئی ملک عدم من مجھے پھینکا ہوتا
ہر لب زخم سے آتی ہو صد اسم اللہ

عمر بھر وصف کیا حسن تباں کا اخلاص
حیف ہی تو نے یہ کیا بے ہنری کھلائی

غزل عاشق

عشق کے آزار نے مارا مجھے	ہجر ستاتا ہی تمہارا مجھے
نزع میں جلیب سنے پکارا مجھے	ہو گیا جینے کا سہارا مجھے
ہو کے تصدق میں قدم چوم لو	گر کہیں بلجائے وہ پیارا مجھے
سنگے ہوا دل جو مرثادشا د	کسے بتاؤ یہ پکارا مجھے
پوچھتے ہیں لیکے وہ عاشق بڑل	
نام تو بتلاؤ تمہارا مجھے	
ولہ	
سوزن عقل نے گوبخنیہ گرمی کھلائی	دشت وشت نے مگر جامہ درمی کھلائی
دل تو پا مال تھا نازک بدنی کا تیری	اور رفتار نے نازک کمری کھلائی
نالہ سنکر وہ چلے آتے ہیں عاشق اپنا	
آہ نے آج مگر بے اثری دکھلائی	
غزل حافظ	
عیسیٰ جان بخش نے مارا مجھے	غیر رضا کچھ نہیں چارا مجھے
کہتے تھے جو آنکھ کا تارا مجھے	اب وہ سمجھتے ہیں شرارا مجھے
زندہ جاوید ہوا بعد مرگ	گور میں دلبر نے اوتا را مجھے
کرتے ہیں وہ غیر سے جب گفتگو	میں یہ سمجھتا ہوں پکارا مجھے
خون جو دم قتل اوڑا علق سے	رنگ کا سمجھو وہ ہزارا مجھے
تن کو اوڑاتا ہی دھواں آہ کا	حیف بنایا ہی غبارا مجھے
غیر پر مرنے لگا وہ بے وفا	اب نہیں جینا بھی گوارا مجھے

پانی جو مانگا تو سترگار نے	گھاٹ سے خنجر کے اوتار مجھے
غیروں کی آپس بیگ ہیں لڑیں	اوسنے کیا جبکہ اشار مجھے
حسن دل آرام کی جاگیر کا	کاشکے بجائے اجارا مجھے
کوئی نظر میں نہیں چمٹا حسین	کیون نہ تصور ہو تمھارا مجھے
شوق سے چوما جو ترے خال کو	مل گیا قسمت کا ستارا مجھے

مصحف خسار کا حافظ ذرا
پاس سے کرنے دے نظار مجھے



فضلِ شیشم بے غریبا و اشعارِ شہرقِ مصنف مع خاتمہ الطبعِ قطعات

تالیف منظوم

راہ میں جو تری مرجائیں گے جینا ہوگا	زندگانی دوا می کا ستر نیا ہوگا
سارا عالم جو سحر تری نظر و نسے ہوا	آنکھ میں مہر سلیمان کا نگینا ہوگا

ولہ

باعثِ سجدہ ہمیں اس مہ کا نظار ہوا	داغِ پشانی کا اپنی عرش کا تارا ہوا
افعی گیوٹڑ ہا یاں تک کہ وہ غور شید و	آسمانِ حسن کے تین کا تارا ہوا

ولہ

جو دوست تو بھی نہیں ہوگا تو پھر عدو بھی نہیں ہوگا	جو غور بھی نہیں ہوگا تو زشتِ خو بھی نہیں ہوگا
---	---

یہ کتا ہو دھبہ ہم اوٹھیکاجب تیرا نخل ماتم چلا ہو گلشت کو وہ قاتل نکلے آواز گر خا دل نہیں پراشک طفل گر کر یہ کہتے ہیں بس کمال تیر منو دغا ہر خوشے دشمن سنی بہت گنگو و دشمن	پیادہ گرد و قدم چلے ہم سوار تو بھی نہیں رہیگا تو دیکھنا مثل مرغ بسمل ترا گلو بھی نہیں رہیگا ہو آج کو زیب دوش مادر سوار تو بھی نہیں رہیگا لحدین کیو گے رو دشمن کہ قہر رو بھی نہیں رہیگا
--	---

ولہ

حال پوچھیں گے عدم کے لوگ مجھ تیا بکا جلوہ دکھلا یا جو اسنے روئے عالم تاب کا دیکھ کر اوس روئے تابان کو عرق آجائیکا کس حسین کی یاد میں تیا ب ہوں بھیر مرگ کیا پیچھے دل بتوں کا گو میں و و ن لست بہر سنگھنی کیا طاق ابرو کی محبت سے ہنومیں ہو یہ نفرت جیتے جی نباش کو دید و ن کشن جلوہ دکھلا لگی مجکو روز محشر کا منو د	ساتھ لجا نا پڑا ہی برق اور سیما ب کا ہو گیا مٹوسی کی صورت حال مجھ تیا ب کا کا سہ خورشید بن جائے گا سا غراب کا ہو گمان مقدر پیری معدن سیما ب کا غیر ممکن ہو کہ پتھر میں اثر ہو آب کا ہو گمان اہل حرم کو کعبہ کی محراب کا دھیان آوے قبر میں گر عالم اسباب کا ہو قیامت ہجر میں آنا شب مہتاب کا
---	--

ولہ

نہیں کچھ خوف مجکو روشنی ماہ کامل کا نشانہ زندگانی میں رہا میں تیر قاتل کا پس مردن ہی مجکو عشق اک زہر شہا مل کا کوئی مضمون جو لکھوں خنجر ابرو قاتل کا کسی لیلی ادا کے عشق میں مجکو کی صورت تیر	میں زخمی ہوں کی شوخی رنگ انامل کا آہی بعد مردن بھی بنے تو وہ مری گل کا رہیگا حشر تک عالم الحد میں چاہ بابل کا دکھائے طائر معنی حرا پنا مرغ بسمل کا ہمارا پردہ دل کیا ہو اک پردہ ہی محل کا
---	---

<p>نہیں تل بھر جگہ باقی زمین اب تو مرد و نسے ہوئی ناز جنم آتش گل چھر جانان سے دورنگی اس خرابات کمن کی تب نظر آئی ترسی آنکھوں کے عاشق گھورتے ہیں چشم آہو کو آنکھیں غاظر نازک کا اونکی کیسا ٹھکانا ہے طلب کرتا ہوا سونا و گنگن سے خون عاشق کا قیامت تک جسے ساتی نہ تو تاگریہ عالم میں نہیں انجم یہ میری آہ سوزاں کس شراری بہن تصور ہو مجھے دار بقا کا دار فانی میں غضب یہ ہے کہ دشمن بھی کلیجہ تھام لیتے ہیں</p>	<p>جسے دکھو تو کشتہ ہو ترے خسار کے تل کا پہن میں شور شرعہ ہی بجو غنادل کا جو دکھیا رنگ آنکھوں میں شراب شیشہ دل کا اسیر زلف پیچا شوق رکھتے ہیں سلاسل کا سین گے حال وہ کس طرح مجھ غمیدہ دل کا لب سو فار پر سایہ پڑا لبھائے سائل کا تو جام زندگی دیتا مزار ہر ہلا ہل کا جسے کہتے ہیں خورشید فلک اک داغ ہزل کا سافر ہونے جبکو سوچ ہو منزل پنزل کا کون کیا دوستوں سے ای منو دایا جبراد دل کا</p>
---	--

ولہ

<p>گر یوہین قافلہ اشک روانا ہوگا ہوں وہ بیخود جو وہ ساتی چین آرا ہوگا جوش و خشت جو یہی ہو تو گریبان کی طرح خط لکھا اک بت گم شستہ کو قاصد میرا مرتے ہیں طول اہل پر جو جہان میں ترسا بن کے ہوئی وہ دکھائینگے خدا کی قدرت</p>	<p>پتلیوں کا مری آنکھوں میں تماشا ہوگا گل میں شبنم پہ مجھے شبہ صہبا ہوگا چاک اسی دست جنون دامن صحرا ہوگا رہ غلط کردہ کہیں ڈھونڈتا پھر تا ہوگا رشتہ درکار پے سوزن عیسیٰ ہوگا ہاتھ ہمدی سے برنگ یہ بیضا ہوگا</p>
---	---

خط منو آج ہو اوس حور کو لکھائینے
سو سے فردوس کیو تر مرا اوڑتا ہوگا

	ولہ	
<p>دریا ہی موج زن مری چشم پر آب کا اوس بحر حسن کے لئے ساغر حباب کا انداز ایک پردہ نشین کے حجاب کا شاخ سمن میں پھول لگا ہی گلاب کا ڈراس حساب نہیں روز حساب کا ہو جاوے ست نام سنے گر شراب کا کیا منہ ہو آفتاب کا اور ماہتاب کا یہ رتبہ ہی حباب رسالت مآب کا</p>		<p>کیون ہونہ دو دآہ مین عالم سحاب کا دریا ہی نرمی ہی نزاکت سے چاہیئے نہ اعلیٰ سپہرنے دکھلا دیا مجھے عارض کو اپنے وہ یہ صبا حسیکتے مین افزون حساب ہیں دلا او کی رحمتیں اللہ رے دماغ یہ ساتی کی نازکی چمکے تو آپ کے رخ تابان کے روبرو آگاہی او کی شان مین لولاک امی ملود</p>
	ولہ	
<p>روزن ہو رہو مزار اپنا دل چلا چشم انتظار اپنا بند شیشہ مین ہو غبار اپنا ساکن دشت تھا مسترار اپنا</p>		<p>کھل گیا ہی یہ جسم زار اپنا منتظر تو جدھر ہو دیکھ او دھر کھل گیا زیر چرخ مینائی بیقراری ملود تھی گھر مین</p>
	ولہ	
<p>ساغر گل ہو کیا ایغ اپنا صبح دم گل ہوا چراغ اپنا</p>		<p>نشہ مین دل ہو باغ باغ اپنا شگیا داغ عشقی پیری مین</p>
	ولہ	
<p>پر بچا دل ہو بال بال اپنا</p>		<p>زلت نے گو کیا یہ حال اپنا</p>

دل ہر پہلو میں سوز سے انگر	منقل افتادہ ہوز گال اپنا
ولہ	
نزع میں آپ اگر آئیگا برق و بارانکے تماشے کیلئے یون جو ہر عزم سفر حضرت دل	ملک الموت سے لڑو آئیگا آپ منسے مجھے فر لڑو آئیگا سیہ تو کہئے کہ کمان جا بیگا
ولہ	
عاشق اپنے قذاب وہ سرو بالا ہو گیا	داع عشق خال رخ بھی رشک لا ہو گیا
ولہ	
ہون گور جھکانے سے یہ محبوب عین عاصی	ای واسے کفن منہ سے ہٹانے نہیں مٹا
ولہ	
دیکھ سکتا تھا کمان رو پہ پیر آفتاب گر زمین پر دیکھے تیرا روئے نور آفتاب وہ سپہ حسن ہوساتی جو زیب انجمن دیکھ کر ہر روز تیرا روئے تابان بے نقاب روز ہی شب کہستہ خاطر کہتی ہی صبح فراق شرم آتی ہوتی سر کو رو روشن سے ترکا کب لگایا منہ سے اوس مہر و ہیبت شرم سرا شام سے تا صبح اوس نہ لکھا خط کا جوا جیسے دیکھا جلوہ آنکھوں کی سیکا ای نمود	ابر کی منہ پر چھپا لیتا تھا چادر آفتاب صورت آئینہ گرد و نیر ہو شند آفتاب میکشتی کے واسطے بنجائے ساغر آفتاب پردہ شب میں نکلتا تھا ہر چھپ کر آفتاب شیشہ دل کے لیے بنتا تھا ہر پتھر آفتاب منفعل ہوتے ہوئے دیکھا ہی اکثر آفتاب جلوہ گر ہوا ہ تابان کی برابر آفتاب آشیانہ تھا مگر مشرق کو تر آفتاب سیری نظر و نہیں ہو ذرہ سے بھی کمتر آفتاب

دل	
ہر روز و بروز بتوں کے عجز و نیاز جو ہے دکھیں جی روئے نگین تیرا تو ہو چمن اسرار عشق کیونکر ہیشیا رہیں کھیلنے آنکھوں میں دم ہی سیرا کھیلوں ہو فتح جان کافر ہر زلف پہچان صحف ہر رو جان	والدہ مومنہ پر جیسے مست ازواج بہل کو ناز واجب گل پر نیاز واجب مستی میں بھی ہر ہمارا خفائے راز واجب ترک نہ کو قاتل ہی ترک تاز واجب مومن نمود ہو تم ہی امتیاز واجب

دل	
کیا ہو زمین ہے اگر آسمان بلند اوتنے ہی گرتے جاتے ہیں غم سے چمن ہو گلشن جہان میں ہر اک طالبِ وج کانپسین کے میرے نالوں سے گواہان نام خدا فرشتوں سے نسبت ہی کیا نمود	فرش مکان سے ہوتی ہو سقف مکان بلند ہوتا ہی جقدر وہ قد لو جوان بلند کیونکر نہ رکھیں مرغ چمن آشیان بلند تا چرخ دوداہ سے ہو گا دھواں بلند ہو عرش سے بھی قدرش اس جہان بلند

دل	
تمہارا کت سے جو درکار نظر کا تعویذ شکل دیکھے تو مقابل کو نہایت نصیب وہ نہیں آتے تو دھڑکا نہیں جاتا دلکا ہو گیا پڑہ کے سوئے منزل مقصود و دل	نقطہ خال بنا موئے کمر کا تعویذ ہر مرا خطہ جبین فتح و ظفر کا تعویذ نقش پاؤں کا ہو میرے جگر کا تعویذ نامہ یار ہو امجد و سفر کا تعویذ

دور کرتی ہی ملائے سیہ شب کو نمود کیون نہ فرقت میں رکھوں نام سحر کا تعویذ	
---	--



ولہ

ہو گیا عاشق خط خسار جانان دیکھ کر
 گر پڑ ہوں واثم تسل و نکار و تابان دیکھ کر
 ہی بجائیں زرد رو گر ہوں محل ابتسام
 ہیں جنون آوارہ ایسے داؤی وحشت میں ہم
 ہی یہ عالم سبزہ خط کالب جان بخش سے
 نقش بر آب ایسی ملک کو بھی جانا چاہیے
 سایہ اپنا جنکو دکھلائیگا وہ رشک پری
 دم دیے ایسے تو کلی تن سے وح اللہ عشق

باب پنجم یاد آیا ہی گلستان دیکھ کر
 یاد آئے مصحف خسارت سران دیکھ کر
 زعفران کے کھیت کو منستہ ہیں انسان دیکھ کر
 بھاگے مجنون ایسا وحشت زایا بان دیکھ کر
 جم گئے ہوں خضر حبیبے آب حیوان دیکھ کر
 نقش یہ دل پر ہوا مر سلیمان دیکھ کر
 بھاگنا اونکو پڑ گیا شکل انسان دیکھ کر
 کو سے جانان کو چلیں گے باغ ضوان دیکھ کر

سکریں اوس مظهر انوار حق کے ای نمود
 شہری گویا بنے خورشید تابان دیکھ کر

ہوں دلاحد فراتض سے میں کیونکر باہر
 آتے دیکھیں جو اونھیں گھر کے پہنچ نہ رہے
 وہ کہیں ہیں کہ ہم آباد کریں گے اوکو
 گھر میں حیران مجھے چھوڑ چلا وہ شہ حسن
 کچھ نظر آئے نہ جز فوج الم دنیا میں
 محو نظارہ وہ ہوں گھر سے جو جاوہ مر

سوت آئے جو حرم سے ہو کبوتر باہر
 فرش رہ کے لئے انھیں ہوں تنگدہ باہر
 مل گیا کون و کان سے جو کوئی گھر باہر
 دیکھنا آئینہ اندر ہی سکندر باہر
 دل سے غم کا جو مرے ہو کوئی لشکر باہر
 ساتھ انھیں بھی ہوں حلقوں سے تنگدہ باہر

سبزہ خط یہ نہیں عارض جانان نمود

طار حسن کے اوڑنے کو ہوسے پر باہر

	ولہ	
<p>غلتان میں حسرتیں لہلہا کے آس پاس محتاج بیٹھے ہیں ترسے لائل کے آس پاس پر وانے اوڑتے پھرتے ہیں مغل کے آس پاس گو یا کہ روح حق میں ہو محل کے آس پاس</p>		<p>مقتل میں غیر پھرتے ہیں قاتل کے آس پاس ایسا ہی تو کریم کہ سب اغنیاء دہر اوس شمع و کی بزم میں تہنچوں میں کس طرح بیٹھی ہے کیسی مری مرقد کو گھیر کر</p>
	<p>طون حرم کے واسطے جاتے ہوا می نمود کعبہ سمجھ کے پھرتے مرے دل کے آس پاس</p>	
<p>چتا نہیں عالم میں سراغ پر طاوس</p>		<p>دی مینے جو داغ دل گم شہ سے تشبیہ</p>
	ولہ	
<p>کون رکھیا میان گنبد مدفن چراغ</p>		<p>ہی چراغان خانہ نعم میں لیکن بعد مرگ</p>
	ولہ	
<p>قابل دیدارم دیدہ شداد نہیں طار قبلہ نما کا کوئی صیاد نہیں پنج شاخہ ترانچہ فولا دھسین دل صد جاں عبت شائہ شمشاد نہیں جو سے شیر آئی بھلی سدم ہے کہ فرما د نہیں خانہ گوز بھی ویران ہو آباد نہیں</p>		<p>جو کہ خود میں ہیں ہر جز سب کچھ شاد نہیں کون دشمن ہے دلا او کا جو حق پر ہیں مدام ورزش دست جنائی سے ہوا غیرت شمع ہاے اوس لعل رسا تک تو پہنچتا اکبار جان شیریں سحر وصل سے پہلے نکلی خاک تک ہو گئی برباد گولوں سے مری</p>
	<p>مہر گم کردہ سلیمان بنا ہوں میں نمود پاس جسد نئے وہ محبوب پر یزاد نہیں</p>	

<p>کج غلت میں دلایا دغا کرتے ہیں لب جان بخش کے بوسے جو دیا کرتے ہیں نالہ فرقت میں پہنچتے ہیں سر عرش برین جامِ جم کی نہیں وقت جو دلا تیرے حضور گھر سے میرے جو بھی رکھتے ہیں باہر وہ قدم محب کا نہیں ڈر ہو مگر اودا ہ تیرے کشتوں کا یہ اعجاز ہی ای رشک کیج پاس اوس غیرت گلشن کے ہی جانا ہو مہر وہ جبکہ گن میں ہوئے سمجھائیں ہی</p>	<p>اور بتوں کو بھی کبھی گھو ریا کرتے ہیں وہ مجھے زندہ حب وید قضا کرتے ہیں ہمسی تیری یہ اب آہ رسا کرتے ہیں یہ تو دکھلا مجھے اس دم کہ وہ کیا کرتے ہیں کام اوٹھ اوٹھ کے مرے دست دعا کرتے ہیں خون تحریص سی جو چپ کے پیا کرتے ہیں دم میں مرجاتے ہیں اور دم جیا کرتے ہیں ہم سفر اپنا تجھے باد صبا کرتے ہیں منہ ذرا سا وہ نکالے ہوئے تا کرتے ہیں</p>
--	---

اونکی مانند یہ ہیں زاہد سالوس ملود
جو کہ پر ہیز نہیں کرتے دوا کرتے ہیں

<p>چشم کو سمجھا ہوں میں حشی خطر سار پر سنبستان طوق اور زنجیر پامون نسیم چشم پوشی ہو کب ہی کو نہان ہو شکل دوست لکھتا ہوں وصف رخ رنگین تو بلبل کی طرح کھمت گل بھی جو سایہ کی طرح معدوم ہر</p>	<p>سبز چرتے ہیں یہ آہوے سیا بان غمین مجھے اسیر زلف پیاں کو ہی زندان غمین بوئے گل بھی ہوتی ہو نظروں سے پنہان غمین خط مرا ہر گل کو دیتا ہی کبوتر باغ میں مجھ کو یا آتے ہیں اوصاف پیمر باغ میں</p>
---	---

ولہ

<p>تسینم ہیں شرک جو میں آبدیدہ ہوں اوڑتا ہوں میں ہوا سے ہوا ہوں نیا توں</p>	<p>اوس در پہ ہوں تو برداشت رسیدہ ہوں ای جھفیہ ہمسرخ پریدہ ہوں</p>
--	--

گو دوستوں کا تارنگہ ہوں مین ناتوان	سوزن کی طرح چشم عدو مین خلیدہ ہوں
محسوس ہوں جو بات ہی کچھ جسم ناتوان	معدوم ہوں جو صورت رنگ پر مین ہوں
ولہ	ولہ
مظہر حق وہ بت ہیات نہیں	چاند سامنے ہی سونات نہیں
ولہ	ولہ
قضایا پس لاکھوں امیدیں کشتہ ہوتی ہیں	مراد ان بیٹا رتہا ہی ہر دم میرے پہلو میں
ولہ	ولہ
بیٹھو بیٹھو تو سہی ردو بدل جانے دو	سنو سنو کہ پس اب آج سے کل جانے دو
فتنہ برپا یہ کر گیا تو نہ پچتا یہیے گا	چھٹیر و چھٹیر و دل نادان کو محل جانے دو
کیجیے ساتھ نہ غیر و نہ کے عیادت دم نزع	روح کے ساتھ یہ حسرت بھی نکل جانے دو
ٹھہیر و ٹھہیر و کسے دیا ہوں جو گداری مجھ پر	وار لو آپ ذرا دل کو سنبھل جانے دو
مانو مانو تو سہی داور محشر کے حضور	دوستو شکوہ تقدیر ازل جانے دو
سب کے سب نشت کو گھبراہٹ ہو ڈھونڈ گئے	ذکر حشت کا مری حشر میں چل جانے دو
نیچھی نظروں کے اشارے وہ قیامت ہن ملو	دیکھو دیکھو مجھے آنکھوں ہی کے بل جانے دو
ولہ	ولہ
نہیں چشم بت بے پیر دیکھو	یہیہ ہی صیاد مردم گیر دیکھو
لیا کس فتنہ محشر کا دامن	قیامت کا ہوں دانگیر دیکھو
لکھوں تالا بھر کاری کا کیا مال	پس تاج محل کشمیر دیکھو
نہیں ملتا ہر لفظ کو وہ بت دست خانی سے	کمالی سنبلستان مین خدا فی شاخ مر جا نکو

<p>بزم عالم میں یہ میری مرگ کا افسوس ہی کان ہی اپنا کہ شاہ عشق کا جاسوس ہی جام جم سے کم یہاں کا سہ گدا کی کانین کیون بچھا تا ہی زمین پر روز ضو آفتاب ہی یہ سوز غم پس مردن کہ بزم دہرین ہی بجا اگر خلق میں پہنان ہو وہ جان جان قید و حشت سے کبھی عاشق رہا ہوتے نہیں سر مرا قاتل کے قدموں سے جدا ہونا نہیں تیرے مرگانے سے شب بگن گیا حیران ہوں زندگی ہوتی عدو کی اور موت آتی مجھے</p>	<p>زندگانی سے چراغ گور تک مایوس ہی سینہ کو بی ہی یہ اپنی یا صد گوس ہی بوریا بھی فقیرین اور رنگ کیا گوس ہی آسمان کو شاید او کی حسرت پا بوس ہی شمع ہوں میں گنبد مدفن مرا فانوس ہی قالب خاکی عیان ہو روح کب محسوس ہی ہی زلیخا کو جنون یوسف اگر محسوس ہی ہو چکا میں قتل باقی حسرت پا بوس ہی کھال ہی تن کی کہ زنبوری مرا بوس ہی وای فرقت مرگ دشمن کا مجھے افسوس ہی</p>
--	--

ہجر کی شب میں بھی روشن ہے یہ خانہ نمود
 شمع و وہ ہی تصور اپنا اک فانوس ہی

<p>کب مجھ کو فکر آمد روز جزا کی ہے دار فنا میں نہ کر جو دار البت کی ہے اس دار غم میں جینا تو اک دم محال ہی معمور ہی خیال صنم سے حریم دل فوط قلع سے مرنا پڑے سامعین کو باہر پڑے قدم نہ رہے ستیم سے کمدون حضور داو و محشر یہی نمود</p>	<p>واللہ خدائی وان بھی تو میری خدا کی ہی تشویش مبتدائیں مجھے منتہا کی ہی پھر سہل اس طرح ہی جو ہمت فنا کی ہی اک بت خدا کے گھڑین ہی قدرت خدا کی ہی اپنا بیان مرگ حقیقت قضا کی ہی شرم اوں مجیب کو مرے دست دعا کی ہی مارا غم بتان نے دہائی خدا کی ہی</p>
--	--

جہان میں نئی تاثیر دعا کا پھینکا گیا ہے اوسے کو علم ہی دار فنا دار بقا کیا ہے کلام اللہ میں جسکے محامد کے ضمائر ہوں نزاکت سے ہوں وکی محو حیرت اہل نظارہ لیا ہی سادگی نے ایسے نادان کی مرے دلو غصہ سے صہل میں کمناسی کا یونین رستے کیا شکستہ خاطر گریہ عشق رلف جانان نے ادب مانع رہا ہکو بیان حرف طلب میں پی گلگشت وہ رشک چین آتا ہی گلشن میں	اجابت آکے خود کستی ہی تیری التجا کیا ہے ازل سے ابتدا کی ہی اوکی انتہا کیا ہے بشر سمجھے کیونکر شان ختم انبیا کیا ہے کسین کو کمر کو دیکھ کر یہ بال سا کیا ہے جو اتنا بھی نہ سمجھے نا دکیا ہی اورا دکیا ہے ذرا فرمائیے کچھ آپ دل کا مدعا کیا ہے تو پھر پیشہ شیشہ دل میں ہمارا کیا ہے کما کو او سنے ہر دم کیسے حرف مدعا کیا ہے منو داب دیکھے بیل کا طوطی بوتا کیا ہے
--	--

ولہ

نہ پایا اوسکو وہاں بھی تو جا کر دوزخ عیان ہی مرتبہ رہروان ملک عدم	بہشت چھوڑ کے ہم سمت کو سے یار چلے پیادہ آئے ادھر اوراودھر سوار چلے
--	---

ولہ

چپکے چپکے مسکرانا اذکا ایک انداز ہی بنالعل بخشان یا دل بے جو گرا آئسو	بے چپک ہی برق خندان عد بے آواز ہی ولہ تماشا ہی کہ ہم نے لعل کو سانچے میں ڈی مالا ہی
گمان چرخ ہوتا ہی زمین پر چول جائنہن عدم میں دل کے بھلانے کا کوئی شغافہ بھلے	سپہیں مہ آغوش میرے مہ کا مالا ہی ولہ جو کون جسرتوں کا ساتھ یا نسے قافلہ بھلے
بیان گرم رنستار برق احمدی کیا ہو	جو ناپے دو جہان کو اک قدم کا فاصلہ بھلے

تیرا لکھ

قطعه تاریخ طبع از ذوالفقار دیوان قائل محمد خان صاحب

بیا قائل منو د فیض گستر	عجب ترتیب کرده باب جنت
نوسیم یگل باغ مسانی	که گویم گو ہر نایاب جنت
ز فیض رنگ و بولیش در جہانے	شگفتہ گلشن شاداب جنت
بہار نظم رنگینش بہ بیند	نذیرہ ہر کہ آب و تاب جنت
ز حسنش خاطر عشاق عالم	منزہ چون دل ارباب جنت
عوسان ہشتی را پیشش	نہ بند ز گس بیخواب جنت
دلگفتا پی تاریخ ختمش	گو قائل کہ خورم باب جنت

۱۳۰۴ھ

قطعات تاریخ از طبع قدوہ ارباب سخن بید کلامی من فصیح الفصحا خلاہ و دوا
توضیحی کو نین حکیم حافظ مولوی سید اعظم حسین صاحب ناباظم ضلع مغرب بل پھول

طبع ہو کر یہ نگارین تذکرہ	جب ہوا مطبوع طبع کائنات
خامہ ندرت رقم نے سال طبع	لکھد یاز سیاہستان نکات

۱۳۰۴ھ

دیگر

اس نو آئین کتاب کو کیسے	رشد تصویر خانہ مانی
سال فصلی اگر پڑنا چاہے	دیکھ گلدستہ سخندان

تقریب قطعہ تاریخ از طبع گوہر نشان روضہ حقیقت شناس منطوق و مفہوم بانی
بنار سنخوری گلشن پیرایہ حق پروری مولانا محمد عباس صاحب المتخلص رفعت

سلسلہ العرب الغرث نزل بھوپال

تقریظ

اگر سخنوران دہلی و لکھنؤ دیدہ الضان سے شبستان عالمگیری دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ مالوہ میں نشو و نما پا کر ایسا لکھنا کیسا کام ہو اور یہ بے بدل کتاب تذکرۃ الاحباب مشحون مضامین نایاب اول سے آخر تک انتخاب و دلکش کلام ہو تذکرہ نویسی کچھ نیا کام نہیں بلکہ اسکے موجد فصحاے یونان ہین اوونکی تقلید اہل عرب ایران نے کی اوونکی دیکھا دیکھی اردو نویسوں نے کتابین لکھیں مگر اس تذکرہ میں دو باتیں نئی ہیں جو اور تذکروں میں دیکھی نہیں گئیں اول یہ کہ حروف تہجی کی ترتیب سے غزلیات لکھی گئی ہیں دوسرے یہ کہ ترجمہ کے واسطے ایسے الفاظ تلاش کیے ہیں جو سخنوری کی واقعی حقیقت اور رنگ طبیعت کا سچا فوٹو بتاتے ہیں ہر قسمیہ سنج کلمتہ رس نظم دلکش اور ترجمے سے سمجھ سکتا ہو کہ مولف نے دو نوونکی تطبیق میں کیا کمال کیا ہے اور کیا طلسم دیکھا یا ہی۔ ہر چند مجکو عربی فارسی جو کچھ رطب یا بس لکھنا یا دھتھا و کثرت و بزا اولت نوشت و خواند روزمرہ کچری کے کام سے فراوان ہو گیا مگر مولف والا مرتبہ کیتاے زمان میان عالمگیر محمد خان صاحب بنو سلسلہ الملک الودود کی بادہ حلال بذلہ سنجی سے ایسا مدہوش ہو گیا کہ فی اللہ یہ قطعہ تاریخ تہ دل سے زبان پر آیا میں نے صاحب صوف و ہر عروق کو بے تکلف سنا یا

قطعہ

بسطر عشوہ بت شنگول

شاعرون کا مرقع معقول

۱۳۰ھ

دل کو لیون چھینتا ہی یہ نسخہ

دیکھ مرآت سال میں فصاحت

قطعه تاج از محمد عزیز اللہ خان عزیز شریک انجمن شاعر

مرتب عجب تذکرہ یہ ہوا ہے	بہر جسمین ہر ساز و سامان جنت
بنائے صفا سے چمکا ہوا ایسا	کہ تابندہ ہو جیسے ایوان جنت
بیان رکیسان بھوپال پہلے	جو عازم ہوے سوے نشان جنت
رقم پھرین اوصاف شاہ جہانی	ہو بھوپال جس سے گلستان جنت
کسین ذکر اضلاع و اقلع و صحرا	نظر جس سے آتا ہر میدان جنت
کسین وصف شہر و عمارات و دریا	تر و تازہ جس سے ہو خواہان جنت
گشگشتہ شگفتہ وہ باغونکے مضمون	پھر کجائے دیکھے جو ضوآن جنت
کسین گلستان وصف انمازل گل	پھلے بھولے جیسے خیابان جنت
کسین حال تاریخی و حسی شاعر	فدا ہوں جو دیکھیں عروسان جنت
کلام سخن پروران پھر رقم ہیں	پڑھیں جس کو دل سے غزل جنت
عجب نظم بزم سخن تیز و تر ہے	ردان جیسے انہارستان جنت
بہار گل خامہ پھر وہ رنگین	ہو خواہ ہیں جسکی جو ران جنت
عزیز مخور نے تاج اسکی	کھلی یوں والا شہستان جنت

۱۳۰۴ھ

قطعه تاج از طبع رسانو نہال حلقہ رشد و سعادت بہار آرا بوستان

فہم و فراست محمد حبیب اللہ خان بن عزیز اللہ خان عزیز بھوپالی

چون بافضل خداوند کریم ذو المنن	ختم شہدائین نظم نور افزا جسے ہم جان تن
غیرت از رنگ چین و شمع بزم عاشقان	گشگشت رنگین بیانی ببل باغ سخن

<p>مثل این گلدسته ز گین ندارد دباغ هر یافت در عالم نمود و هر سه این تذکره شاعران آسج و عاقل عزیز و عیش بهم مایه اخلاص و عشق و هم نشاط طایبان نظم پر و عسکری و هم تمیز با تیسند ختم کن بر مصرع تایخ اکنون مثل سال ختمش چون طلب کرد حبیب کترین</p>	<p>شد بهار تازه او و خوشن زیب چمن زانکه عالمگیران هستند صدرا نجمن مثل شیدا عاشقش گشتند با جلد تن حافظ عالم نگه دارد ز حساد ز من شد برین گلدسته تر مثل بلبل نه من بار دل طول سخن دانند دانا یان من گفت با صد بار مالت پایه شعر و سخن ۱۳۰۴</p>
--	--

قطعه تاتخ از افکار که بار حدیقه طراز مضامین بنگین سلیقه شاعرانیک یمن
مقبول قلوب ناو پیر شیخ نذیر احمد بن محب سول فاروقی حنفی صابری
ساکن تخانه بھون نزیل بجو پال کامدار دیوڑھی نامہ نگار

<p>از دستم نسخه بهین سلوب دلر با همچو عشوه محبوب ورمدا و اسے گریه یعقوب گفت مالت که پایه مرغوب ۱۳۰۴</p>	<p>اسجناب نمود عالیجاہ ناز و انداز شاہ معنی این و آن رشک کفایت فکر تاتخ کرد چون احمد</p>
---	--

قطعه تاتخ از افکار پر بهار ناز بهیشتال بھم نازک خیال منشی محمد
عبد المجید خان بن محمد یوسف خان جمعدار مرحوم منشی و بکاری نامہ نگار

کیسی نادر کتاب لکھی ہے
ہر ورق پر چھپی سخن کی بساط
لکھی عبد المجید نے تاریخ
گوہر و نفروز عیش و نشاط

قطعہ تاریخ از شیخ محمد بنیر الدین شریک انجمن شاعرہ مخافظ کتب رو بکاری المستخلص متمیز

<p>حمد پہلے ہو رستم رحمان کی وصف آل اطہر و اصحاب میں اب قلم کچھ مذکرہ کی کر صفت واہ واہ کیا تذکرہ لکھا گیا تذکرہ ہی یا کہ ہی چہ سام جم تذکرہ کیا محسن اشعار ہی اسکے ناظم ہیں امیر ابن امیر کون وہ تو اب عالمگیر خان ہیں سخی ایسے عطا سب کو کیے اونکے چھوٹے بھائی بھی فکی طرح ہیں شجاعت اور دلیری میں فیر ہی قرآن شمس و قمر کا بیگان حال اونکی بارگہ کا مختصر فیل و اشتر اسپ گجھی پا لکی</p>	<p>بعد لغت احمد والا تبار ہو روان خاصہ ہی جتکے زنگا پیش عالی ہمت و ذی اقتدار جسکے ہیں شتاق مردم پشمار جس سے روشن ہی جہانکا کار و نا ناظم و ناثر ہیں جس سے یادگار شہ سوار و نامدار و کامگار جسکی دولت سے ہی میر افتخار سے مندیل اکیدن میں ایک ہزار ہو مرا جی جان اونپر سے تار علم و دانش میں ہیں خرز و زنگا دیکھ لے کوئی نہ ہو گر اعتبار اس طرح لکھتا ہو ملک زر و تھار رات دن حاضر ہیں سب باندہ حوٹا</p>
---	---

چیدہ چیدہ ہیں ملازم اوکے سب
 ہیں تبرا عذر اور انکار سے
 دست بستہ تمام طفل و کینز
 کیا کروں میں اوکے سرنگون کا
 جسکے سرافسر ہیں طرہ بازخان
 ہو مقابل اوکے جو میدان میں
 افسران کا رخانہ کا رکن
 منتظم کسے ہیں منضیض انڈان
 سیکڑوں مارے ہیں جسے شیرز
 انتظام اوکا ہو ایسا دلپذیر
 اور سکندر خان ہیں صاحب تمام
 اسلحہ خانہ کے تو شک خانہ پر
 ہیں مدیر صطبل کے صاحب نظیر
 فرد ہیں عالی نسب ہیں بہتیمب
 گرچہ ہوتے چھوڑتے میدان کو
 چھوڑے صاحب کسے صاحب چوچو
 قدرت الدخان قائم دادخان
 نیشی اوکے ہیں عبد المجید
 خوش نویس و خوش سلیقہ خوش بیان

جان نثاری سے سدا رکھتے ہیں کار
 استعداد ہیں جسکے ذمہ ہی جو کار
 ایستادہ صف نصف ہیں چوہدار
 ہمت و مردی میں ہر اک نامدار
 ہیں تفنگ انداز اور دشمن شکا
 ہو کے پسپا لے وہیں راہ فرار
 با وفا ذی ہوش اور ذی اعتبار
 صفت سکن ہیں جو بروز کارزار
 ہمت مردانہ سے وقت شکا
 شیر بکری ہمدگر پائین تار
 جان نثار و عہد مند و ہوشیار
 رکھتے ہیں یا صد امانت اختیار
 بے نظیر و بے بدل با اعتبار
 منشی ہیں اور پہلوان زور دار
 دیکھ انکو رستم و ہفتدیار
 اپنے اپنے کام میں ہیں ہوشیار
 ہیں دلیر و سیف زن اور پختہ کار
 خان والا شان اور عالی مقام
 انہی ہی نظم و نسق کا سب مدار

اونکے دیوانگی بیان ہو کیا صفت	ہیں نذیر احمد جہانکے کا مزار
اونکی بس تحریر کیا تسخیر ہے	جن والہاں کہے ہو حق میں محرم کار
لالہ بٹوال صاحب فی سیاق	ہیں یہ نائب بالیافت باوقار
وہ محاسب ہیں اونکا حوصلہ	دیکھے ٹوڈر مل بھی تو ہوش سار
ہیں جلال الدین جٹا ہوشمند	اوس امارت خانہ میں سرشتہ دار
بیکران ہیں وصف تابع امیر	کچھ سال خاتمہ پر اخصار
بے سرانند تاج ایامیر	کر رقم - ہو انتخاب یادگار
	۴۰ ۱۴۰۰ ہجری

قطعہ تاریخ رنجینہ گلک جواہر سلک منشی جادو رقم عطار دستم
سید محمد نجف حسین اظہار نگار محکمہ سائر کل نزیل بھوپال

مرتب شد عجب گلستہ تر	بجھد الہ کہ یا قوت و کبر سفت
برائے سال طبعش باسرت	نجف تاریخ نظم سلک و کفست

قطعہ تاریخ از تاج افکار خوش مزاج نیک اخلاق خوب روی مشہور آفاق
صاحب ہیں قویم و طبع ستقیم منشی محمد عبد العظیم رو بکار نویس محکمہ سائر کل
نزیل بھوپال

واہ کیا تذکرہ ہوا ترتیب	ہر ورق پر بہار جگے شمار
کھنکی عبد العظیم نے تاریخ	عاشقانہ سفینہ اشعار

تاریخ طبع از افکار تازه جوان خوش و جاهت لطیف مزاج طبعیت
 میر معصوم علی روزنامه نویسی محکم سائر کل نزیل بھوپال

کتابت یا آنکه کان سخن	در حبس سنی که جان سخن
چو معصوم پدید سالش دل	بگفتا عجب بوستان سخن

قطعه تاریخ از تاریخ افکار قدو صاحب تقیم الوضع اسوار باب سلیم الطبع بیان
 ثابت محمد خان صاحب متخلص به ثابت بیان کرم محمد خان صاحب مرحوم
 که از رؤسا بھوپال اند

لله الحمد درین عهد نمود ذبیحیه	دست گل عجب راسته طریق سخن
ثابت نکته سرا کرد چو سکر تاریخ	بافتش گفت که دیکچ شگفته گلشن

قطعه تاریخ از افکار گهر بار سخنور شیرین زبان شاعر نیکو بیان
 ملا مظفر حسین صاحب مظفر متخلص خلف ملا عنایت حسین صاحب
 ساکن سروج که منمضات یار است نکست

این کتاب عجیب را گفتم	در شبستان دهر باغ نمود
گفت هاتف مگر بی تاریخ	که مظفر بگو - چهر باغ نمود

صحت نامہ کتاب شہستان عالمگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۹	عالمگیر خان	عالمگیر محمد خان
۴	۵	آبادی	آبائی
۵	۴	مملکت	ملکت
۱۴	۲	ویدنت	ویدانت
۱۴	۱۸	تین سوگز	تین سوچہ گز
۱۹	۱۷	حیات نشان	جنت نشان
۳۶	۱۵ شعر	اونکا	اونکو
۴۶	۲ شعر	سپرک	سپرکو
۵۰	۹ شعر	مچکو	خود کو
۵۵	۳ شعر	زوالکا	زوالکو
۵۸	۱۰ شعر	یون اوٹھاتی	بول اوٹھا ہے
۹۴	۱۳ شعر	داغ مشق	داغ عشق
۹۶	۵ شعر	پرون تک	پرون تن
۱۴۳	۱۵ شعر	کس ساتی بہست کا بہرہ ہی تصو	ہی فرقت ساتی مین یہ مجور کی آواز
۱۹۷	۱۲ شعر	اور یہی ہی	اور مین ہی
۲۲۴	۷ شعر	وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہوں	خطا ہو سکی گنگا رین ہوں



CALL No. { *ASIA 211* } ACC. No. *22.4C*
 AUTHOR..... *U. S. L. K.*
 TITLE..... *U. S. L. K.*

URDU SECTION

MAULANA
AZAD
LIBRARY



-: RULES :-

ALIGARH
MUSLIM
UNIVERSITY

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.

